اٹلانٹس
مڈاس
اور برازیہ
اشتیاق احمد
809

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلکیشنز

صحت مند ادب، سائنسی تراجم اور دلچسپ فکشن کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کے لئے کوشاں۔

کتاب کا نام	:	مڈاس اور برازیہ
ناشر	:	فاروق احمد
اٹلانٹس پبلی کیشنز	:	A-36 ایسٹرن اسٹوڈیو کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ کراچی
فون نمبر	:	0300-2472238 ; 021-32581720
ای میل	:	atlantis.publications@hotmail.com
آئی۔ایس۔بی۔این	:	ISBN:978-969-601-186-6
سرورق	:	آشا فاروق
دیدہ ریزی	:	آسیہ عزیز
ناول نمبر	:	809
سن اشاعت	:	اگست ۲۰۱۸ء
قیمت	:	300 روپے

اٹلانٹس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسپکٹر جمشید ٹیم، انسپکٹر کامران مرزا ٹیم اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

مڈاس اور برازیہ

اشتیاق احمد

اٹلانٹس

ایک حدیث

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشار
فرمایا:
اگر کسی شخص کے والدین یا ان میں سے کوئی
اس وقت فوت ہو جائے جب کہ وہ ان کا
نافرمان ہے ... اور اگر وہ ان کے مرنے کے
بعد ان کے لیے استغفار اور دعا کرتا رہتا رہے
تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ تعالی اسے
نیکو کاروں میں لکھ دیتا ہے۔

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔
☆ آپ کے ذمّے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

دو باتیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبر کاتہ : اس بار میں آپ کی خدمت میں مڈاس اور بزاریہ کے ساتھ حاضر ہوں ، ساتھ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے سب کو ایسے مڈاسوں اور بزاریاؤں سے محفوظ رکھے آمین ۔

اس ناول میں دو نئے کرداروں سے آپ ملاقات کر رہے ہیں ... یہ ملاقات کیسی رہی ... آپ کے کرداروں کو یہ ملاقات کبھی نہیں بھولے گی ... کیونکہ ان کے مقابلے میں بے چارے بالکل بے بس ہو جائیں گے ... اس قدر بے بس کے آپ سوچ بھی نہیں سکتے ... خیر کوئی بات نہیں ... ناول پڑھنے کے بعد سوچ لیجیے گا...

کرداروں کے ساتھ اگر آپ خود کو بھی بے بس محسوس کریں تو آپ کا کرداروں سے محبت کا ثبوت ہوگا ... یعنی جن سے ہم محبت کرتے ہیں ... انہیں بے بس اور بے یارو مدد گار پا کر ہم ان سے ہمدردی محسوس کریں گے اس کا مطلب ہے آپ کو ان کرداروں سے محبت ہے ... یہ اور بات ہے کہ یہ بات ہمیں پہلے ہی معلوم ہے ... کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ آپ انسپکٹر جمشید پارٹی سے اور انسپکٹر کامران مرزا پارٹی سے محبت ہے ... بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کہوں گا ... آپ کو شوکی برادرز سے بھی محبت ہے ۔

جی ہاں ... اس ناول میں آپ شوکی برادرز سے بھر پور ملاقات کریں گے...

میرے ناول پڑھنے والے ایک صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے تو آپ کے ناولوں میں شوکی برادرز کے ناول سب سے زیادہ پسند ہیں ... یعنی انسپکٹر جمشید

اور انسپکٹر کامران مرزا کے ناولوں کے مقابلے میں انہیں شوکی سیریز زیادہ پسند ہے ... ہے نا مزے کی بات ... وجہ اس کی انہوں نے یہ بتائی کہ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران پارٹیاں تو طاقتور ہیں ... دشمن سے عقل کے ساتھ ساتھ ہاتھوں پیروں سے بھی نبٹ لیتے ہیں جب کہ بے چارے شوکی برادرز نے صرف عقل سے کام لے کر دشمن کو شکست سے دو چار کر تے ہیں ... لہٰذا مجھے شوکی سیریز زیادہ اچھی لگتی ہے ... خیر ان کی پسند کا معاملہ ہے ... مجھے تو تینوں ہی پسند ہیں... لیجیے آپ ناول کی گرفت میں آنے کے لیے تیار ہو جایئے۔

فقط....والسلام

اجنبی

محمود اور فاروق زور شور سے تیاری کر رہے تھے ...

ادھر فرزانہ اپنی امی والے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔

فرزانہ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ دونوں بھی کہیں جانے کی تیاریوں میں ہیں اور نہ محمود اور فاروق کو یہ معلوم تھا کہ وہ کہیں جا رہی ہے۔

پھر جب فرزانہ اپنے کمرے سے نکل کر صحن میں آئی تو اسی وقت محمود اور فاروق بھی اپنے کمرے سے نکلے ...

اس وقت انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ٹھٹھک کر رہ گئے ...

فرزانہ کے منہ سے بے ساختہ انداز میں نکلا۔ '' ارے یہ کیا۔''

'' ارے یہ کیا۔'' اسی وقت وہ دونوں بھی ایک ساتھ کہہ اٹھے۔

'' کیا ہوا ... کہاں کیا ؟'' باورچی خانے سے ان کی والدہ کی آواز سنائی دی ... وہ شام کی چائے کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔

انسپکٹر جمشید ابھی دفتر سے نہیں آئے تھے۔

'' وہ دیکھیے امی جان ... انہوں نے میری نقل اتاری ہے۔''

''نقل اتاری ہے ... کون سے پیپر میں ... مم ... مگر تم الگ الگ اسکولوں میں پڑھتے ہو ... نقل کا سوال کیسے پیدا ہو گیا۔''

''اوہو امی جان، آپ بھی کمال کرتی ہیں ... آپ باہر آ کر تو دیکھئے، اسے نقل اتارنا نہیں کہتے تو پھر کسے کہتے ہیں۔''

''اچھی بات ہے ... یہ لو میں باہر آ گئی ... ارے یہ کیا۔'' انہوں نے اپنا جملہ درمیان میں چھوڑ دیا۔

''یہ کیا ... فرزانہ تو مجھے بتا چکی ہے کہ وہ کہاں جا رہی ہے لیکن یہ بتاؤ تم دونوں کہاں جا رہے ہو۔'' انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

''ہم دونوں اپنے بارے میں تو بتا سکتے ہیں ... فرزانہ کے بارے میں نہیں بتا سکتے۔''

''فرزانہ کے بارے میں تو میں نے پوچھا بھی نہیں ہے۔''

''اور امی جان میں اپنے بارے میں بتا چکی ہوں ... لیکن یہ تو میں بھی نہیں جانتی کہ یہ دونوں کہاں اور کیوں جا رہے ہیں۔'' فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

''امی جان ... ہم لوگ اپنے ایک نئے دوست کے گھر جا رہے ہیں ... آج کل اسکول بھی بند ہیں اور ہمیں پتا تھا کہ آپ ہمیں جانے کی اجازت دے دیں گی ...'' فاروق یہ کہتے ہوئے مسکرایا۔

''لیکن یہ کیا ہوا کہ تم سب کو ایک ہی دن جانا پڑ گیا۔''

''ہوا تو کچھ نہیں ... شاید ہمارے پروگرام آپس میں ٹکرا گئے ہیں۔''

فرزانہ نے ایک دم کہا۔

'' ہائیں ... پروگرام ٹکرا گئے ہیں ... کیا مطلب ؟'' بیگم جمشید نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔

'' مجھے اپنی ایک نئی کلاس فیلو کے گھر جانا ہے ۔'' فرزانہ بولی۔

'' اور ہمیں اپنے ایک نئے کلاس فیلو کے گھر جانا ہے ۔'' فاروق تڑ سے بولا۔

'' تو اس میں لڑنے کی کیا ضرورت ہے ۔'' انہوں نے منہ بنایا۔

'' جی نہیں امی جان ہم لڑ تو نہیں رہے۔'' محمود نے فوراً کہا۔

'' اچھی بات ہے ... جاؤ ... ۔''

'' ہم تو چلے ...''

محمود نے کہا اور فاروق کے ساتھ فوراً گیراج کی طرف چلا گیا۔

اس نے کار نکالی اور دونوں اس میں بیٹھ کر یہ جا وہ جا ۔

'' میں بھی جا رہی ہوں امی جان ۔''

'' اچھی بات ہے فرزانہ ۔''

'' اور میرے نکلتے ہی آپ دروازہ بند کر لیجیے گا ... ابا جان کے آنے پر ہی کھولیے گا ... بلکہ پہلے اطمینان کر لیجیے گا۔''

'' خیر تو ہے ... آج مجھے ہدایات دے رہی ہو۔'' وہ مسکرائیں۔

'' پتا نہیں... یوں لگتا ہے جیسے آج کچھ ہونے والا ہے۔''

'' جاؤ اللہ کو یاد کرو ... کچھ نہیں ہونے والا ہے۔'' انہوں نے مسکرا کر

کہا اور فرزانہ بھی اپنی کار کی طرف بڑھ گئی ...
انہوں نے بھی دروازہ بند کرنے میں دیر نہ لگائی ...
ابھی پانچ بجنے میں پورے بیس منٹ باقی تھے۔

O

محمود اور فاروق ایک کوٹھی کے سامنے رکے ...
محمود نے نیچے اتر کر گھنٹی بجائی۔ دروازہ کھلا اور ایک ملازم نظر آیا۔
"ہمیں نسیم کرمانی سے ملنا ہے۔"
"آپ کے نام محمود اور فاروق ہیں۔"
"جی ... یہی نام ہیں۔"
"آپ آ جائیں ... کار بھی اندر لے آئیں ... چھوٹے صاحب آپ کے بارے میں ہدایات دے چکے ہیں۔"
"اچھی بات ہے۔"
وہ کار اندر لے آئے ... ملازم نے انہیں لان میں بٹھا دیا۔
خوشگوار سی شام تھی ... ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔
ملازم اطلاع دینے کیلئے اندر جانے کیلئے مڑا ہی تھا کہ دروازے کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ وہ ایک بار پھر گیٹ کی طرف چل دیا۔
اس گھنٹی کو سن کر محمود اور فاروق دونوں اچھل سے پڑے تھے ...

لیکن ملازم انہیں اچھلتے نہ دیکھ سکا کیونکہ وہ تو باہر کا رخ کر چکا تھا۔

باہر اسے ایک لڑکی کار میں نظر آئی۔

" مجھے نادیہ کرمانی سے ملنا ہے۔"

" آپ کا نام فرزانہ ہے۔"

" جی ہاں ؟"

" اندر تشریف لے آئیں ... نادیہ بی بی آپ کے بارے میں ہدایات دے چکی ہیں ... کار اندر ہی لے آئیں۔"

" جی اچھا۔"

ملازم نے گیٹ کھول دیا ... فرزانہ کار اندر لے آئی ... پھر جونہی وہ کار سے اتری ... بہت زور سے اچھلی ... اس کے منہ سے نکلا :

" ارے ... یہ کیا۔"

" یہ ... یہ وہی۔" فاروق نے کہا۔

" کک ... کیا ہوا۔ " ملازم نے حیران ہو کر کہا۔

" آپ جائیں اور نسیم کو ہمارے بارے میں بتائیں۔"

" پہلے نادیہ کو میرے بارے میں بتائیں۔" فرزانہ تڑ سے بولی۔

" جی جی جی۔" وہ بوکھلا گیا ... اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔

"تمہیں یہیں آنا تھا تو ہمارے ساتھ کیوں نہ آ گئیں۔" فاروق نے بھنا کر کہا۔

" مجھے نہیں معلوم تھا ... نہ تم نے بتایا تھا کہ تمہیں کہاں جانا ہے،

یہاں پہنچنے پر پتا چلا۔'' فرزانہ نے بھی جلے کٹے انداز میں جواب دیا۔

'' مطلب یہ کہ نسیم کی بہن تمہاری نئی کلاس فیلو بنی ہے۔''

'' نہیں بلکہ نادیہ کا بھائی تمہارا نیا دوست بنا ہے۔'' فرزانہ چنچنائی۔

'' انگارے زیادہ چبا لیے کیا۔'' فاروق نے اسے گھورا۔

'' انگارے چبائے میری جوتی ۔'' فرزانہ تلملائی ۔

'' بے چاری جل کر راکھ ہو جائے گی۔'' محمود نے فوراً کہا۔

'' کون راکھ ہو جائے گی۔''

'' تمہاری جوتی ... انگارے جو چبائے گی۔'' فاروق مسکرایا ۔

'' توبہ ہے تم سے ... ویسے مجھے اندازہ نہیں تھا۔'' فرزانہ نے عجیب سے انداز میں کہا۔

'' اندازہ نہیں تھا ... ہائیں تو تمہیں پہلے ہی کون سا اندازہ ہوتا ہے۔'' محمود نے تڑ سے کہا۔

'' ہے کوئی تک ... ۔'' وہ جھلا اٹھی ۔

'' کس بات کی ۔'' فاروق نے فوراً پوچھا ۔

'' اب تم سے کون مغز مارے۔''

'' اس وقت تو بس ہم دونوں ہی ہیں یہاں ... تھوڑی دیر بعد تمہاری نئی سہیلی آ جائے گی تو بے شک اس سے مغز مار لینا ...ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے ... کیوں فاروق ... ہم اعتراض نہیں کریں گے نا ۔''

'' بالکل نہیں ... ہمارا دماغ تو نہیں چل گیا کہ اعتراض کریں۔''

"اچھا فاروق ... میرا خیال ہے تمہارا دوست چلا آ رہا ہے۔"

"ان دونوں کے والد سلیم کرمانی کون صاحب ہیں۔"

"دارالحکومت میں نئے آئے ہیں ... کسی سرکاری ادارے کے ڈائریکٹر جنرل ہیں شاید۔"

"بس ... وہ نزدیک آ گیا۔" فرزانہ نے دبی آواز میں کہا۔

دونوں نے سر اٹھا کر اس سمت میں دیکھا جس طرف سے نسیم کرمانی چلا آ رہا تھا ... وہ تقریباً فاروق کی عمر کا ایک خوبصورت سا لڑکا تھا ... اس کے بال سنہری اور آنکھیں نیلی تھیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے ... شاید اس لیے کہ ان کے ساتھ فرزانہ جو موجود تھی جبکہ اس نے صرف محمود اور فاروق کو بلایا تھا ...

نزدیک آ کر اس نے محمود اور فاروق سے ہاتھ ملایا اور فرزانہ کی طرف دیکھ کر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ برآمدے کی طرف سے آواز آئی:

"یہ میری دوست ہے فرزانہ ... انہیں یہ ساتھ نہیں لائے۔"

پھر وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی ان کے قریب آ گئی :

"مجھے حیرت ہے فرزانہ ... تم میرے بھائی نسیم کے دوستوں کو کس طرح جانتی ہو ..." لڑکی نے فرزانہ سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

انہوں نے دیکھا ... آنے والی لڑکی کی شکل و صورت نسیم سے ملتی جلتی تھی۔

"جانتی تو یہ ہمیں نہیں ہے ... لیکن یہ اور بات ہے کہ یہ ہے ہماری

چھوٹی بہن ... " محمود نے مسکرا کر کہا۔

" کیا !!! " نادیہ اور نسیم ایک ساتھ چلاّئے۔

" ارے واہ ... یہ تو بڑا ہی عجیب اتفاق ہے۔ "

" اس سے بھی بڑا اتفاق یہ ہے کہ میں اور محمود الگ آئے ہیں اور فرزانہ الگ ... " فاروق نے کہا۔

" گویا ہم خود بھی نہیں جانتے تھے کہ ایک ہی گھر میں جا رہے ہیں۔ "

" یہ تو واقعی کمال ہو گیا ... " نادیہ کے چہرے پر بلا کی حیرت تھی۔ کچھ یہی حال اس کے بھائی سلیم کرمانی کا تھا ...

" بیٹھیں ... ہم بتاتے ہیں کہ یہاں تک کس طرح آئے ہیں۔ "

اطمینان سے بیٹھ جانے کے بعد محمود نے تفصیل کہہ سنائی ... اس پر سب کے چہروں پر مسکراہٹیں دوڑ گئیں۔

جلد ہی ملازم ایک چائے ٹرالی کے ساتھ وہاں آ گئے ... انہوں نے چائے اور دوسری چیزیں ان کے ساتھ رکھنا شروع کر دیں ...

ملازم چلے گئے تو انہوں نے دیکھا ... فاروق کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں ... اور نظریں آسمان میں گڑی تھیں۔

" ارے ... تم کو کیا ہوا ... " نادیہ کے منہ سے نکلا۔

" مجھے خوف محسوس رہا ہے۔ " فاروق کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

" کک ... کیوں ؟ " نسیم چونکا۔

" جب اتنے ڈھیر سارے اتفاقات جمع ہو جائیں تو پھر کیس آیا ہی

سمجھو ...''

'' کیس ... کیسا کیس ... میں کچھ سمجھی نہیں ...'' نادیہ نے کہا۔

'' جاسوسی کیس ...'' فرزانہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

'' میں بھی نہیں سمجھ پایا ... بھلا یہاں جاسوسی کا کیا ذکر ...'' نسیم نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔

'' ڈیڈی آ گئے۔'' نسیم اور نادیہ دونوں کے منہ سے نکلا۔

''میں دروازہ کھولتا ہوں۔'' دوسرا ملازم فوراً بولا اور دروازے کی طرف دوڑ لگا گیا۔

'' ڈیڈی سے ملواؤں تم لوگوں کو؟'' نادیہ بولی۔

'' جیسے تم مناسب سمجھو۔''

'' ملوانا تو چاہیے ...'' نسیم نے کہا۔

'' اچھی بات ہے ... ہم انہیں ادھر بلا لیں گے۔''

انہوں نے سر ہلا دیئے ... اتنے میں ملازم گیٹ کھول چکا تھا ... انہوں نے ایک نہایت قیمتی کار کو اندر داخل ہوتے دیکھا ...

پھر ان کے بالکل سامنے کار رک گئی ...

انہوں نے دو لمبے قد کے آدمیوں کو کار سے نکلتے دیکھا۔

'' یہ ... یہ تو دو ہیں۔''

'' ان میں سے نیلے کپڑوں والے میرے ڈیڈی ہیں اور وہ دوسرے

شاید ڈیڈی کے مہمان ہیں یا کوئی سرکاری افسر ... جو کسی کام سے ان کے ساتھ آئے ہوں گے ..."

ادھر نسیم اپنے والد کے ساتھ آنے والے کو دیکھ رہا تھا ... فرزانہ نے بھی اس کی سمت میں دیکھا ... نہ جانے کیوں اس لمحے اسے بے چینی سی ہونے لگی ... مہمان یا وہ جو کوئی بھی تھا سلیم کرمانی کے ساتھ اندر کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔ جلد ہی انہوں نے دونوں کو ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے دیکھا ... ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔

" تو تم دونوں نے ان صاحب کو پہلے کبھی اپنے ڈیڈی کے ساتھ نہیں دیکھا۔" فرزانہ نے کہا۔

" نہیں ہم انہیں پہلی بار دیکھ رہے ہیں۔"

" ہم ان کا نام جاننا چاہتے ہیں۔"

" لیکن اس کی کیا ضرورت ہے بھلا۔" نسیم نے پریشان ہو کر کہا۔

"پتا نہیں کیا بات ہے ... اس آدمی کو دیکھ کر میں عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا ہوں۔"

" اور ہم دونوں بھی۔"

" تو کیا تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں مہمان سے ان کا نام پوچھ کر آؤں ..." نسیم کے لہجے میں حیرانی تھی۔

" نہیں ہرگز نہیں ..." فاروق بوکھلا گیا۔

" تو پھر؟"

''میں ڈرائنگ روم کے دروازے تک جاؤں گی ... اندر کسی کو احساس تک نہیں ہو گا کہ کوئی باہر ان کی سن گن لے رہا ہے۔'' فرزانہ بولی۔

''اچھی بات ہے۔'' اس نے کندھے اچکائے۔

فرزانہ اٹھی اور ایک طرف سے ہو کر ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے ... یہاں تک کہ وہ بالکل نزدیک پہنچ گئی ... تاہم اس کے تیز کان اندر سے ہونے والی گفتگو نہ سن سکے ...

اس کی الجھن اور بڑھ گئی ...

☆☆☆☆☆

وہ عورت !!

"اچھا اکرام ... میں چلا۔"

"آپ کے جانے کے میں بھی گھر کا راستہ لوں گا۔"

"یہ فائل میں گھر لے جا رہا ہوں ... آج رات اس کا مطالعہ کروں گا اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کروں گا ..."

"میں نے آپ کے نام پر فائل کا رجسٹر میں اندراج کر دیا ہے۔"

اکرام کو خدا حافظ کہہ کر وہ باہر نکل کر جیپ کی طرف آ گئے۔

فائل جیپ کی پچھلی سیٹ پر رکھی ... ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

اب ان کا رخ گھر کی طرف تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھے۔سڑک سنسان تھی ... یہ اتفاق ہی تھا کہ اس روز ٹریفک کم تھا ... ورنہ اس سڑک پر تو گاڑی چلتی کم تھی رینگتی زیادہ تھی۔

چند منٹ کی پرسکون ڈرائیونگ کے بعد جونہی انہوں نے ایک موڑ کاٹا ایک عورت اچانک سامنے آ گئی ...

جیپ کی ٹکر اسے لگی اور وہ اچھل کر دور جا گری۔

"ارے باپ رے۔" ان کے منہ سے نکلا۔

انہوں نے فوراً جیپ روک لی اور خاتون کی طرف بڑھے۔

وہ نوجوان عورت تھی اور مکمل طور پر بے ہوش لگ رہی تھی ... انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔اسے اٹھا کر جیپ میں بٹھایا اور ہسپتال کی طرف جیپ دوڑا دی ... جلد ہی وہ ہسپتال پہنچ گئے۔ ہسپتال کے ملازموں کی مدد سے انہوں نے عورت کی ایمرجنسی وارڈ تک پہنچایا... اپنا کارڈ دکھا کر فوری طور پر ڈاکٹر حضرات اور نرسوں کو اس طرف متوجہ کر دیا ... اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اس عورت کی دیکھ بھال شروع ہونے میں نہ جانے کتنا وقت ضائع ہو جاتا۔

"خاتون کا بظاہر کوئی چوٹ نہیں آئی سر ... ہوسکتا ہے دماغ پر چوٹ آئی ہو ...اسکین سے پتا چلے گا۔" ایک ڈاکٹر نے کہا۔

"یہ ہوش میں آ جائیں تو ان سے معذرت کروں گا اور انہیں ان کے گھر تک چھوڑ کر آؤں گا ... ان کے گھر والوں سے معافی مانگوں گا ... ظاہر ہے وہ بھی تو پریشان ہوں گے ... ان کی جیبوں سے کوئی موبائل بھی نہیں ملا کہ ہم ان کے کسی عزیز کو فون کر دیتے ۔"

" آپ ... آپ بہت اچھے ہیں سر ... ورنہ ایسے حالات میں تو کار والے رکتے ہی نہیں ...ٹکر لگ جائے تو فرار ہو جاتے ہیں اور بے ہوش یا زخمی آدمی کو دوسرے ہسپتال پہنچاتے ہیں ۔"

" ایسا تو خیر ہرگز نہیں کرنا چاہیے ... آپ ذرا انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کریں ۔"

"جی ہاں ہم ..." ڈاکٹر کے الفاظ منہ ہی میں رہ گئے۔ اسی وقت عورت نے آنکھیں کھول دیں ... ڈاکٹر اور نرسیں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دوبارہ چیک اپ کیا گیا۔ پھر سی ٹی اسکین کی باری آئی۔ اس سارے عمل میں آدھ گھنٹا مزید لگ گیا ... پھر ڈاکٹر نے کہا:

"یہ بالکل ٹھیک ہیں اللہ کا شکر ہے ... آپ انہیں لے جا سکتے ہیں۔" ڈاکٹر نے کہا۔

انسپکٹر جمشید اس خاتون کی طرف مڑے۔

"اٹھیے محترمہ ... میں آپ کو آپ کے گھر چھوڑ آتا ہوں۔"

"آپ ... آپ کون ہیں اور مجھے کیا ہوا تھا۔" وہ خالی خالی نظروں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ ایک موڑ پر میری جیپ سے ٹکرا گئی تھیں۔"

"اوہ ... پھر۔"

"پھر بے ہوش ہوگئیں تھیں ... میں آپ کو ہسپتال لے آیا ... اب آپ نے آنکھیں کھول دی ہیں تو آپ کو آپ کے گھر چھوڑ آتا ہوں۔"

"آپ کا نام۔"

"انسپکٹر جمشید ... آپ چلیے بس ... مجھے بھی اپنے گھر پہنچنا ہے۔"

"جی اچھا ..." اس نے کہا اور اٹھنے لگی ... اس کے انداز سے کمزوری جھلک رہی تھی ... اچانک اس کے جسم کو جھٹکا سا لگا ...

اس نے حیران ہو کر کہا۔ "کیا نام بتایا آپ نے اپنا۔"

"انسپکٹر جمشید۔"

"نن نہیں ... مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

"کس بات پر۔"

"بس اس بات پر کہ آپ انسپکٹر جمشید ہیں۔"

"چلیے خیر کوئی بات نہیں۔"

آخر وہ اسے سہارا دے کر جیپ تک لے آئے ...

جیپ میں بٹھانے کے بعد انہوں نے کہا۔

"کہاں ہے آپ کا گھر۔"

"۱۰۹ گلستان آزاد۔"

"اور آپ کا نام۔"

"میرا نام برازیہ ہے۔"

سفر کے دوران جیپ میں خاموشی رہی۔

آخر وہ گلستان آزاد میں داخل ہو گئے ... اس وقت انہوں نے اس سے دو تین بار راستہ پوچھا ... آخر ان کے سامنے کوٹھی نمبر ۱۰۹ آ گئی۔

"معاف کیجیے گا میری وجہ سے آپ کو زحمت ہوئی ... آپ پسند کریں تو میں آپ کے گھر والوں سے بھی معذرت کرنے کیلئے تیار ہوں۔"

"جی نہیں ... بس شکریہ ..." وہ مسکرائی۔

"اچھی بات ہے۔"

وہ کوٹھی کے دروازے کی طرف بڑھ گئی اور انہوں نے جیپ موڑ لی۔

یہاں تک کہ اپنے گھر تک پہنچ گئے۔ گھنٹی بجائی۔
بیگم جمشید نے دروازہ کھول دیا اور وہ جیپ اندر لے آئے۔
پھر جونہی وہ فائل اٹھانے کے لیے پچھلی طرف ہاتھ لے گئے ...
بری طرح اچھلے ... ان کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیل
گئیں ... ان کے منہ سے نکلا:
"اوہ چوٹ ہو گئی۔"
یہ کہتے ہی انہوں نے ریورس گیئر لگایا اور لگے جیپ کو باہر نکالنے۔
"کیا ہوا خیر تو ہے۔"
"آ کر بتاتا ہوں۔"
انہوں نے جیپ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑا دی۔ یہاں تک کہ
رفتاری کے ریکارڈ قائم کرتے ہوئے وہ گلستانِ آزاد کی کوٹھی نمبر ۱۰۹ تک
پہنچ گئے ... انہوں نے نیچے اتر کر بے تابانہ انداز میں گھنٹی کا بٹن دبا دیا
فوراً ہی اندر قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا۔
ایک ملازم کی صورت نظر آئی ...
"میرا تعلق پولیس سے ہے ... مجھے محترمہ برازیہ سے ملنا ہے۔"
"جی کیا کہا ... برازیہ ؟؟ اس نام کی کوئی عورت یہاں نہیں رہتی۔"
"کیا کہا ... یہاں اس نام کی کوئی عورت نہیں رہتی۔"
انہوں نے چونک کر کہا۔ ان کی آواز قدرے بلند ہو گئی تھی۔
"ہاں لیکن آپ چلا کیوں رہے ہیں ... سارا محلہ جمع ہو جائے

اس نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

ملازم کے الفاظ نے انہیں چکرا دیا تھا...

طویل سانس لے کر اس بار انہوں نے نرم گرم آواز میں کہا۔

"آپ نے کہا یہاں برازیہ نام کی کوئی عورت نہیں رہتی۔"

"ہاں میں نے یہی کہا... یہاں برازیہ نام کی خاتون نہیں رہتیں۔"

ان کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا...

اس ملازم کو کئی سیکنڈ تک گھورتے رہے... آخر بولے:

"یہ کس کی کوٹھی ہے۔"

"محترمہ شازیہ طور کی۔"

"اوہ اچھا... تو یہاں جو محترمہ رہتی ہیں ان کا نام شازیہ طور ہے اور اس کوٹھی میں برازیہ نام کی کوئی عورت نہیں رہتی۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے... میں محترمہ شازیہ طور سے مل لیتا ہوں... آپ انہیں میرا کارڈ دے دیں۔"

ملازم کارڈ لے کر اندر چلا گیا... اب وہ لگے انتظار کرنے۔

انہیں رہ رہ کر اس لڑکی پر حیرت ہو رہی تھی۔

بالکل ہی معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ ایکٹنگ کر رہی ہے۔

لیکن ان سے خود بھی ایک غلطی ضرور ہوئی تھی... وہ یہ نہیں دیکھ سکے تھے کہ وہ عورت کوٹھی میں داخل ہوئی تھی یا نہیں... جب وہ دروازے کی

طرف چلی گئی تھی تو انہوں نے جیپ کا رخ مین روڈ کی طرف کر لیا تھا۔

اسی وقت انہوں نے ملازم کو آتے دیکھا۔

" آیئے جناب ... ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں۔"

" اچھی بات ہے ۔"

ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر وہ ایک صوفے پر ٹک گئے۔

جلد ہی قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک عورت اندر داخل ہوئیں لیکن یہ وہ نہیں تھی جو ان کی جیپ سے ٹکرائی تھی ۔

" میں نے آپ کا نام پڑھ لیا ہے ... آپ تو مشہور و معروف ہیں ... فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں ۔"

"واقعہ کچھ عجیب ہے اور میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں جس پر مجھے افسوس ہے اور میں آپ سے پہلے ہی معافی مانگ لیتا ہوں۔"

" اس کی ضرورت نہیں۔"

" کیا آپ کسی برازیہ نامی خاتون کو جانتی ہیں ۔"

" نہیں انسپکٹر صاحب ... میں اس نام سے واقف نہیں ۔"

" اب ذرا پورا واقعہ سن لیں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ساری تفصیل سنا دی۔

شازیہ طور بغور سنتی رہی ... آخر بولی:

" وہ عورت ضرور کوئی فراڈ تھی ... آپ کو دھوکا دے گئی ... کاش میں آپ کی مدد کر سکتی۔"

'' مدد کرنے والا مرحلہ تو اب آئے گا۔'' وہ مسکرائے۔

'' کیا مطلب ؟ '' وہ چونکی۔

'' دیکھئے آپ اسے مجبوری سمجھ لیں ... لیکن یہ مجھے کرنا ہو گا۔''

'' کیا کرنا ہو گا ؟'' اس نے بوکھلا کر پوچھا۔

'' آپ کے گھر کی تلاشی لینی ہو گی۔''

'' کیا !!! '' مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔ چند سیکنڈ تک وہ ہکا بکا ان کی شکل دیکھتی رہی ... پھر اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

'' آپ سمجھ رہے ہیں میں نے اس کو اپنی کوٹھی میں چھپا رکھا ہے۔''

'' میرے سمجھنے یا نہ سمجھنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا ... اصل مسئلہ فائل کا ہے ... مجھے آپ کی کوٹھی کی تلاشی لینی ہی ہو گی۔'' انسپکٹر جمشید سرد لہجے میں بولے۔

شازیہ طور کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نظر آئے ...

مہمان

فرزانہ ان کی طرف لوٹ کر آئی تو اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔

'' لگتا ہے تمہارے کان فیل ہو گئے۔'' فاروق مسکرایا۔

'' کانوں کا کیا قصور ... دونوں سرگوشی میں باتیں کر رہے ہیں۔''

'' بہت افسوس ہوا۔'' محمود ہنسا۔

'' اتنے افسوس کی بھی ضرورت نہیں ... میں ایک لفظ تو پھر بھی اڑا لائی ہوں۔''

'' ایک لفظ اڑا لائی ہو ... کیا مطلب؟'' محمود نے چونک کر کہا۔

'' مطلب یہ کہ ایک لفظ وہ قدرے زور سے بول گئے۔''

'' کون زور سے بول گئے ...'' محمود جھنجھلا کر بولا۔

'' ... انکل سلیم کرمانی کے مہمان۔''

'' اوہ ... اور وہ کیا لفظ ہے۔''

'' تم اس لفظ سے خاک بھی نہیں سمجھو گے۔'' فرزانہ ہنسی۔

'' چلو تم بتاؤ تو سہی ... ہم نہیں سمجھیں گے تم تو سمجھ جاؤ گی۔''

"وہ لفظ ہے ... زکوان ۔"

"زکوان ... یہ کیا لفظ ہوا۔"

"یہ تو پتا نہیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"کیا یہ کسی شخص کا نام ہے ۔" محمود ہکلایا ۔

"یا پھر ... یہ کسی چیز کا نام ہے ۔" فاروق بولا۔

"خیر ... اس لفظ کو نوٹ کر لینا چاہیے ۔" محمود نے کہا اور نوٹ بک نکال کر یہ لفظ لکھ لیا ... پھر اس نے نسیم سے کہا۔

"ان صاحب کا نام کیا ہے ۔"

"ہم نے انہیں آج پہلی بار دیکھا ہے ۔"

"لیکن بھئی یہ چکر کیا چل گیا ۔" نادیہ کرمانی نے کہا ۔

"اس میں ہمارا قصور نہیں ... " فرزانہ مسکرائی۔

"پھر کس کا قصور ہے ؟"

"میری چھٹی حس کا ... چھٹی حس نے مہمان کو دیکھ کر میرے اندر خطرے کی گھنٹی بجائی تھی ... ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔"

"اوہ اچھا خیر کوئی بات نہیں ... مہمان کے جانے کے بعد تم تینوں کو ڈیڈی سے ملوا دیں گے۔" نسیم مسکرایا۔

"اچھی بات ہے ۔"

پھر کافی دیر گزر گئی لیکن مہمان ڈرائنگ روم سے نہ نکلا ... اب تو وہ پریشان ہو گئے کیونکہ انہیں آخر گھر بھی جانا تھا ... چنانچہ محمود نے کہا۔

"لگتا ہے مہمان کو جانے کی جلدی نہیں لیکن ہمیں گھر جانا ہے ... کل کسی وقت آ کر انکل سے مل لیں گے۔

"اچھی بات ہے۔"

عین اس وقت ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور سلیم کرمانی باہر نکل آئے لیکن ان کے ساتھ مہمان نہیں نکلا تھا۔

وہ سیدھے ان کی طرف آئے تھے۔

انہوں نے صاف محسوس کر لیا کہ وہ کافی فکر مند ہیں۔

نزدیک آنے پر انہوں نے کہا: "بھئی معاف کرنا بچوں ... میرے ساتھ مہمان تھے اس لیے میں اس وقت آپ کی طرف نہیں آ سکا ... نسیم اور نادیہ نے بتایا تھا کہ آج ان کے دوست آ رہے ہیں ... میں اپنے بچوں کے نئے دوستوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"شکریہ انکل ... یہ کیا کم ہے کہ آپ فارغ ہوتے ہی سیدھے ہماری طرف آئے ہیں ... گویا آپ کو شروع سے احساس رہا۔"

"بالکل یہی بات ہے بچوں ... اب تم لوگ گپ شپ لگاؤ۔"

"جی جی ... شکریہ۔"

سلیم کرمانی ڈرائنگ روم کی طرف مڑ گئے۔

ان کی کمرے میں چلے جانے کے بعد محمود نے کہا۔

"ہمیں کافی دیر ہو گئی ہے ... امی جان سے ڈیڑھ گھنٹے کی اجازت لے کر آئے تھے اور جب ہم گھر پہنچیں گے تو ڈیڑھ گھنٹا ہو چکا ہو گا...

ورنہ جی چاہ رہا تھا کہ اس مہمان کے بارے میں تمہارے ڈیڈی سے پوچھ کر جائیں۔''

'' تو تم لوگ رک جاؤ نا اور آنٹی کو فون کر دو۔'' نسیم نے بے چینی کے عالم میں کہا۔ شاید اب وہ بھی کچھ پریشانی محسوس کر رہا تھا...

'' اچھی بات ہے۔''

محمود نے اپنی امی کا نمبر ملایا... فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی۔

'' السلام علیکم محمود... خیر یت... تمہیں اس وقت کے آس پاس گھر پہنچ جانا چاہیے تھا اور تم فون کر رہے ہو... اس کا مطلب کوئی بات ہے۔''

'' آپ کا اندازہ درست ہے امی جان... ہم اس وقت اپنے دوست نسیم کرمانی کے گھر ہیں... اس کی کوٹھی ۱۱۵ شابان روڈ پر ہے... یہاں نسیم کے والد انکل سلیم کرمانی کو کوئی مسئلہ پیش ہے... آپ اور ابا جان فکر مند نہ ہو جائیں اس لیے فون کر دیا ہے۔''

'' اچھی بات ہے... میں انہیں بتا دوں گی۔''

'' تو کیا ابا جان ابھی آئے نہیں۔'' محمود نے حیران ہو کر کہا۔

'' بس آج وہ بھی ابھی تک نہیں آئے حالانکہ ان کے آنے کا وقت کافی دیر پہلے ہو چکا ہے۔''

'' اچھی بات ہے۔'' یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا

جلد ہی ان کی امی کا فون آیا... وہ کہہ رہی تھیں :

'' تمہارے ابا جان کی گاڑی سے کوئی خاتون ٹکرا کر بے ہوش ہو گئی تھی

... اسے لے کر ہسپتال گئے ہیں اور اب ہسپتال میں اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے ہیں ... پھر اس کے گھر پہنچا کر آئیں گے ۔''

فون بند کر کے وہ نسیم کی طرف مڑا ۔

'' اب تم ہمیں اپنے کمرے میں لے چلو۔''

''ٹھیک ہے۔'' نسیم نے کہا اور انہیں اپنے کمرے میں لے آیا۔

کمرہ بہت بڑا تھا ... اور اس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی ۔

'' اب یہ بتاؤ کہ یہ مہمان اگر رات کو یہاں ٹھہر گئے تو ان کا کمرہ کون سا ہو گا۔''

'' مہمان خانہ یعنی گیسٹ روم۔''

'' دیکھ کر آؤ وہ ڈرائنگ روم میں ہی ہیں ۔''

'' اچھی بات ہے ۔'' یہ کہہ کر نسیم کرمانی کمرے سے چلا گیا۔

'' یہ تو عجیب سا معاملہ ہو گیا ۔'' نادیہ بڑبڑائی ۔

'' پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... ہم دیکھ لیں گے ... ایسے معاملات ہمارے لیے روز کا معمول ہیں۔''

'' ایک بات سمجھ میں نہیں آئی ۔'' نادیہ نے الجھن کے عالم میں کہا۔

'' اور وہ کیا۔'' فرزانہ مسکرائی۔

'' تم کو مہمان پر شک کیوں ہے ... اور اس قسم کے کام تمہارے لیے روز مرہ کے کیوں ہیں۔''

اسی وقت نسیم کمرے میں داخل ہوا ... آخری جملے اس نے سن لیے:

" میں بھی یہ بات ان سے پوچھنے والا تھا..."

" اصل میں ہم لوگ نئے نئے دوست بنے ہیں ...تم ہمارے بارے میں نہیں جانتے ... ہمارے والد کا نام انسپکٹر جمشید ہے۔"

انہوں نے دیکھا ...نادیہ اورنسیم اب بھی نہیں چونکے تھے۔

گویا ان کے لیے اس نام میں کوئی خاص بات نہیں تھی ۔

" مطلب یہ کہ آپ کے والد پولیس میں ہیں ۔"

" جی ہاں۔"

" لیکن پولیس میں تو انکل ہیں تم خود نہیں ...تو تم اس معاملے میں کیا کرلو گے۔" نادیہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

" فی الحال تو ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ... ہمیں تو تیل دیکھنا ہے تیل کی دھار دیکھنی ہے ... بس تم یوں سمجھو کہ اگر کوئی بات ہوئی تو ہم اپنے ابا جان کو بلا لیں گے۔"

" اب بات سمجھ میں آئی ۔"

" میرا خیال ہے ہمیں ڈرائنگ روم کی طرف چلنا چاہیئے ... کیا خیال ہے فاروق اور فرزانہ ..."

" کیوں نہیں ... ہمیں پتا ہونا چاہیئے کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔"

" تو پھر آؤ ..." نادیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

" نادیہ تم یہیں ہمارا انتظار کرو ..." نسیم نے کہا۔

" او کے ..." نادیہ رک گئی۔

چاروں دبے پاؤں مہمان خانے کی طرف چلے۔ وہ سرسری انداز میں
چلتے لان میں آئے۔ انداز ایسا تھا جیسے چہل قدمی کے لیے نکلے ہوں۔
چاروں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔
ڈرائنگ کے دروازے کے پاس سے گزرتے وقت وہ چونک اٹھے۔
پھر ان کے اٹھتے قدم رک گئے ...
ان کے سامنے ایک حیرت انگیز منظر تھا ...
ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی ...
اور اس گھنٹی نے کمرے میں موجود افراد کو اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا۔

☆☆☆☆☆

یہ کیا ...

"آپ کے چہرے پر غصے کے آثار ہیں۔"

"لگتا ہے آپ مجھے کسی جال میں پھانسنا چاہتے ہیں ... آپ اس طرح تلاشی نہیں لے سکتے ... پاس تلاشی کے وارنٹ ہونے چاہییں۔"

"آپ پریشان نہ ہوں ... جب تلاشی شروع ہو گی تو وارنٹ آپ کو دکھائیں گے۔"

"وارنٹ کے بغیر میں آپ کو تلاشی کی اجازت نہیں دوں گی۔"

وہ مڑے اور کوٹھی سے نکل کر باہر آ کر کھڑے ہو گئے ... ان کے نکلتے ہی شازیہ طور نے جھلّائے ہوئے انداز میں گیٹ بند کیا تھا۔

وہ مسکرا دیئے اور فون نکال کر اکرام کے نمبر ملانے لگے۔ اکرام کو انہوں نے صورتِ حال بتائی اور ضروری ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔

اب وہ ایسی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے جہاں سے کوٹھی پر تین اطراف سے نظر رکھی جا سکتی تھی۔ چوتھی سمت البتہ ان کی نظروں سے اوجھل تھی۔

پھر ایک گھنٹے کے اندر اندر اکرام اور اس کے ماتحت وہاں پہنچ گئے۔

اکرام کی جیب میں تلاشی کے وارنٹ تھے ...
اب پہلے کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیرا گیا۔ پھر گھنٹی بجائی گئی ...
شازیہ طور نے خود دروازہ کھولا۔

" آپ پھر آ گئے۔" اس نے جھلاّ کر کہا۔

" جی ہاں مجبوری ہے ... ہمیں اس کوٹھی سے اس خاتون کو برآمد کرنا ہے جو میری گاڑی سے ٹکرائی تھی ... اس سے فائل وصول کرنی ہے۔"

" میں آپ سے کہہ چکا ہوں ... تلاشی کے وارنٹ کے بغیر آپ یہ کام نہیں کر سکتے۔"

"محترمہ ... میں کر تو سکتا تھا لیکن معاملہ ذرا نازک ہے ... اس لیے میں پہلے نے باضابطہ وارنٹ ہی منگوائے ... تبھی دوبارہ دستک دی ہے۔"

"دکھائیے۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی۔

" اکرام ... انہیں وارنٹ دکھاؤ۔"

" بہت بہتر سر۔" اکرام نے وارنٹ دکھا دیے ...

اس نے پڑھے پھر بولی: " ٹھیک ہے آپ میرے گھر کی تلاشی لے سکتے ہیں لیکن یہ میں پہلے ہی کہہ دیتی ہوں ... اس کا اس گھر سے دور کا بھی تعلق نہیں ... اس نے جھوٹ بولا تھا کہ وہ یہاں رہتی ہے۔"

" عین ممکن ہے ... لیکن ہمیں شک دور کرنے دیں۔"

" فراڈ کرنے والے ایسے کام تو کرتے ہی ہیں ... اسے اگر کوئی فراڈ کرنا تھا تو یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وہ کون سے گھر میں رہتی ہے ... اس

کا نمبر وغیرہ تو ذہن میں رکھا ہو گا اور گھر کو دیکھا ہی ہو گا تاکہ کوئی فوراً ہی اس پر شک نہ کر سکے جیسا کہ آپ بھی اس پر شک نہیں کر سکے ، جب آپ نے فائل غائب دیکھی تب آپ نے اس پر شک کیا۔''

آخر انہوں نے اکرام کو اشارہ کیا ...وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہو گیا ... اس کے ساتھ لیڈی کانسٹیبل بھی تھی۔

'' آپ ان کے ساتھ ساتھ رہنا پسند کریں تو آپ کو اجازت ہے ... کیونکہ بعد میں آپ کہہ سکتی ہیں ... آپ کے گھر کی فلاں چیز گم ہے۔''

'' مجھے ساتھ مرنے کھپنے کی ضرورت نہیں ... میں یہاں لان میں بیٹھوں گی ۔'' اس کا لہجہ اب بھی بہت اکھڑ تھا ۔

'' شکریہ محترمہ۔'' وہ مسکرا کر رہ گئے ۔

اکرام اور اس کے ساتھیوں کی تلاش آدھ گھنٹے تک جاری رہی لیکن انہیں اندر کوئی خاتون نظر نہ آ سکی ... اکرام نے ان کے پاس آ کر کہا ۔

''نہیں سر ... اندر کوئی نہیں ہے ۔''

'' کوئی ملازم بھی نہیں ۔''

'' جی ہاں ...کوٹھی کے عقب میں دو ملازم ایک ہی کمرے میں آرام کر رہے ہیں ۔''

'' اچھی بات ہے ...اب ذرا میں بھی اندر سے دیکھ لوں ... کیا خبر کوئی خفیہ کمرہ مل جائے۔''

'' بہت بہتر سر۔''

اب انہوں نے کوشش شروع کی ... لیکن کچھ بھی نہ تلاش کر پائے اور باہر آ گئے ... وہاں اکرام اور اس کے ماتحت موجود تھے۔

"کیا رہا سر۔"

"وہی ڈھاک کے تین پات۔"

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔"

"آؤ اکرام۔"

دونوں شازیہ طور کے پاس پہنچے ... وہ اونگھ رہی تھی۔

ان کے کھنکارنے پر چونک گئی۔

"ناکام رہے نا آپ لوگ۔" وہ ہنسی۔

"آپ نے اپنا نام شازیہ طور بتایا ہے ... ٹھیک ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

"آپ کیا کام کرتی ہیں۔"

"کوئی کام نہیں کرتی ... خاوند نے مرتے وقت بے تحاشہ دولت چھوڑی ہے... اس کے بل پر عیش کر رہی ہوں ... بنک سے اتنا منافع مل جاتا ہے کہ اصل رقم جوں کی توں موجود ہے۔"

"آپ کے خاوند کا نام کیا ہے۔"

"ابرار جریر۔"

"ابرار جریر ... غیر ملکی تھے؟"

"ان کی پیدائش کسی عرب ملک کی تھی ... لیکن انہوں نے اپنی زندگی

یہاں گزاری بلکہ ان کے والدین یہیں آ کر رہنے لگے تھے ... ان کا سونے کا کاروبار تھا ... کاروبار اپنے بیٹے کو سونپ کر حج کرنے چلے گئے اور کہہ گئے تھے کہ واپس نہیں آئیں گے ... باقی زندگی وہیں گزاریں گے اور یہی ہوا ... وہ وہیں فوت ہو گئے ... پھر میرے خاوند ہارٹ اٹیک سے چل بسے ... اس وقت جو سونا ان کے پاس تھا میں نے اسے فروخت کر دیا اور رقم بنک میں جمع کرا دی کیونکہ میں کاروبار کرنا نہیں جانتی تھی۔''

''کیا آپ اپنے خاوند اور والدین کے کاغذات دکھا سکتی ہیں۔''

''کیا مطلب ؟'' وہ زور سے چونکی ...

شاید اسے امید نہیں تھی کہ وہ ایسا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

''میں تلاش کر دوں گی ... ایک دو دن تک ۔''

''جی نہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

''جی کیا مطلب ؟''

''ابھی دکھائیں ۔''

''آپ عجیب آدمی ہیں ۔''

''اس میں شک نہیں ۔''

''فوری طور پر کاغذات نہیں مل سکتے ... تلاش کرنا ہو گا۔''

''اچھی بات ہے محترمہ یونہی سہی ... لیکن آپ گھر سے باہر نہیں جا ا گی جب تک اپنی ذات سے شک دور نہیں کر دیتیں ... اگر آپ ات اسی وقت دکھا دیتیں تو اور بات تھی۔''

وہ واقعی سوچ میں ڈوب گئی ... آخر اس نے کہا۔

" ٹھیک ہے آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا ... میں کاغذات تلاش کر کے لاتی ہوں ۔" اس نے کہا اور اندر چلی گئی ۔

" اکرام اس میں سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ جب میں دفتر سے چلا تھا تو تم نے ہی وہ فائل مجھے دی تھی ... میں نے وہ فائل گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ لی تھی اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا ... اس کے تھوڑی ہی دیر بعد وہ عورت میری گاڑی سے ٹکرائی اور بیہوش ہو گئی ... میں اسے ہسپتال لے گیا ... پھر جب ڈاکٹر اسے ہوش میں لے آئے تو اسے یہاں تک لے آیا ... اسے اتار کر میں واپسی کے لیے مڑ گیا ... سڑک پر آیا تو فائل کا خیال آیا اور میں یہ دیکھ کر دھک سے رہ گیا کہ فائل غائب تھی ... دیکھو نا ... آخر کسی کو کیسے پتا تھا کہ آج میں وہ فائل دفتر سے لے کر آؤں گا ... میری کار سے اس عورت کا ٹکرانا اتفاقی نہیں تھا ... سب سے بڑا سوال تو اس معاملے میں یہ ہے کہ کسی کو کیسے پتا تھا کہ میں آج یہ فائل لے کر گھر جاؤں گا ... بھلا میں نے تم سے یہ بات شام سے پہلے کب کہی تھی۔"

" سر ... صبح آپ نے دفتر میں آتے ہی یہ بات مجھے لکھوا دی تھی۔"

" اس کا مطلب ہے دفتر میں کوئی غدار ہے ... اس غدار کو پہلے ہی نے یہ کہہ دیا تھا کہ جس روز انسپکٹر جمشید فائل 311.9 لے جانے کی بات کریں اسی وقت اسے اطلاع دے دی جائے ... اس نامعلوم شخص کو دفتر کے غدار نے صبح ہی یہ بات بتا دی تھی اور اسی لیے وہ عورت بالکل تیار تھی

اس معاملے میں کوئی زبردست گھماؤ پھراؤ ہے۔''

''اور ہمیں اس گھماؤ پھراؤ کی تہہ تک پہنچنا ہو گا ... اگر ہم اس غدار کو پکڑ لیتے ہیں تو اس سے تمام باتیں اگلوائی جا سکتی ہیں۔''

''اب وہ غدار دفتر میں نہیں ملے گا ... وہ فرار ہو چکا ہو گا۔''

''اوہ ... کیا میں چیک کر وں کہ دفتر سے کون غائب ہے۔''

''ضرور کر لو ... ۔''

''جی اچھا۔'' اس نے فوراً کہا اور دفتر فون کرنے لگا ...

ادھر انسپکٹر جمشید نے محمود کا نمبر ملایا۔

''السلام علیکم اباجان ... چند منٹ بعد فون کروں گا آپ کو۔''

محمود کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

انسپکٹر جمشید کی حیرت کا کیا پوچھنا ... اکرام نے فون بند کرتے ہوئے ان سے کہا۔

''بہتر ہو گا اگر محمود فاروق اور فرزانہ کو بھی یہاں بلوا لیا جائے۔''

اسی وقت ایک گاڑی وہاں آ کر رکی ۔

☆☆☆☆☆

بیٹے کا دوست

کمرے میں موجود دونوں کی نظریں موبائل کی گھنٹی کی آواز سنتے ہی
باہر پڑیں ... اور وہ چاروں تو پہلے ہی کمرے کا منظر دیکھ چکے تھے ... اس
لیے سب کے سب دھک سے رہ گئے ... کئی سیکنڈ تک کسی کے منہ سے
کوئی بات نہ نکل سکی ... پھر مہمان کی آواز نے ان سب کو ہوش وحواس کی
دنیا میں لا کھڑا کیا۔

"سلیم صاحب ... یہ بچے کون ہیں۔"

"یہ میرا بیٹا نسیم ہے اور یہ تینوں اس کے کلاس فیلو ہیں ... اس سے
ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"لیکن اب کیا ہوگا۔"

"وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہوگا۔" محمود بول پڑا۔

"آپ نے سنا اس نے کیا کہا ... یہ آپ کا بیٹا ہے یا اس کا دوست۔"
مہمان بولا۔

"دوست !!"

"آؤ بچو ... اندر آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

"ہرگز نہیں ... تم لوگ جاؤ ... ہم اس وقت ایک ذاتی معاملے میں الجھے ہوئے ہیں۔" سلیم کرمانی چلائے۔

مہمان ان کی طرف دیکھ کر عجیب انداز میں مسکرایا۔

"تم لوگ گئے نہیں ابھی تک۔" سلیم کرمانی نے بیٹے کو گھور کر دیکھا۔

"آؤ چلیں ... سوری انکل۔" محمود نے کہا اور باہر کی طرف مڑ گیا۔

اور وہ وہاں سے واپس پلٹ پڑے ... چاروں چپ چاپ تھے۔

آخر کمرے میں آ گئے ... نادیہ وہاں موجود تھی۔

"کیا دیکھا۔" اس نے پوچھا۔

"گڑبڑ ہو گئی ... میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ دیکھ کر خاموشی سے واپس آنے لگے تھے کہ اچانک ہم میں سے ایک کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی ... بس انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ... ڈیڈی پریشان ہو گئے ... لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ مہمان بالکل پریشان نظر نہیں آ رہا تھا۔"

"آخر تم نے وہاں کیا دیکھا تھا۔" مارے بے چینی کے نادیہ نے کہا۔

"سمجھ میں تو خیر ہماری بھی نہیں آ رہا کہ وہ کمرے میں کیا کر رہے تھے ... بس بہت عجیب سا منظر تھا۔" فاروق بولا۔

"تو بتاؤ نا ... کیا منظر تھا۔" نادیہ بری طرح بے چین نظر آ رہی تھی۔

"تو پھر سنو ... ہم نے وہاں دیکھا تھا ... کمرے میں موجود میز پر پڑیوں میں کچھ سفوف تھے ... ایک قدرے بڑے برتن میں ان سفوفوں میں

سے تھوڑی تھوڑی مقدار لی گئی تھی اور غالباً وہ ان سب کو آپس میں ملانے
والے تھے۔"

"عجیب بات ہے ... بلکہ عجیب ترین ۔" نادیہ کرمانی بڑبڑائی۔

"سوال یہ ہے کہ وہ کیا کر رہے تھے ۔"

"صرف اور صرف یہ کہا جا سکتا ہے ... وہ کوئی تجربہ کر رہے تھے۔"
فرزانہ نے جواب دیا۔

"لیکن کس چیز کا۔"

"یہ ہم کس طرح بتا سکتے ہیں ... مہمان کوئی تجربہ کر کے دکھانا چاہتے
تھے ... اور ہمارے سامنے انکل وہ تجربہ کرانا چاہتے نہیں ۔"

"کہیں ڈیڈی ٹھگے نہ جائیں ...یہ اس قسم کا کوئی چکر لگتا ہے ... پیتل کو
سونا بنانے والا ... یا رقم کو دوگنا کرنے والا ۔" سلیم کرمانی بڑبڑایا۔

"کیا آپ کے ڈیڈی کے پاس بہت زیادہ سونا ہے۔"

"س ... سونا ۔" ان دونوں کے منہ سے نکلا۔

"سونا تو ممی کے پاس بہت ہو گا لیکن ۔" سلیم کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا ؟"

"ڈیڈی کے پاس ..." یہ کہتے کہتے اس نے نادیہ کی طرف دیکھا ...
پھر بولا: "نادیہ ... بتا دوں ۔"

"ہاں یہ ہمارے مخلص دوست ہیں ... بتا دو ۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ ہماری ڈیڈی کے پاس ہیرے بہت زیادہ

تعداد میں ہیں ... ڈیڈی ہیروں کے بہت شوقین ہیں ...جب بھی اور جہاں سے بھی ممکن ہو خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی انہیں بتا دے کہ فلاں شخص کے پاس ایک نایاب ہیرا ہے تو یہ اسے خریدنے کے لیے بے چین ہو جائیں گے۔ کوئی ان کے پاس ہیرے لے کر آئے اور بتائے کہ یہ ہیرے پرانے فروخت کرنے ہیں تو اپنا اطمینان کرنے یا کرا لینے کے بعد ان ہیروں کو خرید نے پر ممکن کوشش کریں گے ... یہ ان کا شوق ہے اور کمزوری بھی ... اب ان کے اس شوق اور کمزوری سے کچھ لوگ ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر سکتے ہیں ... اس بات کا انہیں بہت اچھی طرح احساس ہے اور وہ پوری طرح ہوشیار رہتے ہیں ... لیکن ہم اور ہماری ممی ان کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں کہ کہیں کوئی شخص چکر چلانے میں کامیاب نہ ہو جائے... اگرچہ آج تک ایسا ہوا نہیں ... کئی لوگوں نے فراڈ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن ڈیڈی ان کے چکر میں نہیں آئے، الٹا انہوں نے انہیں گرفتار کرا دیا ... اس طرح ہمیں اطمینان تو ہے کہ ڈیڈی کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے ... پھر بھی کوئی عیّار قسم کا شخص کوشش تو کر سکتا ہے جیسا کہ آج کا مہمان ... ان سفوفوں کو دیکھ کر میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کوئی چکر چلانے کی کوشش میں ہے ... ان حالات میں تم تینوں یہاں ہو... یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔"

"تم ہمیں چکر کاٹ کر اس کمرے کی پشت پر لے چلو۔"

اور وہ پانچوں لان میں دوسرے راستے سے روانہ ہوئے ... چکر کاٹ کر

وہ آخر مہمان خانے کی پشت پر پہنچ گئے۔ سلیم کرمانی نے اشارے سے بتایا
کہ یہی کمرہ ہے ... انہوں نے اشارے سے انہیں جانے کے لیے کہا۔
"نہیں ہم نہیں جائیں گے ۔" نادیہ نے سرگوشی کی ۔
اب محمود ، فاروق اور فرزانہ دیوار کے ساتھ لگ کر ایک ایک قدم آگے
بڑھنے لگے ... ایسے میں اس مہمان کی آواز سنائی دی ...
"ان لوگوں کی وجہ سے بدمزگی پیدا ہو گئی ہے۔"
"وہ اب اس طرف نہیں آئیں گے ... یہ دراصل ان کے کلاس فیلو
ہیں اور آج یہاں پہلی مرتبہ آئے ہیں۔"
"یہ کون ہیں ۔"
"سچی بات یہ ہے کہ میں نہیں جانتا ۔"
"اوہ ... کیا واقعی ۔"
"جی بالکل ۔"
"تب پھر آپ پتا کر آئیں کہ یہ کون لوگ ہیں کیونکہ مجھے ایک عجیب
سا احساس ہو رہا ہے ۔"
"عجیب سا احساس ... کیا مطلب ؟"
"عجیب سے احساس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا ... آپ پہلے
معلوم کر آئیں ۔"
"تو میں فون پر معلوم کر لیتا ہوں ۔"
اب انہوں نے اپنے بیٹے کا نمبر ملایا۔ فوراً ہی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی

دی۔ ساتھ ہی مہمان کے کان کھڑے ہو گئے۔ آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔
وہ سیدھا ہو کر کھڑا بیٹھ گیا ... ادھر سلیم کرمانی کی آواز سنائی دی۔
"جی ڈیڈی۔"
"تمہارے دوستوں کے نام اور ان کے والد کا نام کیا ہے۔"
"ان کے نام اور ان کے والد کا نام؟" مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔
"ہاں بیٹا ... کیا میں نے کوئی عجیب بات پوچھ لی ہے۔" انہوں نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔
"جی نہیں تو ڈیڈی۔"
"تو پھر بتاؤ ... دیر کیوں کر رہے ہیں۔"
"جی نہیں میں دیر تو نہیں کر رہا ... ان کے نام ہیں محمود، فاروق اور فرزانہ اور ان کے والد انسپکٹر جمشید ہیں۔"
مہمان نے بھی ان کے نام سن لیے تھے کیونکہ موبائل کا سپیکر آن تھا۔
اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا: "نہیں ... نہیں۔"
"کک ... کیا ہوا مسٹر مڈاس صاحب۔"
"نن نہیں ..." اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور کمرے سے نکل آیا۔ ادھر محمود کے فون کی گھنٹی بجی۔

☆☆☆☆☆

ایک اور خبر

دو خواتین اس گاڑی سے اتر کر سیدھی ان کے پاس آئیں۔

"سر! یہ آگئی ہیں۔"

"بہت خوب ... ہمیں اس گھر کی تلاشی لینی ہے ... اندر گھر کی مالکن موجود ہے... آپ دونوں کو ان کی نگرانی کرنی ہے ... انہیں نظر میں رکھنا ہے... یعنی جب تک میں اندر کی تلاشی نہیں لے لیتا ... وہ آپ کی نظر میں رہیں گی۔"

"ہم سمجھ گئیں سر ... آپ فکر نہ کریں۔"

"بس آپ اندر چلیں ... آپ کے پاس اپنے پستول ہیں۔"

"جی بالکل ہیں۔" دونوں بولیں۔

"آپ اس کے پاس چلیں ... میں اور اکرام اندر آ رہے ہیں ... ہم اپنا کام شروع کریں گے۔"

"بہتر سر۔"

دونوں اندر چلی گئیں ... پھر جب ان کی طرف سے اشارہ مل گیا

آ کر اپنا کام شروع کر سکتے ہیں ... دونوں اندر داخل ہو گئے ... برآمدے میں ہی دونوں خواتین شازیہ طور کے سامنے بیٹھی نظر آئیں ... اب شازیہ طور کافی پریشان نظر آ رہی تھی... اس نے ان کی طرف دیکھا اور تلملا کر نظریں جھکا لیں۔

"محترمہ کیا آپ وہی خاتون ہیں ... جو میری گاڑی سے ٹکرائی تھیں۔"

"میں وہ کیوں ہونے لگی ۔"

"اچھی بات ہے... ہم اس مکان کی تلاشی ایک بار پھر شروع کر رہے ہیں... اگر وہ عورت ہمیں اس مکان سے نہ ملی تو پھر ہم ایک اور کام کریں گے... آپ خود کو اس کام کے لیے تیار کر لیں ۔"

"کیا مطلب ؟"

"مطلب ہم بعد بتائیں گے ... آؤ اکرام ۔"

انہوں نے ساری کوٹھی کو اچھی طرح دیکھا بھالا ... لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ کوٹھی کے پچھلے حصے میں ملازمین کے کمروں میں دو ملازم ضرور تھے... آخر تھک ہار کر وہ ان کے پاس آ گئے ۔

"کچھ نہیں ملا نا ۔" شازیہ طور مسکرائی۔

"نہیں ... لیکن ہمارا خیال اب بھی قائم و دائم ہو کر وہ آپ ہی تھیں ... جو میری گاڑی سے ٹکرائی تھیں ۔"

"آپ یہ بات ثابت کر دیں ۔"

"ہم یہ کام بھی کریں گے۔" وہ مسکرائے۔

”کیا مطلب ؟“

” ہمارا خیال ہے آپ میک اپ میں ہیں اور جب آپ کا میک اپ اتر جائے گا تب اس عورت کا چہرہ نظر آئے گا۔“

” اوہ ... تو یہ بات ہے۔“ شازیہ طور نے ہنس کر کہا۔

”ہاں یہی بات ہے ۔“

” تب پھر آپ میرے چہرے میک اپ ثابت کر دیں ۔“

” اسی لیے کہ ان دونوں کو بلایا ہے۔“

” کیا مطلب ۔“

” یہ لیں یہ محلول ... روئی سے ان کے چہرے پر لگائیں ... میک اپ خود بخو دور ہو جائے گا۔“ انہوں نے ان دونوں سے کہا۔

” او کے ۔“

دونوں نے اپنا کام شروع کیا۔ محلول کو روئی کے ذریعے اس کے چہرے پر ملا لیکن کافی دیر کی کوشش کے بعد بھی میک اپ ثابت نہ ہو سکا... البتہ شازیہ طور کا چہرہ پہلے سے کافی زیادہ چمک دار نظر آنے لگا تھا ۔

” اب آپ کیا کہتے ہیں۔“

” اس میں شک نہیں کہ میک اپ ثابت نہیں ہوا لیکن۔“ انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے ۔

”لیکن کیا؟“

”لیکن ایک بات اور ہو سکتی ہے ۔“

"خیر ...جو بات ہوسکتی ہے وہ بھی کر لیں۔" اس نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"شکریہ ... محترمہ آپ جب میری کار سے ٹکرائی تھی ... دراصل آپ اس وقت میک اپ میں تھیں ۔"

"کیا !!!" اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں اور اس گھر میں داخل ہوتے ہی آپ نے میک اپ اتار دیا ۔"

"نن نہیں ... " پہلی بار وہ خوف زدہ نظر آئی ۔

"اب آپ کیا کہتی ہیں ۔"

"مجھے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ۔ آپ اس بات کو ثابت کر دیں ۔"

"ضرور کیوں نہیں ... دیکھئے میرے موبائل کی اسکرین پر اس عورت کی تصویر موجود ہے تھی جو مجھ سے ٹکرا ئی تھی ... اب اگر میں آپ کو اس برآمدے میں موجود کچرے کی ٹوکری میں سے وہ چیزیں دکھا کر آپ کے چہرے پر لگا دوں جو آپ نے میک اپ ختم کرتے ہوئے اتاری تھیں تو کیا آپ کا چہرہ اس خاتون جیسا نہیں ہو جائے گا۔" انہوں نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"نن نہیں ۔" وہ خوف کے عالم میں چلا اٹھی۔

اس کا رنگ اڑتے انہوں نے صاف دیکھا ۔

پھر انسپکٹر جمشید اس ٹوکری کی طرف بڑھ گئے ... انہوں نے اس میں سے میک اپ کا سامان نکال لیا ... اور اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا دیا۔

"اب آپ کیا کہتی ہیں ... ان کے ہوتے ہوئے کسی اور ثبوت کی ضرورت ہے۔"

"آپ ... آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"ہاں اب آپ نے درست بات کی ہے ... میں وہ فائل چاہتا ہوں... اور آپ کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتا ہوں ..."

"آپ کا مطلب ہے، آپ دو باتیں چاہتے ہیں ... ایک یہ کہ میں وہ فائل آپ کے حوالے کر دوں اور خود کو بھی آپ کے حوالے کر دوں ... خیر اگر میں آپ کی یہ دونوں باتیں مان لوں تو بدلے میں مجھے کیا ملے گا۔"

"جیل ... اور کیا ملے گا۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"اب آپ میرے دو باتیں سن لیں۔" وہ بولی۔

"کیا مطلب ..." انسپکٹر جمشید چونکے ... اس کے انداز پر ان کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی ... وہ ذرّہ بھر بھی خوف زدہ نظر نہیں آ رہی تھی۔

"مطلب یہ کہ میری پہلی بات یہ ہے کہ فائل تو اب آپ کو ملے گی نہیں ... وہ تو گئی ... رہا میرا معاملہ ... آپ مجھے گرفتار کر سکتے ہیں تو کر لیں ... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ ہم تمہیں گرفتار نہیں کر سکیں گے۔"

"یہ میرا خیال نہیں ... یقین ہے۔"

"اچھی بات ہے ... اکرام ان محترمہ کو گرفتار کر لیں ... ویسے ابھی ہمیں ان سے کئی سوالات کرنے ہیں مثلاً یہ کہ اس گھر کی مالکن کہاں ہے۔"

"اس نے اپنے شوہر کو قتل کر دیا تھا ... اس کے جرم کے بدلے میں میں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ... اور خود اس کے میک اپ میں میں یہاں رہنے لگی ... کیونکہ وہ اکیلی تھی ... لہٰذا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی ... جب کہ دوسری طرف ہمیں یہاں یعنی اس شہر میں ایک عدد اچھی رہائش کی ضرورت تھی جس میں ہم اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں ... مطلب یہ کہ یہ کوٹھی اب ہماری سرگرمیوں کا مرکز ہے ... یہ اور بات ہے کہ اب اس مرکز کو چھوڑنا پڑ رہا ہے اور اس کا ہمیں بہت افسوس ہے کیونکہ یہ جگہ بہت مناسب تھی ... لیکن خیر کوئی بات نہیں ... ہم نے اس شہر میں ایسی کئی جگہیں اپنی بنا رکھی ہیں ... ایسے اکیلے آدمی شہر اور بھی ہیں جن کوٹھیوں میں قبضہ کرنا ہمارے لیے بہت آسان کام ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے ...

وہ بہت دلیری سے اپنے جرائم بتا رہی تھی جیسے اسے ان کی کوئی پروا ہی نہ ہو یا جیسے اسے گرفتاری کا کوئی خوف ہی نہ ہو۔

"آپ مطلب کس بات کا پوچھ رہے ہیں انسپکٹر جمشید صاحب۔"

"تم کون ہو ... کیا نام ہے تمہارا۔"

"بس انسپکٹر صاحب نام نہ ہی پوچھو ... ہوش اڑ جائیں گے تمہارے ... ہاں مجھ پر قابو پالو تو پھر مجھ سے میرا نام پوچھنا۔"

وہ چونک گئے۔

اس کے یہ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کوئی بین الاقوامی شخصیت ہے۔

انہوں نے اکرام کو آگے بڑھتے ماتحتوں کو روک دیا اور بولے:

"نہیں بھئی تم نہیں ... اس سے میں خود نبٹوں گا۔"

"مشکل ہے انسپکٹر صاحب۔"

اتنا کہنے کے ساتھ ہی وہ اچھلی اور ان کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ ہکّا بکّا رہ گئے ... پھر اس کے پیچھے دوڑے۔ لیکن جب تک وہ کوٹھی سے باہر نکلتے وہ نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ اکرام اور اس کے ماتحت بھاگتے ہوئے ان کے نزدیک آئے تو وہ ساکت کھڑے تھے۔

"تت ... تو ... وہ نکل گئی سر؟"

"ہاں بھئی ... یہ تو کوئی چھلاوہ تھی ... مجھے پہلے سے اندازہ نہیں تھا ورنہ کوئی تو انتظام کرتا اور مزے کی بات یہ کہ وہ اپنا نام بھی بتا کر نہیں گئی ... حد ہو گئی۔"

"لیکن سر ... وہ پیدل گئی ہے ... ہم گاڑیوں پر مختلف اطراف میں اس کی تلاش میں نکل سکتے ہیں۔"

"ہاں اکرام یہ کرنا ہو گا ... میں اپنی کار میں شمالی سڑک پر جاتا ہوں ... تم اور تمہارے ماتحت اپنی اپنی سڑک تقسیم کر لو۔"

"بہت بہت سر۔"

نصف منٹ بعد ہی وہ اپنی کار میں اڑے جا رہے تھے۔

سڑک دور دور تک سنسان تھی ... اب انہوں نے کار میں لگا آلہ آن کر

لیا اور اکرام سے رابطہ قائم کر لیا۔

"اکرام میں شمالی سڑک پر برابر آگے بڑھ رہا ہوں۔ تم کون سی سڑک پر ہو۔"

"جنوبی سڑک پر سر ... اور میرے ماتحت مغربی سڑک پر ہیں ... اور یہاں سے یہ تین سڑکیں ہی جاتی ہیں۔"

"ہوں ... ٹھیک ہے ... ویسے لگتا ہے ... ہم سے بہت تاخیر ہو چکی ہے... اس کی رفتار دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ تو کب کی اپنے کسی اور ٹھکانے پر پہنچ چکی ہو گی۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے سر ... یہ ہم بیٹھے بٹھائے کس چکر میں پڑ گئے۔"

"کیا تمہیں حیرت ہو رہی ہے اکرام۔"

"جی اب حیرت بھی نہیں ہو گی بھلا۔" اکرام نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔

"لیکن یار اکرام ... مجھے کوئی حیرت نہیں ... کوئی افسوس نہیں ... کوئی رنج نہیں۔" انہوں نے عجیب انداز میں کہا۔

"کک ... کیا مطلب سر ... یہ ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یہ جو ہمیں جُل دے گئی ہے ... اس کا نام شازیہ طور نہیں ہے ... نہ شازیہ ہے ... اس کا نام تو کوئی اور ہے اور جب وہ نام سامنے آئے گا تو ہمیں شاید اچھلنا پڑے گا ... خیر کوئی بات نہیں ہم اچھل لیں گے ... اچھلنے میں کیا حرج ہے۔" ان کا موڈ بہت خوش گوار تھا۔

"لیکن سر ... اب فائل کا کیا ہو گا ... فائل 311.9 کا۔"

"ہاں فائل کی الجھن ضرور ہے ... ہم فائل حاصل کر لیں گے۔"

"لیکن کیسے سر ... وہ کہاں ہے ... ہمیں کیا معلوم۔"

"پہلے تو ہم اس کو تلاش کریں گے ... پھر ان سے کہیں گے ... ا
چونکہ ہم نے آپ کو تلاش کر لیا ہے، اس لیے مہربانی فرما کر ہماری فا
ہمارے حوالے کر دیں۔"

"آپ ... آپ بہت خوش گوار موڈ ہیں ... جب کہ آپ کو آج شکست
کا سامنا کر پڑا ہے ... وہ ہمارے دفتر کی ایک اہم فائل لے اڑی ہے او
ہم اسے گرفتار بھی نہیں کر سکے ... ان حالات میں آپ کا خوش گوار موڈ میں
بہت عجیب سی بات ہے۔"

"اکرام!" انہوں نے عجیب انداز اختیار کیا۔

"یس سر؟" اکرام گھبرا گیا۔

"کیا تم نے مجھے کبھی ایسے موقعوں پر ناخوش گوار موڈ میں بھی دیکھا
ہے؟" ان کی آواز سے حیرت ٹپک رہی تھی۔

"نہیں سر۔"

"بس تو پھر ... میں کیوں ناخوش گوار نظر آؤں۔"

"سر! آپ یہ بھی تو سوچیں ... یہ خبر چھپی تو رہے گی نہیں ... فائل وال
خبر تو پہلے ہی دفتر میں پھیل چکی ہے ... اب کیا ہو گا ... میڈیا تو اس خبر کو
طوفان کی طرح لے اڑے گا ... آپ کا خوب مذاق اڑے گا۔"

" اوہ اچھا تو تم اس بات سے پریشان ہو ... لیکن اکرام مجھے اس بات کی بھی کوئی پروانہیں ۔"

" خیر یہ اچھی بات ہے ۔"

" اور ہاں اکرام ... ہم لوگ سڑکیں ضرور ناپ رہے ہیں ... لیکن اس کے ملنے کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا ... لہٰذا ہم دور تک اور آگے جائیں گے ، پھر واپس آئیں گے ... تم دفتر پہنچ کر سرمد تنویر کو گرفتار کر لینا ... "

" جی ... سرمد تنویر کو ... ریکارڈ کیپر کو ... " مارے حیرت کے اکرام کے منہ سے نکلا۔

" ہاں اکرام ... دفتر میں تو صرف اسی کو پتا تھا نہ کہ میں تلاشی فائل لے جا رہا ہوں ... ادھر اس نے فائل تمہارے حوالے کی ... ادھر اس نے یہ خبر باہر دے دی ... یعنی جن لوگوں نے اسے خریدا ہوا تھا انہیں ۔"

" اوہ ہاں سر! یہ بات بالکل درست ہے آپ کی ۔"

" بس تو پھر اکرام ... اسے فوراً گرفتار کر لیا جائے ... بلکہ ہمیں تو دفتر پہنچنے میں دیر ہو جائے گی ... محمد حسین آزاد کو فون پر ہدایات دو ... وہ اسے گرفتار کر لے۔"

" جی بہتر ... میں ابھی اسے فون کرتا ہوں ۔"

انہوں نے موبائل آف کر دیا اور آگے بڑھتے چلے گئے ...

لیکن سڑک تو بالکل سنسان تھی اور دونوں طرف کسی آبادی کے آثار نہیں تھے ... لہٰذا وہ وہاں سے واپس روانہ ہو گئے ... اب ان کا رخ گھر

کی طرف تھا ... رات ہو چلی تھی ... ایسے میں انہیں محمود ، فاروق اور فرزانہ کا خیال آ گیا ... انہوں نے محمود کو فون کیا ... لیکن گھنٹی بجتی رہی ... محمود نے فون نہ سنا ...ان کی حیرت اور بڑھ گئی ...

ایسے میں اکرام کا فون موصول ہوا ... وہ کہہ رہا تھا :

'' آپ کے لیے ایک اور خبر ۔''

'' میں سمجھ گیا اکرام ۔''

'' کیا مطلب سر ۔'' مارے حیرت کے اکرام کے منہ سے نکلا۔

☆☆☆☆☆

پراسرار مہمان

اس سے پہلے کہ محمود فون آن کرتا ... مہمان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی ... اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ مہمان اس کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا ... اسی وقت مہمان نے کہا۔

"نہیں بھئی۔" ساتھ ہی وہ مسکرایا۔

"نہیں بھئی کیا ؟" محمود جھلّا اٹھا۔

"تم فون نہیں سنو گے۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔"

"ہاں بس یہی بات ہے۔"

"اور اگر میں آپ کی بات ماننے سے انکار کر دوں اور فون سن لوں۔"

"تم ایسا نہیں کر سکو گے ... بے شک کوشش کر دیکھو ... لیکن یاد رکھو نقصان اٹھاؤ گے۔"

"نقصان سے آپ کی کیا مراد ہے۔"

"جانی مالی ... ہر قسم کے نقصان کے ذمے دار تم خود ہو گے۔"

"اور اگر ہم نے فون نہ سنا؟"

"اس صورت میں ہم سکون سے بات کر سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے ... یہ لیں ... میں نے موبائل جیب میں رکھ لیا ہے"

محمود نے کہا اور موبائل جیب میں رکھ لیا۔

"بہت خوب ... یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔"

ایسے میں فاروق کے موبائل کی گھنٹی بجنے لگی ...

اس نے دیکھا فون ان کے والد کا تھا۔

"تم بھی فون نہیں سن سکتے۔"

"فکر نہ کریں ... میں بھی فون نہیں سنوں گا۔"

"پھر اب کیا ہو گا۔" وہ مسکرایا۔

"آپ بتائیں ... کیا چاہتے ہیں ... کیا پروگرام ہے آپ کا۔"

"ارے میرا کیا پروگرام ہوتا ... تم لوگ کوئی خرابی پیدا نہیں کرو گے۔"

"ہمیں ضرورت بھی کیا ہے خرابی پیدا کرنے کی۔"

"اچھے بچوں کا یہی تو کام ہے ... وہ کوئی خرابی پیدا نہیں کرتے اور تم بھی بہرحال اچھے بچے ہو۔"

"یہ کیا چکر چلا رہے ہیں۔"

"ہاں !!" اس نے سرد آہ بھری ... پھر کہا۔" بس یہی بات ہے ... بھئی ایسی بات نہ پوچھو جس کا میں جواب نہ دے سکوں ... نسیم کرمانی

صاحب کی طرف دیکھ لو ... یہ بھی اس قسم کی بات کا جواب نہیں دیں گے ... کیوں نسیم صاحب ... آپ ان لوگوں کو کچھ بتائیں گے یا نہیں۔"

اس نے پیچھے دیکھے بغیر کہا جہاں نسیم کرمانی آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

" توبہ کریں مسٹر مڈاس ... توبہ کریں۔" نسیم کرمانی نے گڑبڑا کر کہا۔

" آپ نے دیکھا اور سنا ... یہ تو توبہ کر رہے ہیں۔"

" توبہ کرنا اچھی بات ہے بلکہ بہت اچھی۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

" اب تم لوگوں کے لیے دو راستے ہیں ... یہاں سے چپ چاپ بغیر کوئی بات سنے چلے جاؤ... گھر جا کر بھی میرا ذکر نہ کرنا ... کیا سمجھے؟"

" اور دوسری بات؟" محمود نے سوالیہ انداز میں کہا۔

" دوسری اور تیسری بات بھی یہی ہے ... بس خاموش رہو جیسے یہاں کچھ دیکھا ہی نہیں کچھ سنا ہی نہیں ... تم ایسا ہی کرو گے نا۔"

" ہاں کیوں نہیں .. بالکل ایسا ہی کریں گے۔"

" بس ٹھیک ہے ... تم بہت اچھے ہو ... میری بات جلد مان لی ... دوسروں کے لیے پریشان کا سبب نہیں بننا چاہیئے۔"

" اب آپ کیا چاہتے ہیں۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

" کچھ بھی نہیں ... بس تم لوگ اپنے گھر چلے جاؤ ... میں جانوں اور مسٹر نسیم کرمانی جانیں۔"

" اچھی بات ہے ... ہم جاتے ہیں ... آؤ فاروق فرزانہ چلیں۔"

" ہاں ... بالکل ... ہم کیوں نہیں چلیں گے بھلا۔"

"میں بھی یہی کہتی ہوں ..." فرزانہ نے فوراً کہا۔

"تو پھر جاؤ نا کھڑے کیوں ہو ... منہ کیا دیکھ رہے ہو میرا ... کبھی انسان کا منہ نہیں دیکھا کیا۔"

"ہم ... ہم جا رہے ہیں۔"

"اور ہاں پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا، کہیں پتھر کے نہ بن جاؤ۔" اس کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔

انہوں نے منہ سے کچھ نہ کہا اور جانے کے لیے مڑ گئے ... سلیم کرمانی اور نادیہ کرمانی درختوں کے پیچھے چھپے یہ ساری بات چیت سن رہے تھے۔ انہیں اس طرح فرمانبرداروں کی طرح جاتے دیکھ کر دھک سے رہ گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ... جیسے کہہ رہے ہوں۔

"ارے! یہ کیا۔"

لیکن وہ منہ سے کچھ نہ کہہ سکے ... اسی وقت ڈراس کی آواز ابھری۔

"اور تم دونوں یہاں چھپے ہوئے کیا کر رہے ہو ... تم بھی اپنے کمرے میں جاؤ ... کمرے میں جا کر دروازہ اندر سے بند کر لینا اور سو جانا ... سنا تم نے ... اگر اس کے خلاف کچھ کیا تو سر پکڑ کر روؤ گے۔"

"ہم ... ہم جا رہے ہیں۔" سلیم کرمانی نے کانپتی آواز میں کہا۔ نادیہ کی آواز اس سے بھی بری تھی ... پھر دونوں لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف چل پڑے۔

"آپ نے تو کمال کر دیا مسٹر ڈراس ... انسپکٹر جمشید کے بچے تک بھیگی

بلی بن کر چلے گئے ... میرے بچے تو خیر ہیں ہی عام سے ۔''

'' آیئے ہم اپنا کام کریں، یہ لوگ اب ہمارے کام میں دخل اندازی نہیں کریں گے ۔''

'' بہت خوب مسٹر مڈاس ... میں تو ڈر گیا تھا۔''

'' میرے ہوتے آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ... آیئے۔'' اس نے کہا اور کمرے میں چلا گیا۔ اس کے پیچھے غلاموں کے انداز میں نسیم کرمانی بھی آ گئے ... اور مڈاس نے دروازہ بند کر لیا۔

محمود فاروق کوٹھی سے نکل کر کار میں بیٹھ گئے ... فرزانہ اپنی کار میں بیٹھ گئی ... اب تینوں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے ... گھر پہنچ کر انہوں نے گھنٹی کا بٹن دبایا ... ان کی والدہ نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا اور کہا۔

'' اللہ کا شکر ہے... تم آئے تو ۔''

'' ابا جان آ چکے ہیں یا نہیں ۔''

'' نہیں ابھی تک نہیں آئے ... اوہو ... ان کی کار موڑ مڑ رہی ہے ... لو وہ بھی آ گئے ۔''

'' اللہ کا شکر ہے ۔''

اسی وقت ان کے والد ان کے نزدیک پہنچ گئے۔

پھر سب گھر میں آ بیٹھے ۔

'' بیگم ... بہت زوروں سے بھوک لگی ہے ۔''

'' فکر نہ کریں ... کھانا بالکل تیار ہے ۔''

انہوں نے فوراً کھانا سامنے رکھا دیا۔

کھانے کے دوران انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"تم تینوں کہاں تھے؟"

"جی میں اور فاروق نسیم کرمانی کے گھر گئے تھے ... اور فرزانہ بھی انہی کے ہاں گئی تھی ..."

"یہ کیا بات ہوئی؟" انہوں نے پلکیں جھپکائیں۔

"فرزانہ بتا دوں۔" اس نے مسکرا کر کہا اور تفصیل سنا دی۔

"پھر وہاں دیر کیوں لگ گئی۔"

"جی بس بیٹھے بٹھائے ایک کیس میں الجھ گئے تھے۔"

"اوہو اچھا ... ذرا بتانا ... کیا معاملہ پیش آیا ... اور کیا تم اس کیس سے فارغ ہو کر آئے ہو۔"

"جی جی نہیں ... یہ تو خیر نہیں کہا جا سکتا۔"

"تب پھر وہاں سے واپس کیوں آ گئے ... جب کہ ابھی معاملہ ختم نہیں ہوا تھا۔"

"یہی تو عجیب ترین بات ہے۔"

"ہوں ... خیر تم تفصیل سناؤ۔"

انہوں نے ساری کہانی سنا دی ... انسپکٹر جمشید نہایت دلچسپی سے سنتے رہے ... پھر جونہی محمود نے کہانی ختم کی ... وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے ...

"اٹھو ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے ورنہ شاید نسیم کرمانی مکمل طور پر ٹھگ

لے جائیں گے ... بلکہ شاید وہ اب تک مھگے جا چکے ہیں ... آؤ۔"

"ارے باپ رے ... ابھی تو آپ نے کھانا۔"

"وہ ہم آ کر کھا لیں گے بیگم ... اس وقت معاملہ ہے ان کے دوست کے والد کا۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے دوڑ لگا دی۔ محمود، فاروق اور فرزانہ بہت مشکل سے گاڑی میں سوار ہو سکے ورنہ انہوں نے تو گاڑی چلا دی تھی ...

آندھی اور طوفان کی رفتار سے چلتے وہ نسیم کرمانی کی کوٹھی تک پہنچے ... محمود نے فوراً اتر کر دروازے کی گھنٹی بجا دی ... جلد ہی ملازم دروازہ کھول دیا ... ساتھ ہی اس نے فاروق اور فرزانہ کو دیکھ کر کہا۔

"اوہ ... آپ۔"

"ہمیں فوراً کرمانی صاحب پاس لے چلیں۔" انسپکٹر جمشید نے تیزی سے کہا۔

"اوہ ... کک ... کوئی خطرہ ہے ... لیکن وہ تو مہمان خانے میں ہیں مہمان کے ساتھ۔"

"آیئے ابا جان۔" محمود نے فوراً کہا اور پھر چاروں مہمان خانے کی طرف دوڑ پڑے ... انہوں نے اس بات کی بھی پروا نہیں کہ ان کے دوڑتے قدموں کی آواز سن لی جائے گی ... آخر وہ مہمان خانے کے سامنے پہنچ گئے ... انہوں نے دیکھ دروازہ کھلا تھا اور اندر کرمانی صاحب کرسی پر کسی بت کی طرح بیٹھے تھے ... ان کی آنکھیں کھلی تھیں ... اور یوں لگتا تھا جیسے

وہ جاگتے میں سو گئے ہوں یا سونے سے پہلے آنکھیں بند کرنا بھول گئے ہوں ... وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔

" کرمانی صاحب ... کیا ہوا۔"

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا ... بالکل ساکت بیٹھے رہے۔ جسم میں ذرا سی بھی حرکت نہ ہوئی۔

اب انہوں نے کندھا پکڑ کر ہلایا ... اس پر وہ زور سے اچھلے ۔

" کیا ہوا ... کیا بات ہے ... کون ہیں آپ لوگ ... ارے ان سے تو خیر میں مل چکا ہوں... یہ تو نسیم اور نادیہ کے کلاس فیلو ہیں... آپ کون ہیں ... اور مجھے کیا ہوا ہے ۔"

" ہمیں نہیں معلوم ... آپ کو کیا ہوا ہے ... آپ یہ بتائیں آپ کے مہمان کہاں گئے ۔"

" مہمان ؟ کون سے مہمان ... میرے ہاں تو کوئی مہمان نہیں ہے۔"

" ایک صاحب نے آج آپ سے ملاقات کی تھی ... آپ مہمان خانے میں اسی کی وجہ سے موجود ہیں ... ورنہ آپ خود بتائیں آپ مہمان خانے میں کیا کر رہے ہیں ۔"

" مجھے نہیں معلوم ... " وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

" آپ کو مہمان کا آنا یاد ہے ۔"

" نن نہیں ۔"

" آج اپنا دفتر یاد ہے ۔"

''ہاں میں صبح دفتر گیا تھا ... اور وہاں سے اپنے وقت پر گھر آیا تھا۔''

''کس کے ساتھ۔''

''اکیلا آیا تھا۔''

''آپ کا مطلب ہے آپ اکیلے گھر آئے تھے۔''

''ہاں!''

''لیکن جناب ... ان تینوں کے سامنے اور اپنے دونوں بچوں کے سامنے آپ ایک عدد مہمان کے ساتھ گھر آئے تھے ... آپ پہلے مہمان کے ساتھ اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ... وہاں اس کے ساتھ آپ نے چائے پی پھر آپ اس کے ساتھ مہمان خانے میں آ گئے ... یہاں آپ کی مہمان سے کیا بات چیت ہوئی ... اور کس سلسلے میں ہوئی ... یہ ہمیں معلوم نہیں ... لیکن بات چیت ہوئی ہے ... اب آپ بتائیں ... وہ شخص کون تھا اور آپ سے اسے کیا کام تھا۔''

''مجھے اس کے بارے میں قطعاً کچھ یاد نہیں ... نہ اس کا مجھ سے ملاقات یاد کرنا یاد ہے ... نہ یہاں اس سے کوئی بات چیت کرنا۔''

''اوہ ... اوہ۔'' مارے حیرت کے ان سب کے منہ سے نکلا۔

''دیکھیے ... ہم آپ کے دونوں بچوں سے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں ... فرزانہ ... ان دونوں کو یہاں لے آؤ۔''

''جی اچھا۔'' اس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے چلی گئی۔

''کس بات کی تصدیق۔''

'' اس بات کی کہ آج آپ نے ایک مہمان سے ملاقات کی ہے۔''

'' حیرت ہے، کمال ہے ... لیکن یہ بات مجھے کیوں یاد نہیں آ رہی۔''

'' وہ ہم آپ کو بتا دیں گے ... پہلے آپ اپنے بچوں سے بات کر لیں۔'' انہوں نے کہا۔

'' آپ ... آپ کون ہیں ۔''

''مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں ۔''

''کیا کہا انسپکٹر جمشید ... واہ بہت خوب ... آپ تو بہت مشہور و معروف آدمی ہیں ...ہمارے ملک کے نامور ...''

'' اللہ کا شکر ہے ... آپ مجھے جانتے ہیں ۔''

وہ مسکرا دیے ... پھر نسیم اور نادیہ وہاں آ گئے ... وہ کافی حیرت زدہ نظر آ رہے تھے ... فرزانہ کے راستے میں انہیں ساری تفصیل سنا دی تھی ۔

'' آیئے آیئے ... آپ دونوں اپنے والد کو بتایئے کہ انہوں نے آج اپنے مہمان سے ملاقات کی تھی ۔''

'' ہاں ڈیڈی یہ بات بالکل درست ہے ... آپ جب گھر آئے تھے تو وہ مہمان آپ کے ساتھ گاڑی میں موجود تھے ... آپ انہیں ڈرائنگ روم میں لے گئے تھے ... وہاں آپ دونوں نے چائے پی تھی ... پھر آپ انہیں لے کر مہمان خانے میں چلے گئے ... لیکن وہ تو اب یہاں نہیں ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ آپ کو مہمان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ۔''

'' ہاں بچوں یہی بات ہے ۔''

"لیکن یہ تو اس قدر عجیب اور حیرت انگیز بات ہوئی ، اس سے زیادہ عجیب بات اور کیا ہو سکتی ہے ۔"

"سچ یہی ہے مجھے مہمان کے بارے میں کچھ بھی ۔"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ...

وہ بہت زور سے اچھلے ۔

☆☆☆☆☆

سونے کی کہانی

انہیں اسی طرح اچھلتے دیکھ کر ان کی حیرت اور بڑھ گئی ... اوپر تلے حیرت انگیز باتیں ہو رہی تھیں ۔

''کرمانی صاحب ... خیر تو ہے ... آپ کو کیا ہوا۔''

''میرے دماغ میں ایک لفظ گونجا ہے۔''

''اوہ ... وہ لفظ کیا ہے ۔''

''وہ لفظ عجیب سا لفظ ہے ۔'' انہوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

''آپ بتا دیں وہ عجیب ہے یا غریب۔'' فاروق نے جلدی سے کہا۔

''وہ لفظ ہے وہ لفظ ہے ۔'' انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''ہاں ہاں ... بتائیں ۔''

''وہ میری زبان پر آ کر رک جاتا ہے ... دماغ میں گھوم رہا ہے ... میں اسے زبان سے ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ زبان سے نکل نہیں رہا۔''

''اوہ ... اوہ ۔''

ان کی الجھن اور بڑھ گئی ... ایسے میں فرزانہ بہت زور سے اچھلی ...

اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں۔

"اب تمہیں کیا ہوا۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"م ... مجھے وہ لفظ یاد آ رہا ہے جو میں ڈرائنگ روم کے دروازے سے لگ کر سنا تھا... وہ لفظ اس مہمان کی زبان سے نکلا تھا۔"

"اور وہ لفظ کیا تھا۔' مارے حیرت کے انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

"وہ لفظ تھا..." کہتے کہتے فرزانہ رک گئی۔

اب سب پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے۔ کرمانی تو پلک جھپکانا تک بھول گئے تھے۔ ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ لفظ سننے کیلئے بہت بے چین ہوں۔

"وہ لفظ تھا زاکون۔"

"بالکل صحیح ... بالکل یہی۔" نسیم کرمانی اچھل پڑے اور ساتھ چلّائے بھی۔

ان سب نے حیران ہو کر اس لفظ کو سنا ...

پھر ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ "زاکون۔"

"جی ہاں! یہی لفظ میرے دماغ میں گھوم رہا تھا۔" کرمانی پورے جوش کے عالم میں بولے۔

"تو کیا اس مہمان کا نام یہی تھا۔"

"ہاں اس نے اپنا یہی نام بتایا تھا۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"زاکون۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

" کیوں ابا جان ۔"

" یہ نام پہلے کبھی سننے میں نہیں آیا ... خیر ... اس نام پر ہم بع
کام کریں گے ... پہلے تو دیکھنا چاہیے کہ یہ شخص یہاں کیا کرنے آیا
کرمانی صاحب آپ کیا کام کرتے ہیں ... کیا آپ سرکاری ملازم ہیں

" بالکل نہیں ... میرا تو اپنا کام ہے ... سونے کا کاروبار ۔"

" کک ... کیا کہا آپ نے ... سونے کاروبار ۔" ان کے لہجے میں
درجے حیرت ابھر آئی ۔

" آپ کو کیا ہوا ابا جان ... اس بات میں حیران ہونے والی کون
بات ہے کہ یہ سونے کا کاروبار کرتے ہیں ۔" محمود نے پریشان ہو کر

" تم ٹھیک کہتے ہو محمود ... لیکن یہ ایک حیرت انگیز بات ہے ...
عورت سے میرا واسطہ پڑا، اس عورت نے بھی سونے کی کہانی سنائی تھی

" سونے کی کہانی ؟"

ہاں ... اس نے کہا تھا ، اس کا خاوند سونے کا بہت بڑا بیوپاری
ایک دن اچانک اس کا ہارٹ فیل ہو گیا اور وہ اس سارے سونے کی
بن گئی ... اس نے سارا سونا فروخت کر دیا اور رقم بنک میں جمع کرا
اب وہ اس رقم پر عیش کی زندگی گزار رہی ہے ۔"

" لیکن ابا جان ... اس بات میں اور ان کی بات میں تعلق نہیں

" ایک منٹ محمود ... یہ بات اسی عورت نے کہی تھی جس نے میر
سے فائل اڑائی تھی ... جبکہ وہ عورت وہ نہیں تھی جو اس کوٹھی کی مالکہ

اس کوٹھی کی مالکہ کہاں ہے ... سوال تو یہ ہے ... اُف مالک ہم بھی آج کہاں گم ہیں ... ہمارے دماغ کہاں سیر کرنے چلے گئے ہیں ... اس کوٹھی کی مالکہ سے تو ہماری ملاقات ہوئی ہی نہیں ... یہ کہانی تو اس عورت کی ہے یعنی برازیہ کی... آؤ چلیں ... جس عورت کا خاوند ہارٹ اٹیک سے مر گیا تھا، اس شخص کی بیوی یہ عورت نہیں ہے جس سے میری ملاقات ہوئی ہے ... یہ دو الگ الگ عورتیں ہیں ... ایک میری آنکھوں کے سامنے سے فرار ہوئی ہے۔ لٰہذا یہ وہ عورت نہیں جس کا خاوند ہارٹ اٹیک سے مرا تھا اور بیوی نے پھر سارا سونا فروخت کر دیا تھا ... ہمیں اس کوٹھی میں جانا ہو گا ... آؤ چلیں ... اور ہاں! اکرام کو بھی تو فون کرنا ہو گا ... دھت تیرے کی۔" انہوں نے محمود کے انداز میں کہا اور ساتھ میں ران پر ہاتھ بھی مارا۔

تینوں مسکرانے لگے۔ انہوں نے اکرام کا نمبر ملایا ...

اس کی آواز سنتے ہی بولے :

" اکرام ... 109 گلستانِ آزاد کی طرف چل پڑو ... ہم بھی روانہ ہو رہے ہیں ... ہمیں اس کوٹھی سے ایک عورت کو برآمد کرنا ہے ... زندہ یا مردہ۔"

"لل ... لیکن سر ... ہم تو اس کوٹھی کی پہلے ہی اچھی طرح تلاشی لے چکے ہیں ... اور وہاں کسی عورت کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔"

"ہاں اس وقت نہیں ملا تھا ... اب ضرور ملے گا۔"

" آپ کا مطلب ہے سر ... سراغ ملے گا۔"

"ہاں!"

"جو حکم ... ہم وہاں کے لیے روانہ ہو رہے ہیں۔"

"بس ٹھیک ہے۔"

وہ اسی وقت گھر سے روانہ ہوئے اور 109 گلستان آزاد پہنچ گئے... اکرام اور اس کے ماتحت ان سے پہلے پہنچ گئے تھے ... ابھی اس کوٹھی کو سیل نہیں کیا گیا تھا... بس تالا لگایا گیا تھا...

انہوں نے تالا کھولا تو فرزانہ نے کہا۔

"لیکن ابا جان ہم اس کوٹھی کی تلاشی دوبار مکمل طور پر لے چکے ہیں... اب یہاں ہم بھلا کیا تلاش کر لیں گے۔"

"بس تم دیکھتی جاؤ۔"

انہوں نے ایک بار پھر پوری کوٹھی کا جائزہ لیا ... پھر باغ میں آ گئے... باغ میں گھوم پھر کر دیکھا ... اور مہمان خانے کے پاس ایک جگہ رک کر زمین کا جائزہ لینے لگے ... آخر انہوں نے اکرام سے کہا۔

"اکرام اس جگہ سے کھدائی کراؤ۔"

"جی کیا مطلب۔" وہ زور سے اچھلا اور ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں .. پھر اکرام کے ماتحتوں نے وہاں کھدائی شروع کی ... آخر جلد ہی وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے ...

وہ ڈھانچہ کسی عورت کا تھا۔

"آخر میرا اندازہ درست نکلا ... یہ اس عورت کا ڈھانچہ ہے جو اپنے

خاوند کے ساتھ یہاں رہتی تھی اور جس کا خاوند سونے کا بیوپاری تھا اور جو ہارٹ اٹیک سے مر چکا تھا ... لیکن ہو سکتا ہے وہ ہارٹ اٹیک سے نہ مرا ہو ... اس کے منہ پر تکیہ رکھ کر اسے موت کے گھاٹ اتار اگیا ہو اور ڈاکٹر نے بھاری رقم لے کر ہارٹ اٹیک کا سرٹیفکیٹ لکھ دیا ہے ... لہٰذا اکرام ... لیکن پھر اس عورت کو بھی اس برازیہ نامی عورت نے قتل کر کے یہاں دفن کر دیا ہو اور اس کے میک اپ میں یہاں رہتی رہی ہو ... اور اب اس نے میری کار سے فائل اڑائی تھی ... سوال یہ ہے کہ کیوں ... اسے اس فائل کی کیا ضرورت تھی ۔"

" آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اس فائل میں کیا ہے ۔" محمود نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

" یہی تو اس کیس کا سب سے مزے دار سوال ہے ۔" وہ مسکرائے۔

" جی کیا مطلب ۔"

" تم خود سوچو ... اس فائل میں کیا تھا ۔"

" کیا مطلب ... آپ نے کیا کہا ابا جان ... ہم خود سوچیں کہ اس فائل میں کیا تھا ۔"

" ہاں ! بالکل ... "انہوں نے فوراً کہا۔

" لیکن ابا جان ... بھلا یہ بات ہم کیسے سوچ سکتے ہیں ۔"

" کیوں نہیں سوچ سکتے ... اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل عطا فرمائی ۔"

" جی ہاں بے شک ! وہ تو عطا فرمائی ہے ... لیکن ہم بھلا عقل سے یہ

بات کس طرح سوچ سکتے ہیں ... '' فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

'' کیوں نہیں سوچ سکتے ۔'' انہوں نے منہ بنایا ۔

'' آپ ... آپ کا مطلب ہے ہم یہ بات عقل سے سوچ سکتے ہیں۔''

'' ہاں بالکل ! بلکہ بات تو اب بالکل سامنے کی ہے ۔''

'' سس ... سامنے کی بات۔'' تینوں کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

'' ہاں سامنے کی بات ۔''

'' حیرت ہے، کمال ہے ، افسوس ہے۔'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

'' ہو گی ...ہو گا۔'' وہ ہنسے ۔

'' یہ کیا آپ ہو گی ہو گا کی گردان کر رہے ہیں ۔'' مارے حیرت کے فرزانہ نے کہا۔

'' ارے نہیں بھئی ... میں نے کہا ہے ہو گی حیرت ... ہو گا کمال اور ہو گا افسوس ... مجھے اس سے کیا ... تم میرے سوال کا جواب دو ، ہمیں یہاں اپنا کام بھی شروع کرنا ہے ۔''

'' کام تو اب یہاں انکل اکرام اور ان کا ماتحتوں کا شروع ہو گا۔''

'' ہمیں بھی کام کرنا ہو گا ... اکرام اور اس کے ماتحت تو شروع ہو رہے ہیں ... تم اپنی فکر نہ کر و۔'' وہ مسکرائے۔

'' اپنی فکر کریں ... '' محمود نے گھبرا کر کہا۔

'' ہاں فکر کے بغیر تو تم اس سوال کا جواب دے سکتے ہی نہیں ۔''

"اوہ ... اوہ۔"

"اچھی بات ہے .. آپ ہمیں مہلت دیں ... دس بیس منٹ کی ۔"

"ضرور کیوں نہیں ... بیس منٹ کی مہلت دی ۔"

"بہت بہت شکریہ ابا جان ... آپ بہت سخی ہیں ۔"

"کیا کہا ... میں بہت سخی ہوں۔ کس لحاظ سے؟" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں ! مہلت دینے کے لحاظ سے ۔"

"اوہ اچھا اچھا ... چلو عقل لڑاؤ ... باتیں نہ بناؤ ... کہیں بیس منٹ انہی باتوں میں نہ پورے ہو جائیں ۔"

"اوہ ہاں واقعی ... آپ بھی پھر ہم سے کوئی بات نہیں کریں گے ... یعنی بیس منٹ تک ۔"

"بالکل ٹھیک ۔"

اور وہ سوچ میں ڈوب گئے ...

تقریباً پندرہ منٹ بعد فاروق زور سے اچھلا ... ساتھ ہی محمود نے کہا۔

"اگر تم اچھل سکتے ہو تو میں بھی اچھل سکتا ہوں ۔"

"ضرور اچھلو ... روکا کس نے ہے ۔"

"تو میں نے کیا قصور کیا ہے کہ اچھل نہیں سکتی۔" فرزانہ نے منہ بنایا... اور پھر وہ اپنے والد کے نزدیک چلے آئے ۔

"ابا جان مبارک ہو۔ ہم نے آپ کے سوال کا جواب تلاش کر لیا ۔"

" بہت خوب ! تم سے یہی امید تھی ... ہاں تو بتاؤ ۔"

" فائل اسی عورت کے خاوند سے متعلق تھی جس کا ہارٹ فیل ہونا ظاہر کیا گیا تھا ... اس شخص کی دکان پر اس کا ایک مخلص ملازم کام کرتا تھا ... اس نے آپ کے پاس آ کر یہ شک ظاہر کیا تھا کہ اس کے صاحب فوت نہیں ہوئے انہیں ہلاک کیا گیا ہے ۔"

" اوہ ... اوہ ۔"

" بہت خوب ! تم اصل بات تک پہنچ گئے ... لہٰذا تم تینوں مبارک باد کے مستحق ہو ... اگرچہ یہ سامنے کی بات ہے لیکن اتنی بھی آسان سامنے کی بات نہیں تھی ۔"

" شکریہ ابا جان ... " ان تینوں نے کہا ... اور پھر محمود بولا ۔

" اب آپ اس شخص کے بارے میں بتائیں ... اور اس کے اس ملازم کے بارے میں بھی بتائیں ۔"

" ملازم کا نام ہے ریاض احمد ... وہ جس کا ملازم تھا اس کا نام تھا ... خاور علی طور ... اس کی بیوی کا نام تھا شازیہ طور ... شازیہ طور چاہتی تھی کسی طرح اس کا شوہر فوت ہو جائے تاکہ وہ سارے سونے کی مالک بن جائے جو اس کے خاوند کے پاس تھا ... اور آخر اس نے ایک ڈاکٹر کو لالچ دیا کہ وہ بعد میں اس شادی کر لے گی ... بس وہ موت کے سرٹیفکیٹ پر دستخط کر دے کہ خاور علی طور کی موت ہارٹ اٹیک سے ہوئی ہے ... وہ تیار ہو گیا ... کیونکہ کروڑوں کے سونے کا مالک بن جاتا ... اس طرح انہوں نے

خاور علی طور کے منہ پر سوتے میں تکیہ رکھ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا... اور ڈاکٹر نے سرٹیفیکیٹ لکھ دیا۔

"آپ نے ڈاکٹر کا نام نہیں بتایا ابا جان۔" فرزانہ نے بے چین ہو کر بولی۔

انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر فرزانہ کی طرف دیکھا...

ایسے میں اکرام دوڑ کر ان کی طرف آتا نظر آیا۔

☆☆☆☆☆

یہ اچھا ہوا

انہوں نے اکرام کی طرف دیکھا ... اس کے چہرے پر جوش تھا ... یہ دیکھ کر انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔

"ہاں اکرام ... کیا خبر ہے۔"

"سر آخر کار ہم نے وہ فائل تلاش کر لی جو اس عورت نے گاڑی سے اڑائی تھی۔"

"بہت خوب ... مجھے پہلے ہی اس بات کا اندازہ تھا اور میک اپ کا سامان بھی مل گیا ہو گا۔"

"جی ہاں لیکن جو میک اپ اتارا گیا ہے، وہ سامان ملا ہے ... یعنی وہ عورت میک اپ میں تھی ... گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے میک اپ اتار دیا اور شازیہ طور بن گئی ... برازیہ کا کردار ختم کر دیا ... دراصل وہ اس فائل کو اڑانا چاہتی تھی ... کیونکہ اس فائل سے وہ ڈاکٹر گرفت میں آ رہا تھا اور اس کے ساتھ خود وہ بھی پکڑی جاتی ... لہٰذا انہوں نے منصوبہ بنایا کہ فائل اڑا لی جائے ... اگرچہ اس طرح ان دونوں کو کوئی فائدہ نہ ہوتا کیونکہ

انہیں پھر بھی گرفتار کر لیا جاتا ... یہ بچ نہیں سکتے تھے ... جرم جرم ہے ... آخر کو جرم کرنے والا پھنستا ہی ہے... اب اسے گرفتار کر لو ... فائل میں ڈاکٹر کا نام موجود ہے ... اسے بھی گرفتار کر لو ... اور سارے سونے پر قبضہ کر لو۔"

"آپ فکر نہ کریں سر ... یہ سب کام ہو جائے گا۔"

"اب تم لوگ اپنی کہانی سناؤ۔"

"جی ... کون سی کہانی ۔"

"تمہاری امی نے بتایا کہ تم نسیم کرمانی کے گھر گئے تھے ... اور وجہ اس کی یہ تھی کہ محمود اور فاروق نسیم کرمانی کے بیٹے سلیم کرمانی کے کلاس فیلو بن گئے تھے ... اسی طرح فرزانہ ان کی بیٹی نادیہ کی سہیلی بن گئی تھی ... اس طرح تم ایک ہی گھر میں جمع ہو گئے ... اور وہاں تم لوگوں کی موجودگی میں کیا ہوا بھلا ۔" وہ مسکرا دیئے۔

"وہاں ؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں وہاں کیا ہوا تھا بھلا؟"

"وہاں ... وہاں کیا تھا فرزانہ ۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا ... فاروق سے پوچھو۔"

"فف ... فاروق سے پوچھوں ... اچھی بات ہے ... تم بتاؤ فاروق وہاں کیا ہوا تھا ۔"

"وہاں ... مم ... مجھے نہیں معلوم ۔"

"کیا بات ہوئی ... وہاں کچھ ہوا تھا ... اور تمہیں یاد ہی نہیں۔"

"جی بس یہی بات ہے۔"

انہوں نے ان تینوں کو گھورا ... پھر اچانک انہیں کچھ خیال آیا۔

"فاروق میرے نزدیک آؤ ..." انہوں نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"۔ ۔یں گے تو نہیں۔" فاروق سہم گیا۔

"پہلے کبھی مارا ہے۔" وہ ہنس پڑے۔

"جج ... جی ... مارا تو نہیں۔"

"بس تو پھر نزدیک آ جاؤ۔"

اس کے باوجود وہ ڈرے ڈرے انداز میں ان کے نزدیک آ گیا... پتا نہیں کیوں اسے خوف محسوس ہو رہا تھا ... انہوں نے اس کی ٹھوڑی پر بایاں ہاتھ رکھا اور دائیں ہاتھ کی انگوٹھی سے اس کی دونوں پوٹے سرکائے ... پھر یہی عمل انہوں نے محمود اور فرزانہ کے ساتھ کیا...

آخر انہوں نے کہا: "میں سمجھ گیا ... تم تینوں پر ہپنا ٹزم کیا گیا ہے... میں کوشش کرتا ہوں ... اس کا اثر ختم کرنے کی ... اگر وہ شخص مجھ سے بڑا ماہر تھا... تب میں اس کے اثر کو زائل نہیں کر سکوں گا اور اگر وہ مجھ کمزور تھا تو یہ اثر میں منٹوں میں ختم کر دوں گا... اب میں شروع کرتا ہوں..."

"فاروق میری آنکھوں میں دیکھو۔"

فاروق نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"دیکھو ... تمہیں نیند آ رہی ہے ... آ رہی ہے نا۔"

"مجھے ... جی ہاں ... آ تو رہی ہے۔"

"بس ٹھیک ہے ... تم سو جاؤ ... تم اب صرف میری آواز سن سکو گے جب تک میں کہوں ... کیا تم میری بات سن رہے ہو۔"

"جی سن رہا ہوں۔"

"اور تم سو رہے ہو۔"

"جی ہاں میں سو رہا ہوں۔"

"اب تم بتاؤ ... اس شخص نے جو نسیم کرمانی کے ساتھ ان کے گھر آیا تھا... کیا کیا تھا ... وہ نسیم کرمانی کے گھر کیا کرنا چاہتا تھا۔"

ان کی اس بات کے جواب میں فاروق نے کوئی جواب نہ دیا ... اب تو انسپکٹر جمشید پریشان ہو گئے۔ آخر انہوں نے کہا۔

"فاروق تم ہوش میں آ جاؤ... ہوش میں آنے کے بعد تم سب کی باتیں سنو گے بھی اور سمجھو گے بھی ... تم میری بات سن رہے ہو۔"

"جی ابا جان ...سن رہا ہوں۔"

"تو آنکھیں کھول دو ... ہوش میں آ جاؤ۔"

اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں ... انہوں نے محمود اور فرزانہ کے ساتھ بھی یہی عمل کیا ... وہ ان پر سے بھی اثر ختم نہ کر سکے ... آخر وہ دونوں بھی ہوش میں آ گئے ... اب انہوں نے تینوں کو کہا۔

"وہ شخص مجھ سے کوئی بہت زیادہ ماہر ہے ... میں اس کا اثر زائل نہیں کر سکا۔"

"تب پھر ابا جان! اگر اس کا آپ سے سامنا ہو جائے تو آپ اس سے کیسے بچیں گے۔"

"یہ کچھ مشکل نہیں ... میں اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھوں گا۔"

"اوہ ... اچھا ... ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔"

"تم تینوں یہیں ٹھہرو ... میں ذرا نسیم کرمانی سے مل کر آتا ہوں... ہمیں ان سے یہ بھی پوچھنا ہے کہ مہمان کون تھا ... ان سے اس کی ملاقات کیسے ہوئی تھی اور وہ کیا کر گیا ہے ... کیونکہ تم لوگ تو وہاں سے ہپناٹزم کے زیر اثر آ گئے تھے ... اور کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے تھے۔"

"تو آپ ہمیں بھی ساتھ لے چلیں نا۔"

"دراصل میں سوچ رہا تھا ... اگر وہ شخص اس وقت بھی وہاں ہوا تو تم تینوں کو دیکھ کر وہ کوئی غلط حرکت نہ کر بیٹھے ... میرا مطلب ہے ... ہپناٹزم سے ہے۔"

"دیکھا جائے گا ابا جان۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے ... چلو پھر۔"

چاروں نسیم کرمانی کی کوٹھی میں پہنچے۔ دروازے پر ایک عجیب سا آدمی کھڑا نظر آیا ... پہلے جب وہ آئے تھے اس وقت یہ شخص نظر نہیں آ رہا تھا ...

"ہمیں کرمانی صاحب سے ملنا ہے۔"

ملازم نے چاروں پر نظریں ڈالیں۔ اس کی آنکھوں میں الجھن نظر آئی

... آخر اس نے کہا۔

"اپنے نام بتا دیں ... اور آپ اس طرف تشریف رکھیں۔"

اس نے گیٹ کے بائیں طرف ایک چھوٹے سے کمرے کی طرف اشارہ کیا ... گویا وہ انتظار گاہ تھی۔

"اچھی بات ہے ... آپ یہ کارڈ لے جائیں۔" انہوں نے اپنا کارڈ اسے دے دیا ... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی۔

"آیئے جناب! نسیم کرمانی آپ سے لان میں ملاقات کریں گے ... ڈرائنگ روم میں صفائی والا صفائی کر رہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں ... آپ کا شکریہ۔"

وہ آگے بڑھ گئے اور وہیں آ گئے جہاں کچھ دیر پہلے محمود، فاروق اور فرزانہ نے سلیم اور نادیہ سے ملاقات کی تھی ... ملازم پھر گیٹ سے باہر چلا گیا ... کچھ دیر بعد مسٹر نسیم کرمانی آتے نظر آئے ... لیکن وہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے ... یوں لگتا تھا جیسے اپنے ہوش میں نہ ہوں ... اسی حالت میں چلتے وہ ان کے نزدیک آ گئے اور ایک کرسی پر ٹک گئے ...

"جی ... جی فرمایئے۔"

"کرمانی صاحب ... آج آپ جب گھر آئے تھے تو آپ کے ساتھ مہمان تھا۔"

"جی ہاں بالکل تھا۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید کو کوئی بات سوجھی ... انہوں نے ان تینوں کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم تینوں اپنے دوستوں سے کیوں نہیں مل لیتے ... جیسے میں فارغ ہو جاؤں گا ... تمہیں بلا لوں گا۔"

"جی ٹھیک ہے ... بہت بہتر۔"

وہ اٹھے اور اندر کی طرف چلے گئے ... سلیم اور نادیہ کے کمرے انہیں معلوم ہی تھے۔

ادھر انسپکٹر جمشید نے نسیم کرمانی سے کہا۔

"آپ جب گھر آئے تھے... تو آپ کے ساتھ ایک مہمان تھے ... وہ کون تھے۔"

"آپ سے مطلب؟" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"انہوں نے آپ سے ملاقات کس سلسلے میں کی تھی۔"

"میں نے کہا نا... آپ سے مطلب۔"

"کہیں وہ آپ کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا گئے۔"

"آخر آپ میری بات کیوں نہیں سن رہے ... آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے یہ باتیں پوچھنے والے۔"

"آپ ذرا پرسکون رہ کر میری بات سنیں ... طیش میں نہ آئیں ... ہم آپ کی بھلائی کی نیت سے آئے ہیں۔"

"مجھے نہیں چاہیے آپ کی بھلائی۔"

"پہلے میری بات سن لیں ... پھر اپنی بات کیجیے گا۔"

"مجھے نہیں ضرورت آپ کی بات سننے کی۔"

"اوہو آپ تو کسی طرح بھی کوئی بات کرنے یا سننے کیلئے تیار نہیں۔"

"ہاں یہی بات ہے ... تو پھر۔"

"لیکن آپ کو میری بات سن لینی چاہیے ... یہ میری درخواست ہے۔"

"میں نے کہا نا اس کی ضرورت نہیں۔"

"آپ یوں نہیں مانیں گے ... ادھر دیکھیے میری طرف۔"

"اور میں کیوں دیکھوں آپ کی طرف۔" اس نے منہ بنایا۔

"لگتا ہے مہمان نے آپ کو پوری طرح اپنے قابو میں کیا ہوا ہے... خیر اب میں اپنے طریقے کے مطابق کام کروں گا ... پھر نہ کہیے گا خبر نہیں ہوئی۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کے حق میں بہتر یہ تھا کہ آپ مجھے ساری بات بتا دیتے ... لیکن آپ بھی مجبور ہیں ... آپ اپنے آپ میں نہیں ہیں ... اس لیے یہ دیکھیں۔"

انہوں نے اچانک اپنی کلائی ان کی آنکھوں کے سامنے کر دی ... اور ساتھ گھڑی کو اپنی آنکھوں کے نزدیک لے آئے ... گھڑی میں ایک عجیب سے چمک نظر آئی ... نسیم کرمانی اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے ... ساتھ ہی گھڑی کی چمک غائب ہو گئی ... اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی آنکھیں تھیں ... جونہی نسیم کرمانی کی آنکھیں ان کی آنکھوں سے ٹکرائیں

انہیں ایک زور دار جھٹکا لگا ... بس اسی لیے وہ ان کے قابو میں آ گئے ... اب وہ نظریں نہیں ہٹا سکتے تھے ۔

"اب آپ ادھر ادھر نہیں دیکھیں گے ... اور آپ سو جائیں گے ۔"

"نہیں ۔" نسیم کرمانی کی آواز ابھری ۔

"کیا نہیں ۔"

"میں نہیں سو رہا۔"

"کیا کہا ... آپ نہیں سو رہے ۔"

"ہاں ! میں نہیں سو رہا۔"

انسپکٹر جمشید کے جسم کو ایک جھٹکا لگا ... ساتھ ہی ان کی آنکھیں ان کے آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گئیں ... گویا نسیم کرمانی نے نظریں ہٹا لیں تھیں ... گویا وہ ان کے قابو میں نہیں آیا تھا ... انسپکٹر جمشید چکرا گئے ... وہ ان سے کچھ بھی معلوم کرنے کے قابل نہیں تھے جب تک کہ وہ نامعلوم شخص ان کو ٹرانس میں سے نکال نہ دیتا ...

آخر انہوں نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے کرمانی صاحب ... آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں ... آپ پر بگڑنے کا، غصہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ... اب ہم دوسرے طریقے سے اس مہمان تک پہنچیں گے اور دیکھیں گے وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھ گئے ... انہیں مہمان خانے کا پتا نہیں تھا لیکن اندازہ ضرور ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہ فوراً اس طرف چل دیے ۔

" یہ کیا ... آپ کہاں جا رہے ہیں ... یہ میرا گھر ہے آپ کا نہیں ... میں پولیس کو بلا رہا ہوں۔"

انہوں نے جیسے سنا ہی نہیں اور آگے آگے بڑھتے چلے گئے ... جلد ہی وہ مہمان خانے تک پہنچ گئے ... انہوں نے فوراً محسوس کر لیا کہ نسیم کرمانی موبائل نکال کر فون کرنے لگے ہیں ... انہوں نے کوئی پروا نہ کی ... اور کمرے میں داخل ہو گئے... کیونکہ کمرے کے دروازے پر تالا نہیں لگا ہوا تھا... پھر جونہی وہ کمرے میں داخل ہوئے ... انہوں نے کسی کو کہتے سنا :

" خوش آمدید ... مجھے آپ ہی کا انتظار تھا۔"

انہوں نے فوراً نظریں نیچے کر لیں ... وہ سمجھ گئے تھے کہ نسیم کرمانی کا مہمان ابھی تک وہیں ہے ... اور یہ جملہ اسی نے کہا تھا ... اور وہ اس کے بارے میں جان چکے تھے کہ وہ ہپنا ٹزم کا بہت بڑا ماہر ہے ... ان سے بھی زیادہ ... ایسا نہ ہوتا تو وہ محمود فاروق اور فرزانہ کو اپنے زیرِ اثر لا سکتے تھے اور نسیم کرمانی کو بھی ... لیکن ایسا نہیں ہو سکا تھا اور اب وہ اس شخص کے سامنے کمرے میں اکیلا تھے ... انہوں نے سنا ، مہمان نے کہا تھا۔

" اوہ یہ اچھا ہوا۔"

☆☆☆☆☆

گڑبڑ کا خوف

تینوں سلیم کرمانی کے کمرے کے سامنے پہنچے۔
کمرے کا دروازہ کھلا تھا، لیکن سلیم اندر نہیں تھا۔
"فرزانہ ... تم نادیہ کے کمرے تک جاؤ اور دیکھو ... دونوں وہاں تو نہیں ہیں۔"
"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور قدم اٹھا دیے ...
جلد ہی اس کی واپسی ہوئی۔
"ہاں دونوں اس کمرے میں ہیں۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
"کیا ہوا۔"
"پتا نہیں ... دونوں نے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے مجھے جانتے تک نہیں۔"
"اوہ ... خیر کوئی بات نہیں ... وہ ظاہر ہے ہپناٹزم کے زیرِ اثر ہیں ... آؤ دیکھتے ہیں۔"
تینوں فوراً نادیہ کے کمرے میں پہنچے اور اندر داخل ہو گئے ...

"کیا مطلب؟" دونوں نے ایک ساتھ چلا کر کہا۔

"کس بات کا مطلب نادیہ۔" فرزانہ مسکرائی۔

"آپ کون ہیں اور ہمارے کمرے میں اس طرح کیوں گھس آئے ہیں۔"

"واہ بہت خوب ... ارے بھئی میں فرزانہ ہوں ... یہ دونوں محمود اور فاروق ہیں۔"

"کون فرزانہ ... کون محمود اور فاروق۔"

"آپ دونوں کا قصور نہیں ... خیر کوئی بات نہیں ... ہم بھی اسے دیکھ لیں گے... اس سے نبٹ لیں گے۔"

عین اس لمحے پولیس کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے۔

"ارے یہ کیا ... یہ پولیس کس طرح آ گئی یہاں۔" فرزانہ چونکی۔

"ظاہر ہے ... کرمانی صاحب نے بلایا ہو گا ... ابا جان کے خلاف ... آؤ ... ان سے کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔"

تینوں باہر آ گئے ... کوٹھی کے باہر پولیس کی گاڑیوں کے لیے ملازم گیٹ کھول چکا تھا ... نسیم کرمانی باغ میں اپنی جگہ بیٹھے نظر آئے ... ملازم نے پولیس کو اشارے سے بتایا کہ ان کے پاس چلے جائیں ... انہوں نے فوراً نسیم کرمانی کا رخ کیا۔

"میرے گھر میں کچھ چور اچکے قسم کے لوگ زبردستی گھس آئے ہیں ... انہیں گرفتار کر لیں ... تین تو یہ چلے آ رہے ہیں اور ایک اس طرف گیا ہے

... میرے گھر کے مہمان خان میں۔"

" آپ فکر نہ کریں صاحب ... ہم ابھی انہیں ... ارے یہ کیا ..."

سب انسپکٹر کی نظریں جونہی محمود ، فاروق اور فرزانہ پر پڑی ... وہ دھک سے رہ گیا ... اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

" آپ ... آپ ان کی بات کر رہے ہیں ۔"

"آپ اور کن کی سمجھے ہیں ۔" نسیم کرمانی نے منہ بنایا۔

" یہ ... آپ انہیں چور کہہ رہے ہیں۔" مارے حیرت کے سب انسپکٹر نے کہا۔

" تو اور میں آپ کو کیا کہہ رہا ہوں ۔"

" آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ... یہ چور نہیں ہیں ... یہ تو ہمارے ملک کے ہیرو ہیں ۔"

" ہیروز ... یہ ... ہیروز ہیں ؟" مارے غصے کے نسیم کرمانی نے کہا۔

" جی ہاں یہ اور ان کے والد ہمارے ملک کے بہت نامور ہیروز ہیں... آپ کو شاید معلوم نہیں ... یہ تو ملک اور قوم کے لیے ہر وقت جان ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں اور پوری قوم کو ان پر فخر ہے ۔"

" کیا واقعی ؟" نسیم کرمانی نے اب بھی بے یقینی کے عالم میں کہا۔

" ہاں جناب !"

" لیکن یہ لوگ یہاں کر رہے ہیں ... یہ میرا گھر ہے کوئی مجرموں کا اڈا نہیں۔" نسیم کرمانی منہ بنا کر کہا۔

"ہاں یہ پوچھنا آپ کا حق ہے ... اور اس کا جواب ان کے پاس ضرور ہو گا... کیوں بھئی۔"

"آپ نے ٹھیک کہا انسپکٹر صاحب ...ہمارے والد بھی یہیں ہیں۔"

"اوہو اچھا۔"

"جی ہاں! غالباً وہ مہمان خانے میں ہیں۔"

"تب آپ انہیں بلا لیں اور ان کا اطمینان کرا دیں۔"

"وہ ہم کرا دیں گے ... آپ تشریف لے جائیں۔"

"اچھی بات ہے ... "سب انسپکٹر نے کہا۔

"کیسے اچھی بات ہے ... ابھی انہوں نے میرا اطمینان نہیں کرایا... اور آپ جا رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے ... ہم رک جاتے ہیں ... آپ جا کر انسپکٹر صاحب کو بلا لیں۔"

"وہ اگر مہمان خانے میں گئے ہیں تو کسی وجہ سے گئے ہیں ... لہٰذا آپ جائیں ... ہم ان کا اطمینان کرا دیں گے بلکہ ہم کیا اطمینان کرائیں گے ان کا... انہیں ہمارا اطمینان کرانا پڑے گا کہ ان کے مہمان کون ہیں ... کہاں سے آئے ہیں کیونکہ وہ غیر ملکی لگتے ہیں اور اس بات کا زبردست امکان ہے کہ ان سے ہمارے ملک کو کوئی بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"اوہ ... اوہ۔" مارے حیرت کے سب انسپکٹر نے کہا۔

"جی ہاں ہم بلا وجہ یہاں نہیں ہیں ... بس ہم آپ سے کہہ چکے ہیں

... آپ چلے جائیں ... ان کی بات نہ مانیں ... اس وقت کی صورت حال
ایسی ہے کہ ہم کسی بڑی گڑبڑ کا خوف محسوس کر رہے ہیں ۔"

" اوہ ... اوہ ... اگر آپ پسند کریں تو ہم آپ کی مدد کرنے کے لیے
رک جاتے ہیں ۔"

"نہیں ... ابا جان اس بات کو پسند نہیں کریں گے ۔"

"اچھی بات ہے ... ہم جا رہے ہیں ۔"

"نہیں نہیں ... آپ نہیں جا سکتے ... میں آپ کی شکایت کروں گا۔"
نسیم کرمانی چلاّئے ۔

سب انسپکٹر نے جیسے سنا ہی نہیں ...
اپنے ماتحتوں کے ساتھ گیٹ سے نکل گیا ۔

" آؤ بھئی ... مہمان خانے کی طرف چلتے ہیں ... آخر ابا جان کو وہاں
اتنی دیر کیوں لگ گئی ۔

" خبر دار... ادھر نہ جائیں ۔"

انہوں نے کوئی توجہ نہ دی اور وہ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے
مہمان خانے کی طرف چل پڑے ... یہ دیکھ کر نسیم کرمانی زور سے اچھلے اور
ان کے سامنے آ گئے ... ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا ...

"تم لوگ اس طرف نہیں جا سکتے ۔"

اسی وقت سلیم کرمانی اور نادیہ بھی وہاں آ گئے اور حیرت سے یہ منظر
دیکھنے لگے ... پھر مارے حیرت کے نادیہ کے منہ سے نکلا۔

"یہ... یہ کیا ہو رہا ہے۔"

نسیم کرمانی بہت زور سے اچھلے ... یوں لگا جیسے اس سے پہلے ہوش میں رہے ہوں ... ان کے ہاتھ سے پستول چھوٹ گیا اور منہ سے نکلا۔

"مم ... مجھے افسوس ہے ... میں شاید اپنے ہوش میں آیا ہوں ... لیکن سوال یہ ہے کہ میں پہلے اپنے ہوش میں کیوں نہیں تھا اور اب خود کو میں ہوش میں کیوں محسوس کر رہا ہوں۔"

"شاید ہم آپ اس کے اس سوال کا جواب دے سکیں ... لیکن پہلے ہم مہمان خانے پر ایک نظر ڈالیں گے۔"

"ٹھیک ہے ... ہم بھی چلتے ہیں ..." نسیم کرمانی نے فوراً کہا۔

انہیں بہت حیرت ہوئی... چندمنٹ پہلے یہی کرمانی بات بات پر اکڑ رہے تھے اور اب نرم ہو گئے تھے ... وہ بھاگم بھاگ مہمان خانے کی طرف پہنچے اور پھر دھک سے رہ گئے ... انہوں نے دیکھا ... مہمان خانے کا دروازہ کھلا تھا اور اندر کوئی نہیں تھا ... وہ افراتفری کے عالم میں اندر داخل ہو گئے اور سارا مہمان خانہ دیکھ ڈالا ... غسل خانہ بھی دیکھ ڈالا ... لیکن وہاں نہ انسپکٹر جمشید تھے نہ مہمان ... مہمان کے بارے میں تو خیر انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ بھی یہاں موجود تھا ... جب انسپکٹر جمشید آئے تھے لیکن اپنے والد کے بارے میں بہرحال انہیں معلوم تھا۔

"حیرت ہے ... ابا جان کہاں چلے گئے۔" فرزانہ چلائی۔

"فون کر لیتے ہیں ..." محمود نے کہا اور موبائل نکال کر نمبر ملایا...

ان کا موبائل بند تھا۔

"حیرت ہے ... کمال ہے۔"

"ہم اندھا دھند کمرے میں گھس گئے ... باہر رک کر نشانات کا جائزہ لینا چاہیے تھا۔"

"خیر اب لے لیتے ہیں ... کچھ نہ کچھ تو نظر آ ہی جائے گا۔"

تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد انہوں نے جان لیا کہ ان کے والد باغ کے پچھلے دروازے کی طرف گئے ہیں ... اور ان سے آگے بھی کسی کے جوتوں کے نشانات موجود تھے ... مہمان خانے سے ایک پختہ روش پچھلے دروازے تک چلی گئی تھی ... اس پر نشانات موجود تھے۔

پچھلا دروازہ کھلا تھا اور باہر دور دور تک ان کا نشان نہیں تھا ... البتہ دروازے پر جوتوں کے نشانات موجود تھے اور تھے بھی دو آدمیوں کے ... ان میں سے ایک ان کے والد کا تھا اور دوسرا ضرور مہمان کا ... اور ساتھ ہی ایک کار کے ٹائروں کے نشانات تھے ... اور مزے کی بات یہ کہ اس طرف صرف ایک سڑک موجود تھی ... اب اس سڑک پر وہ گاڑی دائیں طرف گئی تھی یا بائیں طرف ... اس کا اندازہ بھی انہوں نے فوراً لگا لیا۔

"محمود ... جلدی کرو ... گاڑی یہیں لے آؤ ..." فرزانہ نے بے چینی کے عالم میں کہا ... اس نے دوڑ لگا دی اور فوراً گاڑی لے آیا ....

فاروق اور فرزانہ نے بیٹھنے کی کی ... ساتھ ہی محمود نے نادیہ، سلیم اور نسیم کرمانی سے کہا۔"آپ لوگ یہیں ٹھہریں۔"

انہوں نے سر ہلا دیے اور محمود نے گاڑی آگے بڑھا دی ...

اب محمود پوری رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔

''تم دونوں دائیں اور بائیں دیکھتے رہو۔''

''ٹھیک ہے ... '' انہوں نے ایک ساتھ کہا۔

پچیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد آخر انہیں جنگل میں ایک پرانا کھنڈر دکھائی دیا ...اس کے باہر ایک کار کھڑی تھی ...

اب تو ان پر جوش سوار ہو گیا ... وہ کار کو کھنڈر تک لے آئے تھے اور پھر چھلانگیں لگا کر نیچے اتر آئے۔

کھنڈر کا بیرونی دروازہ کھلا تھا اور اس میں سامنے ایک بڑا صحن نظر آ رہا تھا... صحن کے ختم پر ٹوٹے پھوٹے کئی کمرے نظر آرہے تھے ... انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ... اندر چلے آئے... صرف ایک کمرے کی دیواریں سلامت نظر آئیں اور اس کا دروازہ بند نظر آیا ... انہوں نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا ... تو دروازہ کھل گیا۔

اندر کا منظر ان کے لیے حد درجے ہولناک تھا ...

انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

☆☆☆☆☆

اللہ کا شکر ہے

"کیا اچھا ہوا۔" انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔
"یہ کہ آپ یہاں آ گئے ... میں بھی آپ سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا تھا، دو دو ہاتھ کر کے پتا چل جاتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے۔"
"یہ واقعی اچھی بات ہے ... لیکن اس سے پہلے میں آپ کا نام جاننا چاہوں گا ... آپ تو جانتے ہیں میں انسپکٹر جمشید ہوں ... میں نہیں جانتا آپ کون ہیں ... لہٰذا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مجھے بھی معلوم ہو کہ آپ کون ہیں۔"
"مجھے مڈاس کہتے ہیں۔"
"یہ آپ کا اصل نام ہے۔"
اس نے ایک نظر ان کے چہرے پر ڈالی اور بس اسی وقت انسپکٹر جمشید سے بھول ہو گئی ...انہوں نے بھی اس کی طرف دیکھ لیا ... ان کے جسم کو ایک زبردست جھٹکا لگا ... ہوش وحواس کھونے سے پہلے انہوں نے یہ بات جان لی تھی کہ وہ شخص ہپناٹزم کا بہت زبردست ماہر ہے ... ورنہ انہیں قابو

میں کر لینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

"اب آپ گئے کام سے ... مجھے تو یہ کہنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی تھی کہ آپ سو رہے ہیں ..."

"ہاں!" ان کے ہونٹ ہلے۔

"بہت خوب! اب میرا کام آسان ہو گیا ... آپ ایک منٹ بعد ہی جاگ اٹھیں گے اور میرے احکامات پر عمل کریں گے... میرے علاوہ اور کسی کے امکانات پر نہیں ... اور آپ نسیم کرمانی کے کیس کو بھول جائیں گے ... اس پر عمل نہیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے ... میں نسیم کرمانی کے کیس کو بھول جاؤں گا اور اس پر کام نہیں کروں گا۔"

"بس ٹھیک ہے ... ایک منٹ پورا ہونے والا ہے۔" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

ٹھیک ایک منٹ بعد انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔

"انسپکٹر جمشید ... آپ میرے پیچھے آئیں۔"

"جی اچھا۔" انہوں نے کہا اور اس کے پیچھے چل پڑے۔

وہ باغ کے پچھلے دروازے پر آئے ... مڈاس نے اسے کھولا اور باہر نکل گیا... باہر ایک کار تیار کھڑی تھی۔

"آپ کار میں بیٹھ جائیں۔"

انہوں نے کار کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئے ... ان کے پاس ہی

دوسری طرف سے مڈاس اندر آ کر بیٹھ گیا۔

"چلو۔" اس نے ڈرائیور سے کہا۔

کار چل پڑی ... تیس منٹ کے سفر کے بعد وہ درختوں کے جھنڈ میں گھرے ایک کھنڈر تک آئے ... اس سے اتر کر کھنڈر کے اندر آ گئے۔

وہاں ایک ہال نما کمرے میں اسٹریچر نما ایک عجیب سی چیز رکھی تھی۔

"انسپکٹر جمشید ... آپ اس پر لیٹ جائیں۔"

"جی اچھا۔" انہوں نے کہا۔

"اوزار پکڑا دو ... ان کا آپریشن کرنا ہے۔"

"جی اچھا۔"

اس کے بعد مڈاس مصروف ہو گیا ... تقریباً آدھ گھنٹے تک وہ نہ جانے کیا کرتا رہا ... آخر اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"میرا کام ختم ہو گیا لیکن ابھی اس کے بچوں کو بھی یہاں آنا ہے ... ان سے بھی فارغ ہو لیں ... پھر چلیں گے۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

پھر محمود، فاروق اور فرزانہ اندر داخل ہوئے اور دھک سے رہ گئے، انسپکٹر جمشید میز پر بے ہوش پڑے تھے ... ان کے سر کے آس پاس تھوڑا خون پھیلا ہوا تھا ... اور ان کے سر پر کئی جگہ زخموں سے خون روکنے کی ٹیپ لگائی گئی تھی ... وہ بوکھلا کر آگے بڑھے ہی تھے کہ مڈاس کی آواز نے ان کے ہوش اڑا دیے۔

"تم بالکل درست جگہ پر آئے ہو ... مجھے تمہارا ہی انتظار تھا ... آج سے تم اور تمہارے والد میرے لیے کام کرو گے۔"

"نن نہیں۔" وہ چلّائے ... لیکن اسی وقت ان کے جسموں کو زبردست جھٹکے لگے ... اور وہ گہری نیند میں ڈوب گئے ...

ایک منٹ بعد مڈاس کی آواز پھر ابھری۔

"آؤ چلیں ... ہم نے اپنا کام کر دیا ... اب یہ ہمارے لیے کام کریں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے سر ... ہم انہیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

"ہاں بھئی ... یہ کل سے معمول کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے... اور اندر خانے اپنے ہی دفتر کے خلاف کام کریں گے ... جس طرح۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"جس طرح کیا سر۔"

"لل ... لیکن سر ذرا غور کریں ... نسیم کرمانی اور شازیہ طور کی کہانی ان کے نائب کو بھی معلوم ہے۔"

"ہوتی رہے ... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، ہمارے راستے کے اس روڑے یہ لوگ ہیں۔"

"پھر بھی سر! اگر اس کا بھی انتظام ہو جائے تو بہتر رہے گا۔"

"اچھی بات ہے ... چلو پھر سب انسپکٹر اکرام کے گھر چلتے ہیں ... ان لوگوں کو جوں کا توں چھوڑ دو ... خود ہی جاگنے کے بعد اپنے گھر چلے

جائیں گے... ان کی کار تو باہر موجود ہے ہی۔"

"اوکے سر۔"

وہ اسی وقت انسپکٹر اکرام کے گھر پہنچ گئے۔

"شونی ... دستک دو ... مگر نہیں ... میں خود دستک دوں گا ... تاکہ دروازے پر ہی اکرام کا کام ہو جائے۔"

"بہت خوب سر!" شونی نے خوش ہو کر کہا۔

گھنٹی کی آواز سنتے ہی اکرام دروازے پر آیا، لیکن لیکن دروازہ کھولنے سے پہلے اس نے میجک آئی سے باہر دیکھا ...باہر اسے ایک بھلا مانس انسان کھڑا نظر آیا... یہ دیکھ کر اس نے فوراً دروازہ کھول دیا۔

"جی فرمائیے ... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"کیا آپ مجھے بیٹھ کر بات کرنے کا موقع نہیں دیں گے ... دراصل میں کمزور اور بیمار آدمی ہوں۔"

"جی ہاں کیوں نہیں۔" اس نے کہا اور ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا وہ اندر آ گیا۔

"ملنا تو مجھے انسپکٹر جمشید صاحب سے تھا لیکن وہ گھر میں ہیں نہیں... اس لیے مجبوراً آپ کے پاس آنا پڑا..."

"آپ فرمائیں ... میں حاضر ہوں ..." یہ کہتے ہوئے اکرام نے اس کی طرف دیکھ لیا... بس دیکھنے کی دیر تھی کہ اس کے جسم کو زبردست جھٹکا لگا اور ساتھ ہی اکرام بیٹھے بیٹھے سو گیا۔

تین منٹ بعد مُداس باہر نکل رہا تھا ...

اور اکرام صوفے پر بے سدھ سو رہا تھا۔

"چلو شونی ! یہ کام بھی ہو گیا ... اب ہمارا راستہ صاف ہے ... ہم اس شہر میں نہایت آسانی سے جو چاہیں ... وہ کر سکیں گے۔"

"او کے سر۔"

شونی نے کار اسٹارٹ کر دی ... مُداس پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا ...

اور پھر کار کو شہر کی تاریکی نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

O

خان رحمان کے موبائل کی گھنٹی بجی ...

انہوں نے دیکھا، فون پر وفیسر داؤد کا تھا ...

"السلام علیکم پروفیسر صاحب۔"

"یار خان رحمان ! پتا نہیں کیا بات ہے ... میں بہت اداس ہوں۔"

"ارے کیا واقعی ..." خان رحمان چونکے۔

"کیوں تمہیں کیا ہوا۔"

"میں بھی بہت زیادہ اداسی محسوس کر رہا ہوں۔"

"بس تو پھر آجاؤ خان رحمان ... دونوں مل کر اداسی کو دور کرنے کی کوشش کر لیتے ہیں ... اور وہ اس طرح کہ انسپکٹر جمشید کے گھر چلتے ہیں۔"

" یہی سوچ کر تو میں نے تمہیں فون کیا تھا ۔" پروفیسر ہنسے ۔

" بس تو پھر میں آ رہا ہوں ... پھر مل کر وہاں چلیں گے ... یا پھر ہم اپنی اپنی کار میں وہاں پہنچتے ہیں ... اس طرح وقت بچ جائے گا ۔"

" یہ ٹھیک رہے گا ... بجائے اس کے کہ پہلے میں آپ کے پاس آؤں اور پھر ہم جمشید کے گھر کا رخ کریں ۔"

" ٹھیک ہے .. میں روانہ ہو رہا ہوں ۔"

" اور میں بھی ۔"

دونوں ایک ہی وقت میں انسپکٹر جمشید کے دروازے پر پہنچے ... دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے ۔ پھر خان رحمان نے گھنٹی کا بٹن دبایا ...

فوراً ہی دروازہ کھلا اور بیگم جمشید باہر آئیں :

" آپ لوگ ڈرائنگ روم میں بیٹھیں ... میں آپ کیلئے چائے وغیرہ لے کر آتی ہوں ... لیکن ان میں سے تو کوئی بھی گھر میں نہیں ہیں ۔"

" اوہ ... اوہ ۔" مارے حیرت کے ان دونوں کے منہ سے نکلا ،

پھر خان رحمان نے پوچھا ۔

" آپ نے فون کر کے معلوم کیا کہ وہ کہاں ہیں ۔"

" فون بند ہیں چاروں کے ۔"

" اوہ ... اوہ ۔" دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ...

پھر دونوں ڈرائنگ روم میں آ گئے ... اس وقت خان رحمان نے کہا ۔

" تب پھر اکرام سے پوچھنا چاہیے ۔"

"ہاں! واقعی۔" پروفیسر بولے۔

انہوں نے اکرام کو فون کیا... اس طرف بھی فون بند تھا۔

"یا اللہ رحم! یہ کیا ماجرا ہے۔"

"پتا نہیں... خیر ہم آئی جی صاحب کو فون کرتے ہیں۔"

اب خان رحمان نے آئی جی صاحب کے نمبر ڈائل کیے...

ان کی آواز سنتے ہی بولے: "شیخ صاحب کچھ ان لوگوں کی خبر ہے۔"

"انسپکٹر جمشید پارٹی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں..."

"جی ہاں بالکل۔"

"کچھ بتا کر نہیں گئے... کیا یہ لوگ غائب ہیں۔"

"رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔"

"اوہ... میں اکرام سے پتا کرتا ہوں۔"

"اکرام کو ہم پہلے ہی فون کر چکے ہیں... اس کی طرف سے بھی جواب نہیں مل رہا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... خیر میں ان کے دفتر کے لوگوں سے معلومات لے کر آپ کو بتاتا ہوں... بابا فضل اور عملے کے باقی لوگ کچھ نہ کچھ ضرور بتائیں گے۔"

"جی بہتر... ہم انتظار کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

انہوں نے فون بند کر دیا... عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی...

انداز انسپکٹر جمشید کا تھا۔

"اوہ ... اوہ ... یہ تو آ گئے ..." خان رحمان اچھل پڑے۔

"اللہ کا شکر ہے۔"

بیگم جمشید اس وقت تک دروازہ کھول چکی تھیں ...

ساتھ ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"اللہ کا شکر ہے آپ لوگ آئے تو ... ہم سب بہت پریشان تھے ... ڈرائنگ روم میں خان صاحب اور پروفیسر بھی بیٹھے ہیں ..."

"اوہو اچھا ... تو ہم پہلے ادھر چلے جاتے ہیں۔"

وہ چاروں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے ... ادھر وہ دونوں پہلے ہی اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے ... سب آپس میں گرم جوشی سے ملے۔

"کہاں تھے بھئی تم لوگ ... موبائل کیوں آف تھے۔"

"ہم اس وقت جنگل سے آ رہے ہیں ... وہاں کیسے پہنچے کیوں پہنچے... کچھ یاد نہیں ... ہوش میں آتے ہی گھر آ گئے۔"

"کیا مطلب ... تم لوگ وہاں بے ہوش تھے۔"

"پتا نہیں ... بے ہوش تھے یا وہاں سو گئے تھے ... کچھ یاد نہیں ... یہ بھی یاد نہیں کہ وہاں گئے کیوں تھے۔"

"اس سلسلے میں، میں مدد کر سکتی ہوں۔" بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے ... بتاؤ پھر!" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"محمود اور فاروق کو اپنے سکول کے نئے دوست کے گھر جانا تھا ... اس

نئے دوست کا نام سلیم کرمانی ہے ... یہ دونوں وہاں پہنچے ... فرزانہ کو بھی آج شام ہی اپنی نئی کلاس فیلو کے ہاں جانا تھا ... ان تینوں کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ وہ دونوں بھائی بہن ہیں ... لہٰذا آگے پیچھے ان کے ہاں پہنچ گئے ... کیوں بھئی۔"

"جی پتا نہیں ... ہمیں تو کچھ یاد نہیں۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"اچھی بات ہے ... یہ وہاں پہنچ گئے ... وہاں کیا ہوا... یہ مجھے معلوم نہیں... اتنی بات تو یہ بتا کر گئے تھے کہ انہیں کہاں جانا ہے۔"

"یہ بھی بہت ہے۔" خان رحمان کی آواز سنائی دی۔

"دوسری طرف ان کے والد کی کہانی ہے ... وہ بھی سن لیں۔"

انہوں نے ان کی کہانی بھی سنا دی ... اس لیے کہ یہ لوگ درمیان میں گھر آئے تھے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حالات سنائے تھے ... اس لیے بیگم جمشید کو تمام حالات معلوم تھے ... لیکن نسیم کرمانی کی کوٹھی کے اندر کیا ہوا اور دوسری طرف شازیہ طور کی کوٹھی میں کیا ہوا... اس کی تفصیلات انہیں پوری طرح معلوم نہیں تھیں ... اس لیے وہ انہیں کچھ زیادہ نہ بتا سکیں۔"

"خیر ... ہمارے لیے یہ معلومات بھی بہت اہم ہیں ... ان لوگوں کو کچھ معلوم نہیں ... اس کا مطلب ہم سمجھتے ہیں اور ابھی انتظام کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر پروفیسر داؤد نے اپنے ایک دوست کو فون کیا ...

ان کا نام پروفیسر خبیری تھا ... وہ ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے ماہر تھے...

فون سنتے ہی انسپکٹر جمشید کے گھر پہنچ گئے ...

پروفیسر صاحب نے تمام حالات انہیں سنا دیے... پھر انہوں نے کہا۔

" اب آپ بتائیں ... آپ کا کیا خیال ہے۔"

" میں ان کی آنکھیں دیکھنا چاہتا ہوں ۔"

" ضرور دیکھ لیں ۔"

انہوں نے ان چاروں کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا اٹھا کر دیکھا ...

پھر فکر مندانہ انداز میں اپنی جگہ بیٹھ گئے ۔

" کیا اندازہ لگایا ۔"

"اس میں شک نہیں ، ان پر ہپناٹزم کیا گیا ہے ۔"

" تب پھر کیا آپ اس کے اثر کو زائل کر سکتے ہیں ۔"

" اس میں مسئلہ ہے ... میں ایک کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں ... اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ان پر ہپناٹزم کرنے والا کس قدر طاقتور ہے ... اگر میں اس سے زیادہ طاقتور ہوا تو کام بن جائے گا ورنہ میں اس معاملے سے خود کو الگ کر لوں گا کیونکہ میری اپنی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔"

" ٹھیک ہے ... آپ کوشش کر کے دیکھ لیں ۔"

" او کے ۔" انہوں نے کہا۔

پھر وہ فرزانہ کی طرف متوجہ ہو گئے ... کیونکہ فرزانہ پر اس شخص کو بہت کم زور لگانا پڑا ہو گا ... اور اگر وہ صرف فرزانہ پر سے اثر ختم کر دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس سے بھی بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے ۔"

انہوں نے فرزانہ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"فرزانہ آپ میری آنکھوں میں دیکھیں ذرا۔"

فرزانہ ٹس سے مس نہ ہوئی ... انہوں نے ایک کوشش اور کی لیکن فرزانہ نے ان کی آنکھوں میں نہ دیکھا ... اب انہوں نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے انگلیاں رکھ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے پہلے ہی آنکھیں بند کر چکی تھی۔

"نہیں پروفیسر صاحب ... وہ شخص میری نسبت بہت بڑا ماہر ہے ورنہ انسپکٹر جمشید اس کے قابو میں آنے والے کہاں تھے۔"

"ہاں آپ نے ٹھیک کہا ہے۔"

"تب پھر میں تو اجازت چاہوں گا۔"

وہ کافی گھبرائے گھبرائے لگ رہے تھے ...

انہوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا...

پھر پروفیسر صاحب نے کہا۔ "ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں ... لگتا ہے یہاں ٹھہرنے کی صورت میں آپ خوف محسوس کر رہے ہیں۔"

"جی ہاں ایسی بات ہے ... وہ شخص بہت خطرناک ہے ... یوں لگتا ہے جیسے ہمیں کہیں موجود ہو اور ہمیں نظر نہ آ رہا ہو۔"

"لیکن پروفیسر صاحب ... یہ کیسے ممکن ہے۔"

"یہ تو مجھے معلوم ہے ... کیا پتا وہ اور بھی پراسرار علوم کا ماہر ہو۔"

"اوہ ... ہاں اس بات کا امکان ہے ... خیر آپ جائیں۔"

وہ وہاں سے فوراً کھسک لیے۔

"اب کیا کریں۔ یہ معاملہ تو خوفناک سے خوفناک تر ہوتا جا رہا ہے۔"

"میرے ذہن میں اب ایک ہی حل آیا ہے ... اور وہ یہ کہ اب ہم انسپکٹر کامران مرزا کو بلا لیں۔"

"لیکن وہ شخص ان کے قابو میں ہی نہیں آئے گا۔"

"بات یہی ہے، لیکن وہ پہلے ہی اس کا کوئی علاج سوچ لیں گے۔"

"تو پہلے ان سے فون پر بات کیوں نہ کر لی جائے۔"

"یہ اور بہتر رہے گا ... پروفیسر صاحب آپ کریں بات۔" خان رحمان نے کہا ... اور پروفیسر صاحب نے موبائل پر انسپکٹر کامران مرزا کا نمبر ڈائل کر ڈالا ...

پھر وہ بہت زور سے اچھلے ...

ان کی آنکھوں میں خوف ہی خوف دوڑ گیا۔

☆☆☆☆☆

انوکھی دعوت

آفتاب نے اس اجنبی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا ... ایک منٹ پہلے اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی تھی اور دروازہ کھولنے سے پہلے اس نے میجک آئی سے باہر جھانکا تھا ... باہر ایک بہت ہی شریف صورت بوڑھا آدمی کھڑا تھا ، اس کے چہرے پر بے چارگی ہی بے چارگی تھی ... یہ دیکھ کر اس نے کچھ پوچھے بغیر ہی دروازہ کھول دیا تھا ، کیونکہ اس نے جان لیا تھا کہ باہر کوئی ضرورت مند بوڑھا ہے ، بلکہ اسے دینے کے لیے اس نے جیب میں سے نقد رقم بھی نکال لی تھی ۔

دروازہ کھلتے ہی اس نے نقد رقم والا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا ... ادھر اس نے اس کی آواز سنی ۔

”رہنے دو بچے ... یہ رقم میرے شایانِ شان نہیں، میں تو یہاں سے بہت کچھ لے جاؤں گا ۔“

آفتاب دھک سے رہ گیا ... کیونکہ اس کی آواز حد درجے خوفناک تھی ... اب جو اس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی حیرت کا کوئی

ٹھکانہ نہ رہا ... کیونکہ تھوڑی دیر پہلے والا حلیہ اس طرح غائب ہو گیا تھا جیسے اس نے میک اپ کیا ہوا تھا اور اس میک اپ کو ایک جھٹکے سے اتار دیا ہو ... لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی ... اس نے اپنے چہرے پر سے کچھ بھی نہیں اتارا تھا... لیکن حلیہ پہلے والا نہیں رہ گیا تھا، نہ جانے کیسے۔

"کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو۔" آفتاب نے خود پر قابو پاتے ہوئے بھنا کر کہا۔

"میں کون ہوں ... یہ تمہیں جلد پتا چل جائے گا۔" یہ کہتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا ...

"ارے ارے ... کیا بغیر اجازت چلے آ رہے ہو۔"

"مجھے کسی کو اجازت کی ضرورت نہیں ... کہاں ہیں تمہارے دوسرے بھائی بہن۔"

"کیا مطلب ؟"

" اور تمہارے والد اور تمہاری والدہ کہاں ہیں ... میں تم لوگوں سے ایک ہی بار فارغ ہو جانا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے بہت کام ہیں اور وقت میرے پاس کم ہے۔"

"کیا مطلب ... کیا کہا آپ نے ..." آفتاب کو غصہ آ گیا ... اس کی آواز بلند ہو گئی ... اس کی تیز آواز سنتے ہی آصف اور فرحت بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آئے ... ایک منٹ پہلے آفتاب وہ دونوں اپنے کمرے میں موجود تھے ... اور ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے کہ گھنٹی بج اٹھی تھی۔

"کیا بات ہے آفتاب ـ"

"یہ صاحب کچھ زیادہ ہی اکڑفوں میں ہیں اور عجیب وغریب انداز میں دھمکی دے رہے ہیں ـ"

"ہائیں کیا کہا ... عجیب وغریب انداز میں دھمکی۔" فرحت نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں !" آفتاب بولا ـ

"کیوں بھائی کیا بات ہے ، ہمارے گھر میں ہمیں ہی دھمکی ... یہ تو وہی بات ہو گئی ... ہماری بلی ہمیں ہی میاؤں۔" آصف نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"بالکل غلط محاورہ بولا ... اس موقع پر یہ کہا ہی نہیں جا سکتا۔" فرحت نے برا سا منہ بنایا ـ

"ہاں واقعی ... آصف ... اتنا ظلم تو نہ کرو۔"

"سس ... سوری ... لیکن پھر اس موقع پر کیا کہا جائے ـ"

"بس یہی کافی ہے ... ہمارے گھر میں ہمیں ہی دھمکی ... اس سے اچھا جملہ فی الحال نہیں سوجھ رہا ـ"

"خیر گولی مارو ... ان صاحب کی بات کو ... یہ کیا کہتے ہیں ـ"

"محترم اندر بلا اجازت آ گئے ... پھر کہہ رہے تھے ... کہاں ہیں تمہارے دوسرے بھائی اور بہن بلکہ والد بھی ... میں تم سب سے ایک ہی بار فارغ ہو جانا چاہتا ہوں ... کیونکہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

آفتاب نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"کس بات سے فارغ ہونا چاہتے ہیں۔"

"یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم ... یہی بتائیں گے۔"

"کیوں بھئی ... آپ ہمیں کس بات سے فارغ کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہوش و حواس سے فارغ۔" وہ ہنسا۔

"ہائیں کیا مطلب ... تم ہمیں ہوش و حواس سے فارغ کرنا چاہتے ہو یعنی ہمیں بے ہوش کرنا چاہتے ہو۔"

"یہ بھی ضروری نہیں کہ تم لوگوں کو بے ہوش کیا جائے ... اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے ... یعنی تم ہوش میں ہو گے اور میں تمہاری آنکھوں کے سامنے اپنا کام کروں گا ... اور تم ... ارے یہ کیا ... یہ ... یہ میری آنکھوں میں ... کیا ہو گیا ہے۔" وہ زور سے چلّایا۔

"کک ... کیا مطلب ؟" مارے حیرت کے ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا... انہوں نے بے ساختہ انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھا ... فوراً ہی انہیں ایک جھٹکا لگا۔

"لو تمہیں تو نیند آ رہی ہے ... خیر سو جاؤ ... تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

"تمہیں جو کہوں گا ... تم صرف وہ کرو گے ... جو آواز میں سننے کے لیے کہوں، صرف وہ سنو گے ... سو جاؤ اچھے بچوں کی طرح ... صرف دو منٹ کے لیے سو جانا ... لیکن میرے خلاف نہ ہاتھ ہلانا نہ پیر ... اسی پرسکون انداز میں بیٹھ کر مجھے دیکھتے رہنا۔"

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی ... وہ چونکا ... پھر اس نے کہا۔

"تم میں صرف ایک بتائے ... دروازے پر کون آیا ہے۔"

"ہماری امی۔" آفتاب کے ہونٹ ہلے۔

"خوب ... اب تم چپ رہنا۔"

"اچھی بات ہے ... " تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

اور پھر وہ دروازے پر چلا گیا ... اس نے کچھ کہے بغیر دروازہ کھول دیا... فوراً ہی شہناز بیگم کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"یہ کیا ... کون ہو تم ... اور میرے گھر میں۔"

اسی وقت انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ انہیں ایک زور دار جھٹکا لگا تھا ... اور ادھر اس نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے ... آپ بھی اندر آ جائیں اور تینوں بچوں کے ساتھ بیٹھ جائیں ...بالکل اچھے اور شریف بچوں کی طرح ... آواز نہ نکالیے گا ... چوں بھی نہ کیجیے گا ... میں عورتوں کا بہت احترام کرتا ہوں ... اس لیے بتا دیا ورنہ بتانا میری عادت نہیں ... چلیں اب وہاں بیٹھ جائیں ... یہاں ابھی انسپکٹر کامران مرزا کو بھی آنا ہے ... پھر مجھے اپنا کام کرنا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا ... شہناز بیگم تینوں بچوں کے ساتھ بیٹھ گئیں... وہ بھی ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے ... آخر گھنٹی بجی ... اس نے ایک نظر ان پر ڈالی ... گھڑی کی طرف دیکھا ... پھر پر سکون انداز میں چلتا دروازے پر آیا اور کچھ کہے بغیر دروازہ کھول دیا ... اس طرح دروازہ کھلتے

دیکھ کر انسپکٹر کامران مرزا کو حیرت ہوئی ... وہ سمجھ گئے ... دروازہ آفتاب ، آصف اور فرحت نے نہیں کھولا تھا ، لہٰذا وہ خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے ۔

"نہیں نہیں انسپکٹر صاحب ... میں شریف آدمی ہوں ... مجھ پر حملہ کرنے کا تو آپ سوچیں بھی نہیں ۔"

انہوں نے حیران ہو کر اجنبی کی طرف دیکھا اور پھر انہیں زبردست جھٹکا لگا ... جھٹکا لگتے دیکھ کر اجنبی مسکرا دیا اور بولا۔

"نہیں آپ کچھ نہیں کریں گے اب تو جو میں چاہوں گا وہ کروں گا۔"

انسپکٹر کامران مرزا تو سن ہو گئے تھے ...انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کی ساری طاقت سلب ہو گئی ہو ... بس اتنا ہوا ، وہ اپنے پیروں پر چل کر گھر کے صحن تک آ گئے اور پھر کرسی میں گر سے گئے ... ان کے چہرے پر برسوں کی تھکن نظر آ رہی تھی ۔

"بیگم صاحبہ آپ بھی ان کے پاس بالکل اسی طرح بیٹھ جائیں ... اور میں جو کہوں وہ سب لوگ سنتے رہیں کیونکہ اب آپ لوگوں کو بس وہی کرنا ہے جو میں چاہوں گا ... وہ بھی میرے یہاں سے چلے جانے کے بعد ... لیکن جانے سے پہلے میں یہاں اپنا کام کروں گا ... ابھی آپ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا ... چلو شاباش ۔"

بیگم کامران مرزا ان کے سامنے آ کر بیٹھ گئیں ... یوں لگتا تھا ... جیسے وہ اس کے حکم کی تابع ہوں ۔

"پہلے تو میں باورچی خانے میں مزے مزے کی چیزیں کھاؤں گا ... کیونکہ میں نے سنا ہے یہ لوگ اور وہ لوگ کھانے بہت مزے کے بناتے ہیں ... پھر میں اپنا کام کروں گا۔"

انہوں نے باورچی خانے میں جاتے دیکھا ... وہ بے بسی کے عالم میں ساکت بیٹھے رہے ... پندرہ منٹ بعد وہ خوش خوش باہر نکلا ... پھر بولا۔

" واقعی بہت مزے کی چیزیں تھیں ... ہماری طرف ایسی چیزیں نہیں ہوتیں ... اس انوکھی دعوت کے لیے شکریہ۔"

اس نے کہا اور ان کے گھر کے اندرونی حصّے میں چلا گیا ... وہاں اسے اس کی واپسی ایک گھنٹے بعد ہوئی ... اس کے بیگ میں بے شمار چیزیں بھری ہوئی تھیں ۔

"آپ لوگ بور تو نہیں ہو رہے اس طرح بیٹھے بیٹھے ... خیر کوئی بات نہیں ... آپ کا انتظار ختم ہونے والا ہے ... میں اب یہاں سے جا رہا ہوں ... آپ مجھ سے ملاقات اور میری ہر بات کو بھول جائیں گے ... آپ کو بالکل یاد نہیں رہ جائے گا کہ یہاں کون آیا تھا ... یا اس نے کیا کام کیا تھا ... اس کے علاوہ چند ہدایات اور بھی سن لیں ... جاگنے پر آپ کو ان ہدایات پر عمل کرنا ہے اور کسی اور کی ہدایات پر عمل نہیں کرنا ہے ..."

یہ کہنے کے بعد اس نے ان سے کافی کچھ کہا ... پھر ان پر الوداعی نظر ڈالتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا ۔

چند منٹ بعد وہ حرکت کرنے کے قابل ہو گئے ...

"یہ کیا ... آج ہم بیٹھے بیٹھے کیسے سو گئے۔"

"پتا نہیں میں خود حیران ہوں ... ہم تو اس طرح کبھی نہیں سوئے۔"

"ضرور کوئی بات نہیں ... آ گئی ہو گی نیند ... نیند کا کیا ہے، سنا ہے وہ تو پھانسی کے تختے پر بھی آجاتی ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا کہتے چلے گئے۔

"یا اللہ رحم۔" آصف نے فوراً کہا۔

"میں چائے لاؤں۔" شہناز بیگم بولیں۔

انہوں نے سر ہلا دیے۔ جلد ہی بیگم شہناز کی حیرت زدہ آواز ابھری۔

"ارے یہ کیا ... وہ کھانے پینے کی چیزیں کون چٹ کر گیا۔"

"کیا کہا بیگم۔" انسپکٹر کامران مرزا نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں؟ شاید وہ کوئی چور تھا۔"

"کک ... کہیں وہ کوئی دوسری طرح کا چور تو نہیں تھا ... میرا مطلب ہے ... فائلوں کا چور۔"

"اوہ ... اوہ۔" ان چاروں کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

پھر وہ سب اندر کی طرف دوڑے ... انہوں نے دیکھا ...

تمام فائلیں جوں کی توں موجود تھیں ...

کوئی فائل اپنی جگہ سے سرکی ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی۔

"نہیں بھئی وہ فائلوں کا چور نہیں تھا۔"

"اوہ تب تو ٹھیک ہے ... اللہ کا شکر ہے ... چلو ہم چائے پییں ... آج ہماری چائے لیٹ ہو گئی۔"

"جی ہاں یہ تو ہے۔"

انہوں نے چائے پی، پھر معمول کے کام کاج میں لگ گئے۔ ایسے میں آئی جی کا فون آ گیا۔ انہوں نے فوراً بٹن دبا دیا۔

"یس سر۔" وہ بولے۔

"انسپکٹر کامران مرزا۔" آئی جی صاحب نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"یس سر۔" کامران مرزا فوراً بولے۔

"مجھے ذرا فائل 030 کی ضرورت پڑ گئی ہے اور وہ آپ کے گھر میں ہے۔ مہربانی فرما کر نکال کر رکھ لیں۔ میں دفتر کا آدمی بھیج رہا ہوں۔"

"بہت بہتر سر... آپ فکر نہ کریں۔"

آئی جی صاحب نے فون بند کر دیا اور وہ اندر چلے گئے... یہ کہتے ہوئے۔ "بیگم تم چائے لے آؤ... میں ابھی آتا ہوں۔"

"بہت بہتر۔"

شہناز بیگم نے چائے لگائی ہی تھی کہ وہ آ گئے...

لیکن ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"کیا ہوا ابا جان۔"

"وہ فائل میرے کمرے میں نہیں ہے۔"

"کیا!!!"

"ہاں یہی بات ہے... میرا مطلب ہے فائل تو ہے... لیکن فائل کا دھاگہ غائب ہے۔"

’’ن نہیں ... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟‘‘ فرحت چلائی۔

’’ پتا نہیں ... یہ کیسے ہو سکتا ہے ... بہر حال میں آئی جی صاحب کو یہ اطلاع دیتا ہوں ... ورنہ ان کا بھیجا ہوا آدمی تو آتا ہی ہو گا۔‘‘

’’ ہوں ۔‘‘

انہوں نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے ۔

’’ سر! بہت خوف ناک خبر ہے۔‘‘

’’ کیا مطلب۔‘‘

’’ فائل 030 میرے گھر سے غائب ہے ۔‘‘

’’ کک ... کیا ... نہیں ۔‘‘ آئی جی چلائے ۔

’’ یہی بات ہے سر۔‘‘

’’ نہیں ... یہ نہیں ہو سکتا ۔‘‘ آئی جی کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

’’ یہ بات تو ہو چکی ہے سر۔‘‘

’’ آپ کو پتا ہے، آپ کیا کہہ رہے ہیں اور اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔‘‘

’’ ہاں سر میں جانتا ہوں اور اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔‘‘

’’ کیا کہہ رہے ہیں انسپکٹر کامران مرزا ... آپ فی الحال کہیں نہ جائیں ... میں آ رہا ہوں ۔‘‘

’’ ٹھیک ہے سر۔‘‘

جلد ہی آئی جی صاحب اپنے عملے کے ساتھ وہاں آ گئے ...

Scanned with CamScanner

انہوں نے کچھ اور فائلیں نکالنے کے لیے کہا ... انسپکٹر کامران مرزا وہ بھی نکال کر نہ دے سکے ...

"اب تو معاملہ حد درجے خوفناک ہو گیا۔" آئی جی صاحب نے کہا۔

"انسپکٹر کامران مرزا ... اسے کیا کہا جائے۔"

"پتا نہیں سر ... مجھے نہیں معلوم ... یہ تمام فائلیں کہاں گئیں۔"

"حیرت ہے ... کمال ہے ... افسوس ہے۔"

"جی ہاں ہم یہی بھی بات محسوس کر رہے ہیں۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"کیا بات محسوس کر رہے ہیں۔"

"یہی ... حیرت ہے، افسوس ہے، کمال ہے۔"

"پاگل تو نہیں ہو گئے۔" آئی جی صاحب نے اسے گھورا۔

"آپ یہ بات کہہ سکتے ہیں سر ... کیونکہ۔"

"کیونکہ کیا؟" انہوں نے آنکھیں۔

"کیونکہ ... اس وقت ہماری حالت ایسی ہی ہے ... جیسے پاگل ہو گئے ہوں ... ورنہ ... کیا آپ نے کبھی ایسے انداز میں ہم سے بات کی تھی۔" آفتاب نے یہ الفاظ جذباتی لہجے میں کہے تھے۔

"اوہ ... سوری ..." انہوں نے فوراً کہا۔

"کوئی بات نہیں۔"

"لیکن نہیں ... ہمیں انسپکٹر کامران مرزا کو گرفتار کرنا ہو گا ... کیونکہ یہ اس بات کو وضاحت نہیں کر سکے کہ فائلیں کہاں گئیں ... نہ کسی چور نے

فائلیں چرا لے جانے کا بیان دیا انہوں نے۔"

" انکل ... جب ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں تو ہم کس طرح کہہ دیں ... اصل بات یہی ہے کہ ہم نہیں جانتے ... فائلیں کہاں ہیں۔"

" بس تو پھر انہیں گرفتار کرنا ہو گا ... انہیں لے چلو بھئی ... لیکن بہت ادب اور احترام سے ... کیونکہ لگتا ہے ... اس معاملے میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

" ٹھیک ہے سر۔" ان کے ماتحتوں نے کہا۔

اور پھر وہ انہیں گرفتار کر کے لے گئے۔

آئی جی صاحب بھی چلے گئے... بس وہ چاروں وہاں بیٹھے رہے۔

" یہ ... یہ کیا ہوا۔" آصف بولا۔

" وہی ہوا ... جو ہم نے دیکھا اور سنا۔" فرحت نے منہ بنایا۔

" اب ... اب ہم کیا کریں۔"

" کرنا کیا ہے ... انکل جمشید کو فون کرتے ہیں ... ان حالات میں وہی ہمارے کام آ سکتے ہیں۔"

" ٹھیک ہے ... کرو آصف فون۔" بیگم کامران مرزا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" اچھی بات ہے۔"

اس نے موبائل ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ انسپکٹر کامران مرزا کے موبائل کی گھنٹی بجی ... آئی جی صاحب نے موبائل اپنے قبضے میں نہیں لیا تھا ... پتا

نہیں... وہ بھول گئے تھے یا انہوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا ... ان سب نے فوراً اسکرین کی طرف دیکھا ... فون خان رحمان کا تھا۔

"السلام علیکم انکل۔" آصف نے فورا کہا۔

"وعلیکم السلام آصف ... موبائل کامران مرزا کو دو ۔"

"مجھے افسوس ہے ... میں ایسا نہیں کر سکتا ۔"

"یہ کیا بات ہوئی ۔"

"انہیں ابھی ابھی گرفتار کر لیا گیا ہے ۔"

"کیا !!!" مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا ...

ایسے میں دروازے پر پولیس کی گاڑیاں رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔

خان رحمان بہت زور سے چونکے ۔

☆☆☆☆☆

کیا مطلب

'' آصف !'' خان رحمان نے بوکھلا کر کہا۔

'' جی انکل؟ ''

'' میں ذرا ٹھہر کر تم سے بات کرتا ہوں ... باہر پولیس کی گاڑیاں آ کر رکی ہیں۔''

'' اچھی بات ہے ... اللہ اپنا رحم فرمائے ... ہم تمہارے فون کا انتظار کر رہے ہیں ۔''

'' ٹھیک ہے ۔''

ادھر فاروق دروازہ کھول چکا تھا ۔

''ہمارے پاس انسپکٹر صاحب کی گرفتاری کے احکامات ہیں ... لہٰذا انہیں چاہیے ... قانون کا احترام کریں اور گرفتاری دے دیں ... ان پر سرکاری فائلوں کی حفاظت نہ کرنے کا الزام ہے ... ان کے گھر سے ان گنت فائلیں غائب ہیں ۔''

'' آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی ۔''

"وزیرِ خارجہ کو کسی نے فون کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ خبر غلط نہیں ہو سکتی ... لہٰذا ہم دفتر کے ملازم ساتھ لائے ہیں ... وہ چیک کر کے بتائیں گے کہ دفتر کی کون کون سی فائل یہ گھر لائے ہوئے تھے ... اور وہ گھر میں ہیں یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے ... آپ کی اطلاعات غلط ہیں ... آپ چیک کر لیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

خان رحمان اور پروفیسر داؤد اس ساری صورتِ حال کا خاموشی سے جائزہ لے رہے تھے ... ان کے دل بیٹھے جا رہے تھے ... وہ سمجھ رہے تھے کہ سازش پوری طرح کامیاب ہے ... فائلیں ضرور غائب ہیں۔"

اور پھر یہ بات ثابت ہو گئی ... انسپکٹر جمشید کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں ... وہ کچھ نہ بولے ... ان کا دماغ کام کر ہی نہیں رہا تھا ... نہ محمود، فاروق اور فرزانہ کے دماغ کام کر رہے تھے ... اور نہ بیگم جمشید کا دماغ حاضر تھا ... یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے ہوش ہی میں نہ ہوں ... آخر وہ انہیں گاڑی میں بٹھا کر لے گئے ... وہ دیکھتے رہے ...

اب محمود نے آصف کو فون کیا۔ "ہاں آصف اب بتاؤ۔"

"پولیس ابا جان کو لے گئی ہے کیونکہ تمام سرکاری فائلیں غائب ہیں۔"

"ہوں ... ادھر بھی یہی حال ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے ... ہم لوگوں کے دماغ بالکل کام نہیں کر رہے ہیں ... کیا تم چاہتے ہو ... ہم ادھر آ جائیں۔"

"جب دماغ ہی کام نہیں کر رہے ہیں تو آنے کا کیا فائدہ ... خود ہمارے دماغ بالکل جام ہیں ... سوچنے سمجھنے کی بالکل طاقت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے ... تم لوگ آرام کرو ... ہم بھی آرام کر رہے ہیں ... جب تک دماغ ہی کام نہیں کریں گے ... ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

خان رحمان پروفیسر داؤد کی طرف اور انہوں نے خان رحمان کی طرف دیکھا ... پھر خان رحمان نے کہا: "ان حالات میں پروفیسر صاحب ... مجھے ایک ہی بات سوجھ رہی ہے۔"

"اور وہ کیا ... خان رحمان۔" انہوں نے بھی تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"یہ کہ ہم شوکی برادرز کو یہاں بلا لیں ... اس طرف چونکہ سرکاری فائلوں کا مسئلہ تھا ہی نہیں ... اس لیے پراسرار شخص وہاں نہیں گیا ... لہٰذا ان کے دماغ تو درست ہی ہوں گے۔"

"لیکن خان رحمان ... ذرا سوچو۔" پروفیسر داؤد کہتے کہتے رک گئے۔

"ہاں ہاں ... کہیے پروفیسر صاحب۔"

"جس شخص کے مقابلے میں جمشید بیکار ہو گیا، انسپکٹر کامران مرزا بیکار ہو گئے ... آصف اور محمود وغیرہ بیکار ہو گئے ... اس کے مقابلے میں شوکی برادرز کیا کر لیں گے۔"

"شوکی برادرز طاقت سے تو کبھی بھی دشمن کا مقابلہ نہیں کرتے ... ان کا تو بس ایک ہی طریقہ ہے ... عقل سے لڑتے ہیں ... صرف اور صرف عقل سے ... لہٰذا انہیں بلا لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان حالات میں

ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔"

"ہوں ... اچھی بات ہے ... میں فون کرتا ہوں ۔"

یہ کہہ کر خان رحمان نے شوکی کا نمبر ملایا ...

فوراً ہی اس کی چہکتی آواز سنائی دی ۔" آہا انکل ... مزہ آگیا۔"

"نہیں بھئی ... یہ نہ کہو ..." انہوں نے اداس انداز میں کہا۔

"یہ نہ کہوں ... لیکن کیوں انکل ۔"

" اس لیے کہ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا دونوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے... محمود فاروق ، فرزانہ اور آفتاب آصف اور فرحت کے دماغ اس وقت بالکل ناکارہ ہیں ... وہ نہ کچھ سوچ سکتے ہیں اور نہ کوئی کام کر سکتے ہیں ... بس بھوک لگے گی ... کھانا کھا لیں گے ، پیاس لگے گی پانی پی لیں گے اور چائے وغیرہ کی طلب ہو گی تو چائے پی لیں گے ... بس یہ حالت ہے ان سب کی ۔"

" لیکن انکل ! یہ حالت کیوں ہے ان لوگوں کی ۔"

" شوکی تم ادھر ہی آجاؤ ... ساری کہانی سنا دیں گے ... اب ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تمہیں بلا لیں کیونکہ تمہارے دماغ بہرحال تمہارے قابو میں ہیں ۔"

" آپ کا مطلب ہے ... ان کے دماغ ان کے قابو میں نہیں ہیں ۔" شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

" ہاں شوکی ۔"

"لیکن کیوں انکل ... ایسا کیوں ہے ۔"

"کہا تو ہے ...یہاں آ جاؤ ... بتا دیں گے۔"

"اچھی بات ہے انکل ... ہم صبح سویرے یہاں سے روانہ ہوں گے۔"

"صبح سویرے کیوں شوکی ... اب کیوں نہیں ۔"

"اس وقت کوئی جہاز نہیں ہے انکل۔"

"اوہ اچھا ... ٹھیک ہے ... تم ٹکٹ بک کرالو ... ایسا نہ ہو کہ صبح کے جہاز پر بھی کوئی سیٹ نہ ملے ۔"

"لل ... لیکن ... انکل۔" شوکی گھبرا گیا ۔

"کیوں کیا ہوا ۔"

"اس وقت ہمارے بینک بیلنس میں صرف دو ہزار روپے ہوں گے ... ایک ماہ سے کوئی کیس نہیں ملا ..."

"اوہ... تو تم نے پہلے کیوں نہیں کہا ۔"

"شرم آتی ہے انکل۔"

"ہوں یہ بات ہے ... خیر ٹکٹ میں ادھر سے خرید رہا ہوں ... تم کمپیوٹر سے نکال لینا ۔"

"بہت بہتر انکل۔"

اور پھر دوسری صبح شوکی برادرز وہاں پہنچ گئے ... ساتھ ہی انہوں نے آصف ، آفتاب، فرحت کو بھی بلوا لیا ... ان کی فلائٹیں آدھے گھنٹے کے فرق سے پہنچیں۔

خان رحمان اور پروفیسر داؤد انہیں ایرپورٹ سے لے آئے ...

وہ سیدھے انسپکٹر جمشید کے ہاں آئے ...

شوکی برادرز کو دیکھ کر بھی محمود ، فاروق اور فرزانہ کے چہرے پر نہ تو جوش نظر آیا نہ خوشی ... بس عام سے انداز میں انہوں نے ہاتھ ملائے۔

" آخر انہیں ہوا کیا ہے ۔" شوکی نے بوکھلا کر کہا۔

" بس شوکی ... یہ پوچھو کیا نہیں ہوا ۔"

"لیکن انکل ... یہ آپ کیسے بتائیں گے ۔" شوکی نے گھبرا کر کہا۔

" کیا بتاؤں گا۔"

" جو نہیں ہوا ، وہ کیسے بتائیں گے ۔"

" توبہ ہے تم سے شوکی ۔"

" شکریہ انکل ..."

" اب حالات سنو ۔"

انہوں نے تمام حالات سنا دیے ... شوکی برادرز بہت غور سے سنتے رہے ... ساتھ میں اپنی نوٹ بکوں پر کچھ نہ کچھ لکھتے بھی رہے ...

آخر خان رحمان کے خاموش ہونے پر شوکی نے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا مقابلہ بہت زیادہ طاقتور انسان سے ہے ... میرا مطلب ہے ... جسمانی لحاظ سے نہیں ... ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی جیسے علوم کے لحاظ سے ... اور ہم یہ علوم نہیں جانتے ... جانتے بھی ہوتے تو کیا کر لیتے ... اس کے مقابلے میں تو انکل جمشید اور انکل کامران مرزا کامیاب

نہیں ہو سکے ... ان حالات میں بھلا ہم کیا کر لیں گے ... پھر بھی آپ نے ہمیں بلایا ہے ... حیرت ہے، کمال ہے، افسوس ہے۔" شوکی کہتا چلا گیا۔

"نہیں شوکی ..." پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

"نہیں شوکی کیا انکل۔" اس نے پوچھا۔

"نہ تو ہمیں افسوس ہے ... نہ حیرت ہے۔"

"تب پھر کیا ہے انکل۔"

"امید ... حوصلہ ... اور جذبہ۔"

"اوہ ... اوہ ... اوہ۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"یہ تین بار اوہ اوہ کس لیے۔"

"ایک بار امید کے لیے ... ایک بار حوصلے کے لیے اور ایک بار جذبے کے لیے۔"

"توبہ ہے تم سے آفتاب۔"

"جی اچھا ..." آفتاب نے مسمسی صورت بنائی۔

"جی اچھا کیا۔"

"مجھ سے توبہ ہے نا ... اس پر کہا ہے جی اچھا۔"

"شوکی ... تم دیکھ رہے ہو ... ہم کس قدر سنجیدہ ہیں۔"

"جی انکل ... بالکل دیکھ رہے ہیں ... اللہ تعالیٰ نے آنکھیں کھول دی ہیں ... آخر دیکھیں گے نہیں تو کیا کریں گے۔"

"یار میں مار بیٹھوں گا۔" خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

"کوئی بات نہیں انکل ... ہم پھر بھی شکریہ ادا کریں گے۔"

"اچھا بھائی ... پہلے تم مذاق کر لو۔"

"وہ ہم کر چکے ... اور آپ فکر نہ کریں ... ہمارے ذہن اس کیس پر کام شروع کر چکے ہیں ... اس کیس میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ مجرم کہاں ہے ... یعنی مڈاس اور شازیہ طور ... شازیہ طور تو خیر فرضی نام لگتا ہے اس کا اصل نام کچھ اور ہو گا ... باقی رہا مڈاس ... یہ نام معلوم نہیں اصل ہے یا نہیں ... خیر ہمیں کیا ... سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کہاں ہیں۔"

"یہ کسی کو معلوم نہیں۔"

ایسے میں فون کی گھنٹی بجی ... خان رحمان نے فوراً موبائل نکالا ... کوئی نامعلوم نمبر تھا ... انہوں نے کہا:

السلام علیکم خان رحمان بات کر رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا ...

"انسپکٹر جمشید کا دوست بات کر رہا ہوں ... گیمبیا سے آ رہا ہوں ... پروفیسر الاسکا۔"

"پروفیسر الاسکا ... یہ نام پہلے تو کبھی نہیں سنا۔"

"آپ میری ان سے بات کرا دیں ... وہ آپ کو بتا دیں گے کہ میں کون ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے ... میں ان سے آپ کی بات نہیں کرا سکتا ... اس لیے کہ وہ اس وقت ایک ایسی جگہ ہیں ... جہاں ان سے رابطہ ممکن نہیں۔"

"اوہو اچھا ... خیر ... انہوں نے مجھے آپ کا نمبر اسی لیے دیا تھا اور کہا تھا کہ کبھی میرا اس طرف آنا ہو اور میں ملک میں نہ ہوں تو آپ کو فون کر لوں ... اور آپ بھی نہ ہوں ... پروفیسر آپ بھی نہ ہوں تو آئی جی صاحب سے رابطہ کر لوں ... لہٰذا پہلے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔"

"آپ فرمائیں ... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"خدمت کیا ... مجھے تین چار روز کیلئے ان کے ہاں قیام کرنا تھا۔"

"ٹھیک ہے آپ تشریف لے آئیں ... پتا تو آپ کو معلوم ہے نا۔"

"ہاں معلوم ہے لیکن پہلے ہی بتائے دیتا ہوں کہ میرے ساتھ میرے دوست پروفیسر ارطاط بھی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں ... اس سے کیا فرق پڑتا ہے ... آپ آ جائیں۔"

فون بند کر کے انہوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

"تم تینوں نے ... کبھی جمشید سے پروفیسر الاسکا کا نام سنا ہے۔"

"جی ... جی نہیں۔" محمود نے گڑبڑا کر کہا۔

"تب پھر شاید یہ بھی کوئی چکر ہے ... ٹڈاس کا۔"

"اللہ مالک ہے ... دیکھا جائے گا ... اگر اس طرح ٹڈاس خود ہی یہاں آ رہا ہے تو یہ اور اچھا ہے ... اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی دوسرے یہ بھی معلوم ہو جائے گا ... اب وہ یہاں کیوں آ رہا ہے ... چاہتا ہے ... سب کچھ تو لے چکا ہے۔" شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"ہوں ... ٹھیک ہے۔"

اور پھر آدھ گھنٹے بعد دروازے پر گھنٹی بجی ...

انہوں نے دیکھا ... باہر ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی اور دو بوڑھے آدمی ان کے دروازے پر کھڑے تھے ... ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال برف کی طرح تھے ... چہرے جھریوں زدہ تھے ...

دونوں لمبے قد کے تھے ... سادہ سے لباس میں تھے ...

"آپ پروفیسر الاسکا اور پروفیسر ارطاط ہیں؟" خان رحمان نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

انہوں نے دروازہ کھول دیا ... اور ان دونوں کو ڈرائنگ روم میں لے آئے ... خان رحمان اور پروفیسر داؤد ان کے پاس بیٹھ گئے ...

بیگم جمشید کو سمجھایا گیا کہ انہیں دو مہمانوں کے لیے چائے وغیرہ تیار کرنی ہے ... فرزانہ کو بھی ان کے ساتھ لگایا گیا ... بلکہ بیگم شیرازی کو بھی بلا لیا گیا ... کیونکہ بیگم جمشید کی بھی دماغی حالت کچھ اچھی نہیں تھی ... خیر اس طرح ان کی مہمان نوازی کی گئی ... ایسے میں پروفیسر الاسکا نے کہا۔

"گھر کی فضا کچھ سوگوار سی ہے ... ہم کئی بار اس گھر میں آ چکے ہیں اور ان سے ملاقات کر چکے ہیں ... ان کے بچے تو اس قدر شوخ ہیں کہ کیا بتائیں ... لیکن آج تو وہ آئے ہی نہیں اور نہ انہوں نے کوئی بات کی۔"

"جی ہاں یہاں کے حالات بہت زیادہ عجیب وغریب ہیں ... انوکھے اور پراسرار ہیں۔"

"کیا کہا ... انوکھے اور پراسرار۔"

"جی ہاں!"

"کچھ ہمیں بھی بتائیں۔"

خان رحمان نے شوکی کی طرف دیکھا...

وہ لوگ بھی اندر آ گئے تھے... کیونکہ مہمانوں کا جائزہ جاسوسی لحاظ سے لینا ضروری تھا اور یہ کام خان رحمان اور پروفیسر داؤد نہیں کر سکتے تھے۔

"کوئی حرج نہیں...انہیں بتا دیں۔"

خان رحمان نے حالات مختصر طور پر بتا دیے...

"آپ... آپ کا مطلب ہے...وہ شخص ہپناٹزم کا ماہر ہے۔"

"ہاں بہت بڑا ماہر... اتنا بڑا کہ اس کے مقابلے میں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا بھی ناکام ہو گئے۔"

"اوہ... اوہ... یہ بہت اچھا ہوا کہ ہم یہاں آ گئے۔"

"جی کیا مطلب..." ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"اللہ کی مہربانی سے ہم دونوں ہپناٹزم کے ماہر ہیں۔"

"اوہ... اوہ... لیکن... بھلا آپ کیا کر سکتے ہیں... آپ انسپکٹر جمشید سے بڑھ کر تو ماہر نہیں ہو سکتے۔"

"کیا کہہ رہے ہیں... انسپکٹر جمشید نے یہ علم سیکھا ہی ہم سے تھا۔"

"ارے... کیا مطلب؟" وہ سب زور سے چونکے۔

☆☆☆☆☆

میں جانتا ہوں

وہ کافی دیر ان دونوں کو گھورتے رہے ...
آخر خان رحمان نے کہا۔
"کیا کہا آپ نے ... ایک بار پھر کہیے۔"
"میں نے کہا ... انسپکٹر جمشید نے تو ہپناٹزم سیکھا ہی ہم سے ہے ... اور ہم دونوں اس وقت دنیا کے بہترین ماہرین میں سے ہیں۔"
"لیکن ہم نے آپ کی آنکھوں میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی۔"
"اگر ہر وقت آنکھوں میں ہپناٹزم والی طاقت رکھیں تو عام لوگوں کو بھی جھٹکوں پر جھٹکے لگیں اور یہ ایک تماشا بن جائے۔" پروفیسر الاسکا نے کہا۔
"بہت خوب ... تب پھر اگر ہم مڈاس اور اس کے ساتھی کو تلاش کر لیتے ہیں تو آپ دونوں ان سے مقابلہ کر سکیں گے۔"
"کیوں نہیں ... اللہ نے چاہا تو ... بس اصل سوال یہ ہے کہ وہ کہاں ہیں۔"
"ان کا سراغ ہم لگا لیں گے... آپ بے فکر رہیں۔"

"بے فکر تو خیر ہم مشکل سے ہی رہ سکتے ہیں ... اس لیے کہ اس وقت بہت درد ناک صورتِ حال سے دو چار ہیں۔"

"اچھا خیر کوئی بات نہیں ... آپ لوگ انہیں تلاش کرنے کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔"

"اس سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں۔" شوکی بول پڑا۔

"کیا مطلب ... بھلا کیا جواب ہے اس سوال کا؟" کئی حیرت زدہ آوازیں ابھریں۔

"میں نے تمام حالات پر غور کیا ہے ... اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کام کی ابتدا انکل جمشید کے دفتر سے کی جانی چاہیے۔"

"کیا مطلب؟" مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔

"میں اس بات کی وضاحت بعد میں کروں گا ... لیکن پہلے ایک بات کا اطمینان ہو جانا چاہیے۔"

"اور وہ کس بات کا شوکی۔"

"پروفیسر الاسکا اور پروفیسر ارطاط صاحبان کی اچانک آمد مجھ سے ہضم نہیں ہو رہی ... یا تو یہ دونوں حضرات مڈاس کے آدمی ہیں ... یا پھر واقعی ہمارے انکل کے دوست ہیں ... لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہمیں ان دونوں حضرات جیسے ماہرین کی ضروت کی حد درجے ضرورت تھی، یہ اچانک کس طرح آ گئے ... کیا یہ بات عجیب نہیں۔"

"اس میں شک نہیں کہ بہت زیادہ عجیب ہے۔"

'' تب پھر ... پروفیسر صاحبان اپنی پوزیشن صاف کریں ... تا کہ ہم شک وشعبے سے بچ کر اپنا کام شروع کر سکیں ۔''

دونوں نے شوکی کو تیز نظروں سے دیکھا ...

پھر پروفیسر الاسکا نے مسکرا کر کہا۔

'' اس میں شک نہیں کہ آپ بہت ذہین ہیں ۔''

'' شکریہ ! لیکن آپ ثابت کر دیں کہ آپ دونوں پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔''

'' ہاں ضرور کیوں نہیں ۔''

یہ کہہ کر انہوں نے جیب سے اپنا موبائل نکالا اور اس پر کوئی میسج تلاش کرتے رہے ... آخر انسپکٹر جمشید کی طرف سے آیا ہوا ایک میسج نکال کر ان کے سامنے کر دیا اور بولے :

'' مجھے انسپکٹر جمشید کا میسج ملا تھا ... میں نے اسی وقت پڑھ لیا تھا اور پھر پروفیسر ارطاط کو ارسال کر دیا تھا ... انہوں نے بھی یہ میسج پڑھ لیا تھا اور اس سلسلے میں ہم نے آپس میں بات بھی کی تھی ... لیجیے آپ سب بھی میسج پڑھ لیں ... یہ میسج انسپکٹر جمشید نے کیا تھا ... وقت اور تاریخ بھی آپ دیکھ سکتے ہیں ۔''

'' اوہ ... بہت خوب ۔'' ان پر جوش سوار ہو گیا ... ان سے موبائل لے کر میسج پڑھنے لگے ... انسپکٹر جمشید نے لکھا تھا ۔

'' میرے محترم استاد صاحب ! السلام علیکم ۔

میں خوف محسوس کر رہا ہوں ... خیال ہے کہ ہپناٹزم کا کوئی شعبہ ایسا ہے جو آپ مجھے نہیں سکھا سکے ... ایک مدت پہلے میں نے آپ دونوں سے یہ عمل سیکھا تھا ... اس علم میں میرے استاد آپ ہی ہیں ... لیکن ابھی چند دن پہلے مجھے ایک تجربہ ہوا ہے ... ہپناٹزم کے ایک ماہر سے ملاقات ہو گئی تھی ... جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے سوچا دیکھتے ہیں ... یہ مجھ سے طاقت میں زیادہ ہیں یا کم ... میں نے ان سے آنکھیں ملائیں اور انہیں جھٹکا دینا چاہا ... لیکن میں اسے جھٹکا نہ دے سکا ... الٹا مجھے جھٹکا لگا اور میں نے جان لیا کہ وہ مجھ سے زیادہ ماہر ہیں ... میں نے ان سے علیک سلیک کی ... اس بات پر خوشی ظاہر کی کہ وہ بہت ماہر ہیں ... میری یہ بات سن کر اس نے کہا:

" آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس دنیا میں مجھ سے کئی گنا بڑے ماہر موجود ہیں اور ان میں سے کوئی آپ کوئی آپ کے مقابلے میں آجائے تو آپ تو بھول جائیں گے چوکڑیاں ... میں نے جب سے سنا تو نہ جانے کیوں خوف محسوس ہوا ... سو میں آپ کو یہ پیغام بھیج رہا ہوں ... مہربانی فرما کر مجھے بتا دیں کہ کیا یہ سچ ہے۔"

یہاں تک میسج پڑھ کر پروفیسر الاسکا نے کہا۔

" اب آپ سوچ سکتے ہیں کہ حالات کیا ہیں ... اگر ہمارے مقابلے پر ایسا کوئی ماہر ہے ... تو ہم آپ لوگوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔"

" اب یہ اسی وقت پتا چلے گا نا جناب ... جب وہ آپ کے مقابلے پر

آئے ... لیکن فی الحال ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔"

"اسے ہمارے مقابلے پر لانا آپ کا کام ہے ... اس کا سامنا کرنے کے بعد یہ بتانا ہمارا کام ہے کہ اس کے مقابلے میں ہم کتنے پانی میں ہیں ... ویسے آپ کو اس کا نام معلوم ہے۔"

"معلوم تو ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ اصل نام ہے یا فرضی۔" خان رحمان نے جواب دیا۔

"خیر آپ بتا دیں۔"

"جس شخص سے اس وقت ہمارے ساتھیوں کا پالا پڑا ہوا ہے ... اس کا نام ہے مُڈاس۔"

"نن ... نہیں۔" پروفیسر الاسکا اور پروفیسر ارطاط ایک ساتھ چلائے۔ ان کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا ... جسموں میں تھرتھری دوڑ گئی ... ان کی یہ حالت دیکھ کر وہ بھی خوف زدہ ہو گئے۔

"آپ ... آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں ... آخر کیا بات ہے ... اس نام میں یا اس شخص میں۔"

"آپ ... آپ نے مُڈاس نام لیا۔"

"ہاں! جہاں ہمیں معلوم ہے ... اس کا یہی نام ہے۔"

"تب پھر یہ معاملہ ہمارے بس کا نہیں ... بلکہ ہمارے کیا ... کسی کے بس کا بھی نہیں ... وہ اس وقت دنیا کا بہترین ہپناٹسٹ ہے۔"

"اوہ ... اوہ ..." مارے حیرت اور خوف کے ان کے منہ سے نکلا۔

"لہذا ہم تو چاہیں گے اجازت ... ہم نے اگر اس سے ٹکر لی تو بلا وجہ مارے جائیں گے ... اس کا علاج آپ کچھ اور کریں۔"

"ٹھیک ہے ... ہم آپ کو زبردستی نہیں روک رہے ... اگر آپ ہماری مدد نہیں کر سکتے تو آپ چلے جائیں ... ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

انہوں نے ایک ساتھ کہا اور وہاں سے چلے گئے۔

"دھت تیرے کی۔" شوکی نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"بھائی جان! آپ محمود نہیں ہیں، یہ نہ بھولیں۔" آفتاب مسکرایا۔

"اوہو ... ذرا سوچو ..." شوکی چلّایا۔

"سوچ لیں گے ... لیکن آپ چلّا کیوں رہے ہیں ... ٹھنڈے دماغ سے کام لیں گے تو بات بنے گی۔"

"اوہ اوہ ... آفتاب تم نے ٹھیک کہا ... شاید میرا دماغ چل گیا ہے۔"

"خیر کوئی بات نہیں بھائی جان ... دماغ کا کیا ہے ... وہ تو کسی بھی وقت ہمارا بھی چل سکتا ہے۔"

"نہیں نہیں۔ مہربانی کر کے تم چاروں اپنا دماغ نہ چلانا۔ اس مصیبت کے وقت میں پھر ہم کیا کریں گے۔" پروفیسر داؤد نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن انکل ... ہم بھی بھلا کیا کر لیں گے ... ان حالات میں جب اتنے بڑے ماہرین دم دبا کر بھاگ گئے ہیں۔"

"شوکی؟" پروفیسر داؤد نے سرد لہجے میں کہا۔

''ج ... جی ... جی فرمایئے۔''

'' کیا تم بھول گئے شوکی ... بلکہ شوکی برادرز ؟'' انہوں نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

''جی ... کیا بھول گئے ؟'' وہ ایک ساتھ بولے۔

'' یہ کہ جب بھی ایسے حالات سے واسطہ پڑا ہے ... ہم لوگوں نے طاقتور سے طاقتور اور ماہر سے ماہر دشمن کے مقابلے میں اپنی عقلوں سے کام لیا ہے ... اور اللہ کی مہربانی سے ہم نے جیرال جیسے مجرموں کو شکست دی ہے ... لی کاف ، سی مون ، جیکان ، ابظال ، راٹور ، جوناٹ ، جوارانا ، سلاٹر اور نہ جانے کون کون سے مجرموں سے ٹکرائے ہیں ... تو آج ہم کیوں اپنی عقل سے کام نہیں لے سکتے ... ہے کوئی تک۔''

'' پپ ... پتا نہیں ... '' آفتاب نے فوراً کہا۔

'' کیا پتا نہیں۔''

'' یہ کہ اس میں کوئی شک ہے یا نہیں ۔''

'' اچھا تم خاموش رہو ... اس وقت ہم زندگی کی سنجیدہ ترین بات کر رہے ہیں ... یہ دیکھو کہ ہمارے بڑے کس حال میں ہیں اور ہپناٹزم کے دو بڑے ماہر کانوں کا ہاتھ لگاتے یہاں سے چلے گئے ہیں۔'' شوکی نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

'' ہاں یہ تو خیر ہے۔'' سب نے سر ہلایا۔

'' تو پھر میرا کہنا یہ ہے کہ عقل سے کام لے کر بہت بڑے بڑے

لوگوں کو بہت چھوٹے چھوٹے انسانوں نے شکستیں دی ہیں ... اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہیں جو چیونٹی کے ہاتھوں ہاتھی کو مروا دیں ۔''

'' کیا کہا بھائی ... چیونٹی کے ہاتھ ۔'' آفتاب سے پھر رہا نہ گیا ۔

'' تم پھر بولے ۔'' شوکی چلّایا ۔

'' شوکی بول لینے دو اسے بھی ... فاروق کی کمی پوری ہو رہی ہے ... دیکھو نا ... کیسے چپ چاپ بیٹھے ہیں ، یہ چھ کے چھ ۔''

'' جی ہاں ایسے بیٹھے ہیں جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔'' آفتاب نے برا سا منہ بنایا ... اور خان رحمان اور پروفیسر داؤد مسکرا کر رہ گئے ...

ادھر فاروق نے چونک کر کہا۔

'' سانپ ! کہاں ہے سانپ ۔'' اس کے لہجے میں حد درجے خوف تھا۔

'' لیجیے اب پہلے انہیں سانپ دکھائیں ۔''

وہ لگے ہنسنے ... انہیں دیکھ کر محمود نے پوچھا :

'' آپ لوگ کس بات پر ہنس رہے ہیں ۔''

پروفیسر داؤد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔

'' انکل آپ ... آپ رو رہے ہیں ۔''

'' ان کی حالت دیکھ کر روؤں نہ تو کیا کروں ۔''

'' اور آپ نے دونوں انکلز کے بارے میں سوچا... انہیں جو حوالات میں بند کر دیا گیا ہے ۔''

'' یہ دراصل وقت کا تقاضا تھا ... حکام جانتے ہیں ... فائلوں کی گمشدگی

میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے ... انہیں تو دماغی طور پر بیکار کر دیا گیا ہے ... ایسی حالت میں دشمن ان پر قاتلانہ حملہ کر سکتا تھا، اس لیے ان کی حفاظت کے پیش نظر حوالات بھیجا گیا ہے ... اور وہ وہاں عام حوالات میں نہیں ہیں ... حوالات کے خاص آرام دہ کمرے میں ہیں ... انسپکٹر کامران مرزا کو بھی ادھر ہی لے آئے ہیں ... وہ بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔"

"اوہ ... اوہ ... تب تو ٹھیک ہے۔"

"اور ہم کیا بات کر رہے تھے۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"جی ہاں انکل ... ہم لوگوں نے عقل سے بہت بڑے بڑے کام لیے ہیں ... تو اس بار کیا ہے ... ہم کیوں کام نہیں لے سکتے۔"

"اچھی بات ہے شوکی ... تم بتاؤ ... ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"آپ ہم چاروں کو سوچنے کی مہلت دیں ... لیکن اس سے پہلے میرا سوال ہے ... اگر ہم ان سے جنگ کی تیاری کر بھی لیں تو انہیں تلاش کیسے کریں گے ... ہمارے پاس نہ تو یہاں گھر سے حالات کے بارے میں معلومات ہیں ... اور نہ ہم یہاں موجود تھے ... اس لیے ہم تمام حالات نئے سرے سے سننا چاہتے ہیں ... پھر اندازہ لگائیں گے کہ ہمارے مجرم کہاں ہیں۔"

ایسے میں فون کی گھنٹی بجی ... انہوں نے دیکھا ... فون آئی جی صاحب کا تھا ... خان رحمان نے فوراً ہی موبائل آن کر دیا ... اب سب بات سننے کے لیے تیار ہو گئے۔

" السلام علیکم خان صاحب ... بہت خوفناک خبریں ہیں ... اور سب لوگ سر پکڑے بیٹھے ہیں ... ایسی ایسی ہے کہ کیا بتاؤں ... کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے ... "

" اوہ ... پہلے تو یہ بتائیں شیخ صاحب .... وہ خوفناک خبریں ہیں کیا۔"

" ان گنت سرکاری خزانوں کی فائلیں غائب ہیں ... وہ شخص نہایت آسانی سے اور بہت تیزی سے یہ کام کیے جا رہا ہے ۔"

" تب پھر ہمیں بھی اتنی ہی تیزی سے حرکت میں آنا ہو گا شیخ صاحب ... شوکی برادرز کی اصل مشکل یہ ہے کہ یہاں نہیں تھے ... تمام تر حالات ان کے علم میں نہیں تھے ... کیا ہم انہیں یہ بتانے کی پوزیشن میں ہیں کہ ہمارا دشمن ہے کہاں ۔"

" یہ بتانا زیادہ مشکل نہیں ... سوال تو یہ ہے کہ اس سے نبٹا کیسے جا سکے ۔"

" اس پر بعد میں غور کریں گے ... آپ پہلے یہ بتائیں ... آپ یہ کیسے بتائیں گے کہ وہ کہاں ہے ۔"

" ہم نے تمام اہم دفاتر کی فہرست تیار کر لی ہے ... ان میں جن دفاتر کی فائلیں گم ہو چکی ہیں ... ان سے ناموں پر نشانات لگا دیے گئے ہیں ... اس طرح ہمیں معلوم ہے کہ وہ اب کن دفاتر میں جائیں گے۔"

" بہت خوب انکل ... بہت اچھی بات ہے ... ہم ذرا اپنی تیاری کر لیں ... پھر ہم اس کے مقابلے پر نکلیں گے ... اور آپ ہمیں صرف یہ بتائیں

گے کہ وہ اب کس دفتر کا رخ کرنے والا ہے۔''

''میں یہ بتا دوں گا ... کیونکہ۔''

''کیونکہ کیا شیخ صاحب۔'' خان رحمان نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

''ان تمام دفاتر میں ...جن کی فائلیں ابھی اڑائی نہیں گئیں ... ہم نے اپنے خاص خاص آدمی پہنچا دیے ہیں ... وہ ان سے مقابلہ کرنے کی اہلیت تو نہیں رکھتے ... لیکن جونہی وہاں تبدیلی کے آثار محسوس کریں گے کہ ہمارا دشمن وہاں آ گیا ہے ... یا آنے والا ہے ... وہ فوراً اطلاع دیں گے اور اس اطلاع کی بنیاد پر ہم فوراً حرکت میں آ جائیں گے ... لیکن اصل مسئلہ تو پھر وہی کا وہی ہے ...اس کا مقابلہ کیسے کریں گے ...''

''کیا آپ اسے گولی کا نشانہ نہیں بنا سکتے انکل۔'' شوکی نے پوچھا۔

''بنا سکتے ہیں ... جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہے ہمارا دشمن تو ہم فائر کر سکتے ہیں اور ہم کر بھی چکے ہیں لیکن وہ زد میں نہیں آتا ... گولیاں اس کے دائیں بائیں سے گزر جاتی ہیں ... اور ساتھ ہی وہ پریشان ہو جاتا ہے ... فائرنگ کرنے والوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ... اور بس پھر فائرنگ کرنے والے بالکل بیکار ہو جاتے ہیں ...''

''ہوں ... ٹھیک ہے ... آپ اس بات کی تیاری کریں کہ وہ اب کس دفتر میں جاتا ہے ... اور ہم اس کا سامنا کرنے کی تیاری کرتے ہیں ... لیکن ہمیں کچھ وقت لگے گا ...''

''جب آپ تیار ہو جائیں تو فون کر دیں۔'' شیخ صاحب نے کہا۔

''بہت خوب۔''

فون بند ہونے کے بعد شوکی نے کہا۔

''پروفیسر صاحب ... ہمیں آپ کی تجربہ گاہ جانا ہو گا۔''

''ٹھیک ہے ... چلتے ہیں۔''

''اور کیا ان لوگوں کو ساتھ لے جائیں۔''

''نہیں انہیں یہیں رہنے دیتے ہیں ... یوں بھی یہ جانے کے موڈ میں نہیں ہوں گے ... کیوں محمود، فاروق، فرزانہ، ہمارے ساتھ چلنا ہے۔''

''نہیں ... انکل ... ہم بہت تھکے ہوئے ہیں۔''

''دیکھا آپ نے۔''

''کیا دیکھا انکل۔'' فرزانہ نے پوچھا۔

''اچھا نہیں ... تم تینوں ... بلکہ تم چھ کے چھ بالکل چپ رہو۔''

''اچھا بڑے بھائی۔'' آصف نے فوراً کہا۔

''لیجیے ... اب میں بڑا بھائی بن گیا۔''

''تو کیا بڑا بھائی بننا بری بات ہے۔'' فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

''یار اب تم سے کون مغز مارے۔'' مکھن نے جھلا کر کہا۔

''کسی کو لے آتے ہیں۔'' آفتاب نے فوراً کہا۔

''کس لیے۔''

''مغز مارنے کے لیے۔'' آفتاب نے جواب دیا۔

''دھت تیرے کی۔'' شوکی نے جھلا کر کہا اور ساتھ میں ران پر ہاتھ

بھی مارا۔

"اے ... تم ... تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے۔" محمود تلملا کر بولا۔

"دیکھا انکل ... " اخلاق نے برا سا منہ بنایا۔

"ہاں دیکھا ... اب انہیں کیا کہنا ... آؤ چلیں۔" پروفیسر بولے۔

"ہاں ہاں جائیں ... ہم تو ذرا آرام کر لیں گے ... بہت مدت بعد آرام کرنے کا موقع ملا ہے۔"

"چلو بھائی کہیں ان کی باتوں میں الجھ کر نہ رہ جائیں۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"ہاں ہاں جائیں انکل۔" محمود نے ہانک لگائی۔

اور وہ اپنی گاڑی میں انہیں تجربہ گاہ کی طرف لے چلے ...

ایک عجیب سی اداسی نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

کبھی ان کا جی چاہتا رونے لگ جائیں اور کبھی جی چاہتا کہ ہنسنے لگ جائیں۔ ایسے میں خان رحمان نے کہا۔

"شوکی کیا ہم ... اس کیس میں کچھ کر سکیں گے ... ہم تو بالکل بھی ..." وہ کہتے کہتے رک گئے... ان کی آواز بھرا گئی۔

"اللہ پر بھروسہ رکھیے انکل ... اور گھبرائیں نہیں۔" شوکی یہ کہتے ہوئے خود بھی آبدیدہ ہو گیا ...

"محمود وغیرہ کو دیکھ کر ... ان کی حالت دیکھ کر رونا آتا ہے ..." پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

’’ہاں انکل ... لیکن رونا تو مسئلے کا حل نہیں ۔‘‘

’’اچھا خیر ... یہ بتاؤ ... اب تمہارے ذہن میں کیا ہے ... تم ہمیں تجربہ گاہ کیوں لے جا رہے ہو ... وہاں کیا کرنا چاہتے ہو ...‘‘ خان رحمان نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

’’میں ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں ... اور پروفیسر انکل کے ذریعے کرانا چاہتا ہوں ... اگر ہم اس تجربے میں کامیاب ہو گئے تو ہو سکتا ہے مڈاس اور برازیہ کا مقابلہ کر سکیں ۔‘‘

’’اب تم نے بزاریہ کا نام بھی شامل کر لیا ساتھ میں ۔‘‘

’’وہ بہرحال مڈاس کی ساتھی ہے اور جہاں مڈاس ہے وہیں برازیہ عرف شازیہ طور ہے ... ویسے یہ اس کا اصل نام نہیں ہو سکتا ... خیر وہ بھی معلوم ہو جائے گا۔‘‘

شوکی کے اس جملے کے بعد گاڑی میں خاموشی چھا گئی ...

آخر وہ تجربہ گاہ پہنچ گئے ۔

’’انکل ... اپنے خاص کمرے میں چلیے ۔‘‘

’’ہم بھی ساتھ آئیں ۔‘‘

’’وہاں آپ بوریت محسوس کریں گے ... کیونکہ میں انکل سے ایک چیز بنوانا چاہتا ہوں.... اور اس میں آپ بالکل دلچسپی محسوس نہیں کریں گے، لہٰذا آپ بیرونی کمرے میں گپ شپ لگائیں ۔‘‘

’’اچھی بات ہے شوکی۔‘‘

اور وہ دونوں اندر چلے گئے ...

وہ تقریباً دو گھنٹے بعد اندر مصروف رہے۔ آخر دروازہ کھلا اور دونوں باہر آئے ... انہوں نے دیکھا، پروفیسر داؤد کی پیشانی پر پسینے تھے ... جبکہ شوکی مسکرا رہا تھا۔

"یہ کیا ... آپ کی پیشانی پر پسینے ... اور شوکی مسکرا رہا ہے۔"

"میں کیا بتاؤں۔" پروفیسر بولے۔

"یہ کیا کہا آپ نے ... بس کیا بتاؤں ... اگرچہ کچھ بتائیں گے نہیں تو کام کیسے چلے گا۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"یار خان رحمان ... آج پہلی بار معلوم ہوا ... یہ شوکی ہے نا۔"

"کیا کہا آپ نے ... یہ شوکی ہے نا ... یہ بات آپ کو پہلی بار معلوم ہوئی ... حیرت ہے ... کمال ہے ... افسوس ہے۔" خان رحمان چلائے۔

"کک ... کیا مطلب ..." پروفیسر بوکھلا گئے۔

"حد ہو گئی ... ایک ہی وقت میں اتنی بہت سی چیزیں کس طرح ہو گئیں۔" خان رحمان گھبرا گئے۔

"یار خان رحمان ... تم میرا مطلب بالکل غلط سمجھ رہے ہو۔"

"اچھا ... تو پھر آپ درست مطلب سمجھا دیں۔"

"میں کہنا یہ چاہا رہا ہوں کہ شوکی میں ایک سائنسدان بننے کی ساری صفات موجود ہیں ... اور اگر یہ باقاعدہ میری شاگردی اختیار کر لے تو ایک دن مجھ سے بھی بڑا سائنسدان بن جائے گا۔"

"کک ... کیا واقعی پروفیسر صاحب ؟" مارے حیرت کے خان رحمان نے کہا۔

"ہاں بالکل واقعی ۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"نن نہیں ... " مارے خوف کے شوکی کے منہ سے نکلا۔

"تمہیں کیا ہوا شوکی ۔" پروفیسر داؤد نے حیران کر کہا۔

"مم ... مجھے ... مجھے یہی کام پسند ہے۔"

"کک ... کون سا کام ۔" پروفیسر داؤد نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"یہی پرائیویٹ سراغرسانی والا ... کسی کیس کا آنا اور ہمارا اس پر کام کرنا اور معاوضہ لینا ... اس کام کا اپنا ہی مزہ ہے ۔"

"شوکی تم ... یہ تم کہہ رہے ہو ... جبکہ میں چاہتا ہوں تم ملک کے لیے سائنسدان بنو ۔"

"جج جی نہیں انکل ... میں یہی کام کر کے خوش ہوں ... آپ سائنسدان بنائیں شائستہ کو ۔"

"ارے ہاں واقعی ... اسے تو خیر بناؤں گا ہی ... خیر شوکی اس موضوع پر ہم بعد میں بات کریں گے ... فی الحال تو ان لوگوں کو یہ بتانے دو کہ تم نے مجھ سے کیا کام لیا ہے ۔"

"جی اچھا انکل ... بتا دیں ... مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔" شوکی مسکرایا۔

اور پروفیسر صاحب انہیں بتانے لگے کہ ایک گھنٹے تک شوکی ان سے کیا کام لیتا رہا ... یہ تفصیل سن کر ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"حیرت ہے کمال ہے ... ہم میں سے کسی کا دھیان بھی اس طرف نہیں گیا۔"

"چلیں کوئی بات نہیں ... اب دوڑا لیں دھیان کو اس طرف۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"اب کیا فائدہ۔"

"خیر ... اب ہم فون کرتے ہیں آئی جی صاحب کو ... اور ان سے پروگرام طے کرتے ہیں ... کیا خیال ہے۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔" سب بولے۔

پروفیسر داؤد نے آئی جی صاحب کا نمبر ملایا ...

فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی۔ "ہاں شیخ صاحب۔"

"ہم الحمد للہ! ٹداس اور برازیہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں ... آپ صرف یہ بتا دیں ... وہ لوگ ہمیں کہاں ملیں گے۔"

"ابھی ایک گھنٹا پہلے انہوں نے ایک اور اہم دفتر کی فائلوں کا صفایا کیا ہے ... اور وہاں کی قیمتی چیزیں بھی لے اڑے ہیں ... اس سے پہلے وہ سونے اور ہیرے جواہرات کی چیزیں بھی لے ساتھ لے جاتے رہے ہیں گویا ان کا اصل مقصد تو ہے ہمارے ملک کی اہم ترین فائلیں حاصل کرنے اور ساتھ میں مال بھی سمیٹ لے جاتے ہیں ... اب ہماری کوشش ہے کہ جونہی وہ کسی مقام پر واردات کرنے پہنچتے ہیں ... ہمیں پتا چل جائے ... اس صورت میں ہم آپ لوگوں کو کچھ گھنٹے پہلے بتا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے ... آپ انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے بچوں کو بھی ایک گاڑی میں ساتھ رکھیں ... یعنی جہاں ہم جائیں ... وہاں یہ لوگ بھی ہوں ... اس طرح وہ بھی ہم میں شریک ہو جائیں گے ... بے شک وہ کچھ نہ کریں ... لیکن ان کے موجود ہونے سے ہمیں خوشی ہو گی ... ان سب کو تجربہ گاہ بھیج دیں ... ہم یہیں سے انہیں ساتھ لے کر جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے ... میں فورس کو تیاری کا حکم دیتا ہوں ... آخر فورس سے بھی تو کام لینا پڑے گا ... آپ اور شوکی برادرز تو ہاتھ پیروں سے لڑ نہیں سکیں گے ... خان رحمان البتہ لڑ لیں گے ... لیکن مڈاس اور برازیہ کے مقابلے میں وہ بھی کیا کر سکیں گے۔"

"جی ٹھیک ہے فورس کو بھی ساتھ لے چلیں ... پورا انتظام کریں گے۔"

"بس ٹھیک ہے۔"

جلد ہی انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ وہاں آ گئے ... اور شوکی نے اپنے پروگرام کے مطابق تیاریاں شروع کر دیں ... وہ شوکی کی تیاریوں کو دیکھ کر حیران ہوتے رہے ...

پہلی بار ان پر یہ بات کھلی تھی کہ اس میں کام کرنے کی زبردست صلاحیتیں تھیں ... بس انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کی موجودگی میں وہ نمایاں ہونے کی کوشش نہیں کرتا تھا ... اب جبکہ وہ لوگ بیکار ہو چکے تھے تو اسے اپنی صلاحیتوں کو آزمانے کا موقع ملا تھا ...

وہ تقریباً دس گھنٹے ان سب کے ساتھ مصروف رہا ... تب کہیں جا کر

اس کی تیاریاں مکمل ہوئیں ... پھر اس نے آئی جی صاحب کو فون کیا۔

'' سر! ہم مکمل طور پر تیار ہیں ... اب آپ کی طرف سے اطلاع ملنے کی دیر ہے۔''

'' اچھی بات ہے شوکی ... '' انہوں نے فوراً کہا۔

پھر ٹھیک تین گھنٹے بعد ان کا پیغام ملا۔

'' آ جاؤ شوکی ۔''

وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے ...

آئی جی صاحب نے انہیں جگہ بھی بتا دی تھی ...

اے جی آفس ایک بہت بڑی عمارت تھی ... اس میں سیکڑوں کمرے تھے... اس کا مرکزی دفتر سب سے اوپر والی منزل پر تھا اور اس تک لفٹ کے ذریعے جانا ہی ممکن تھا ... لہٰذا ان سب کو کئی لفٹوں کے ذریعے اوپر پہنچایا گیا ... اس دفتر کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ۔

فورس کے انچارج اب خان رحمان تھے اور خان رحمان دراصل شوکی کے مشوروں پر عمل کر رہے تھے ... گویا اصل کمان اب شوکی کے ہاتھ میں تھی... اور یہ عجیب بات تھی ...

لیکن شوکی نے پروفیسر صاحب اور خان رحمان کو اپنی ترکیبوں سے اس بات کا قائل کر لیا تھا کہ اس میں بھی انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا والی بہت سے صفات پائی جاتی ہیں ...

بس جسمانی لحاظ سے وہ ضرور کمزور تھا ... یا کمزور تھے ۔

"آپ دیکھ رہے ہیں انکل۔" شوکی کی شوخ آواز ابھری۔
"کیا ... کیا دیکھ رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر پوچھا۔
"یہ ... محمود، فاروق اور فرزانہ اور آفتاب، آصف اور فرحت کس طرح ست الوجود لوگوں کی طرح بیٹھے ہیں ... دیواروں سے لگ کر۔"
"انہیں کچھ نہ کہو۔ یہ بیچارے بے بس ہیں۔" خان رحمان مسکرائے۔
"شش ... شش۔" محمود کے منہ سے نکلا۔
"شش ... کیا۔" شوکی نے منہ بنایا۔
"شش ... شکریہ انکل کہنا چاہتا تھا۔ منہ سے آوازیں نہیں نکل رہی۔"
"تو بس پھر خاموش رہو۔" شوکی نے جل کر کہا۔
"آپ ... آپ دیکھ رہے ہیں انکل۔" فاروق نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔
"ہاں ... آخر اللہ نے آنکھیں دی ہیں۔" پروفیسر بولے۔
"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی ..." خان رحمان کی آواز سنائی دی۔
"اللہ کا شکر ہے ... صرف ایک بات سمجھ میں نہیں آئی ... ورنہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ تمہاری سمجھ میں وہ کوئی ایک بات بھی نہ آئی۔" پروفیسر ہنسے۔
"حد ہو گئی ... بلکہ ہے کوئی تک۔" خان رحمان جل گئے۔
"اس میں شک نہیں۔" پروفیسر داؤد نے فوراً کہا۔
"لیکن کس میں انکل۔" آفتاب کی آواز ابھری۔
"اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں کوئی تک نہیں۔"

”توبہ ہے پروفیسر صاحب آپ سے بھی ... آپ تو آج ان سب کے کان کاٹ رہے ہیں۔“

”یہ مجھ پر سراسر الزام ہے ... میں نے کسی کے کان نہیں کاٹے۔“ پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر کہا۔

”ارے سمجھا کریں انکل ... محاورۃً کاٹ رہے ہیں۔“ شوکی ہنسا۔

”اوہ اچھا ... پھر تو ٹھیک ہے۔“ پروفیسر داؤد نے جلدی سے کہا۔

”کیا ٹھیک ہے۔“

”یعنی محاورۃً کان کاٹنا تو ٹھیک ہے۔“

”خیر انکل سچ مچ تو آپ بھی کان کاٹنے سے رہے۔“ آفتاب مسکرایا۔

”ہم ادھر ادھر کی باتوں میں الجھ گئے ... کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ ہم دشمن سے مقابلے کی تیاری کریں۔“

”دشمن کا تو خیر ابھی دور دور تک پتا نہیں ... ہو سکتا ہے شیخ صاحب اور ان کے عملے سے اندازوں کی غلطی ہو گئی ہو ... اور ٹداس آج اس دفتر میں نہ آئے۔“

”انہوں نے حساب کتاب لگا کر ہی یہ اندازہ قائم کیا ہے کہ ہمارے دشمن آج اس دفتر میں آئیں گے ... ورنہ ظاہر ہے ... دشمن کی طرف سے ایسا کوئی پیغام ملا نہیں۔“

”کیا خبر ... اس کی طرف سے کوئی پیغام ملتا ہو... لیکن آئی جی انکل بتاتے نہ ہوں۔“ اخلاق نے خیال ظاہر کیا۔

"اوہ ... اوہ ... اوہ ۔" کئی آوازیں ابھریں ۔

"یہ تین بار اوہ اوہ کس لیے کہا۔" شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا خبر ... یہی بات ہو ۔"

"اوہ ...اوہ ۔" اس بار خود پروفیسر داؤد نے حیرت ظاہر کی۔

"تو انکل ! آپ ان سے پوچھ کیوں نہیں لیتے ۔"

"اچھی بات ہے ... پوچھ لیتا ہوں ...ایسے بات دل کو لگتی ہے ... ضرور ایسی کوئی بات ہے ورنہ آئی جی صاحب اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے تھے کہ آج اس دفتر پر وار ہو گا۔"

"ٹھیک ہے ... آپ فون کر لیں ۔"

پروفیسر صاحب نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے ...

فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی... وہ کہہ رہے تھے :

"میں جانتا ہوں ... آپ کیا بات پوچھنا چاہتے ہیں ۔"

☆☆☆☆☆

آ گئے

انہوں نے حیران ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا ... پھر بولے:

"اوہو اچھا شیخ صاحب ... آپ نے اندازہ لگا لیا۔"

"ہاں اس لیے کہ یہ بات ذہنوں میں ابھرنا قدرتی بات تھی۔"

"تب پھر بتا دیں ... کیا یہی بات ہے۔"

"ہاں ! مُداس خوب دھڑلے سے دفاتر میں آتا ہے اور اپنا کام کر کے چلا جاتا ہے ... وہ ایک دن پہلے ہی بتا دیتا ہے کہ کل ہم کہاں وار کریں گے۔"

"اوہ ... اوہ۔" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"لیکن جناب! اگر ایسی بات ہے تو پہلے ہی اس دفتر کی فائلیں وہاں سے کیوں نکال نہیں لی جاتیں۔"

"ہم ایسا بھی کر چکے ہیں ... جہاں منتقل کرتے ہیں وہ وہاں پہنچ جاتا ہے... یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آخر اسے کیسے پتا چل جاتا ہے کہ فائلیں کہاں منتقل کی گئی ہیں۔"

'' اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ کے دفتر کے بھی کچھ آدمی قابو کر رکھے ہیں ... یعنی رشوت وغیرہ دے کر نہیں ...بلکہ ہپناٹزم کے زور پر... اور یہ بہت خطرناک بات ہے ... ہم روز بروز اس شخص کی وجہ سے بہت نقصان اٹھا رہے ہیں ۔''

'' ہاں واقعی یہی بات ہے ... اصل میں ہمارے اصل ہیروز بیکار ہو گئے تھے نا ... بلکہ دیکھا جائے تو اس نے پہلا کام یہی کیا تھا ... ہمارے اصل ساتھیوں کے دماغوں پر اس نے قبضہ جما لیا تھا ۔''

'' ہاں یہی بات ہے ۔''

'' خیر ... اب یہ بات یقین سے معلوم ہو گئی کہ آج وہ اس دفتر میں ہی آئے گا اور آپ یہاں سے فائلیں منتقل کر چکے ہیں ۔''

''بالکل ... اور اگر وہ یہاں نہ آیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ فائلیں کہاں منتقل کی گئی ہے ۔''

'' بہت خوب انکل ! تب تو یہ بات بہت اچھی ہو گی ... دیکھئے اگر وہ آج ادھر نہیں آتا اور وہاں چلا جاتا ہے جہاں فائلیں منتقل کی گئی ہیں تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اس نے دفتر کے کسی آدمی کو اپنے قابو میں کیا ہوا ہے ... لہٰذا ہمارا کام تو بہت آسان ہو گیا ... شاید وہ آج یہاں نہ آئے ۔''

'' ہاں شوکی ... بالکل یہی بات ہے ۔''

'' شکریہ انکل ۔''

اور انہوں نے فون بند کر دیا ۔

"تب پھر میرا خیال ہے انکل ... وہ یہاں نہیں آئے گا ... یہاں آ کر وہ کرے گا ہی کیا ... جب کہ اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہاں سے فائلیں منتقل کر دی گئی ہیں اور جہاں پہنچا دی گئی ہیں ... وہ وہاں جائے گا۔"

"اس کا مطلب ہے ہمارا یہاں آنا بیکار گیا۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"کوئی بات نہیں ... ایسا ہوتا ہے۔" خان رحمان مسکرا دیے۔

"لیکن ہم ابھی جائیں گے نہیں ... یہیں ٹھہریں گے ... جب تک کہ ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل جاتی .. .اس وقت تک ہم محمود، فاروق اور فرزانہ سے گپ شپ لگا لیتے ہیں۔"

"آفتاب آصف اور فرحت نے کیا قصور کیا ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ہائیں ... کہیں تم لوگوں کی دماغی حالت ... ٹھیک تو نہیں ہو رہی۔" شوکی چونکا۔

"کیوں ... ہماری دماغی حالت کو کیا ہو گیا ہے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں بتاؤں ... جلدی ... ہماری دماغی حالتوں کو کیا ہوا ہے۔" آصف چلّایا... اس کے چلّانے پر وہ حیران رہ گئے۔

"بھائی اتنے زور سے کیوں چلّائے ہو۔" اخلاق ڈر گیا۔

"تو پھر کتنا چلاؤں۔" آصف دھاڑا۔

"ارے ارے انکل آپ دیکھ رہے ہیں۔" اخلاق فوراً کامران مرزا کی طرف مڑا۔

"نہ صرف دیکھ رہا ہوں، بلکہ سن بھی رہا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"تو آپ اسے روکیے نا۔" اخلاق نے فوراً کہا۔

"کس بات سے روکوں۔" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس طرح چیخنے اور چلّانے سے۔"

"اوہ اچھا... آفتاب اس طرح نہ چلّاؤ۔"

"اوہو انکل... آصف چلّایا تھا۔"

"یہ کیوں چلّایا تھا۔" انہوں نے پوچھا۔

"بتاؤ آصف... کیوں چلّائے تھے تم۔" شوکی ہنسا۔

"یہ کام بھی تم ہی کر لو... بڑے ہیرو بن رہے ہو نا... سچ کہا ہے کسی نے۔" آصف کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا کہا ہے کسی نے... وہ بھی سچ؟"

"یہ کہ اندھوں میں کانا راجہ۔"

"شروع ہو گئے محاورے..." خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"اور یہ کب شروع نہیں ہوتے انکل۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی... ہر بات کا جواب گھڑ گھڑایا تیار ہوتا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جل کر کہا۔

"تو... تو کیا... آپ کی دماغی حالت ٹھیک ہو رہی ہے۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"کیوں... ہماری دماغی حالت کو کیا ہوا؟"

" اگر آپ کی دماغی حالت ٹھیک ہے تو بتائیں ... مڈاس کون ہے۔"

" کون مڈاس ... میں نہیں جانتا اس نام کے شخص کو۔"

" اور شازیہ طور عرف برازیہ۔"

" یہ کون ہے۔"

" تب پھر آپ کی دماغی حالت ابھی اسی طرح ہے۔"

" کس طرح ؟" انہوں نے پوچھا۔

" انکل آپ پریشان نہ ہوں ... دماغ پر زور نہ ڈالیں ... ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

" تت ... تو کیا اس وقت سب غلط ہے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

اس پر ان سب کو کی ہنسی آ گئی۔

" میرا خیال ہے... اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ... اول تو یہاں فائلیں ہی نہیں ہیں ... دوسرے اس نے دفتر کے کسی آدمی کو ساتھ ملا رکھا ہے ... لہٰذا وہ اس سے پہلے یہ معلوم کر لیتا ہے... تو وہ بھلا یہاں کیوں آنے لگا ... "

" خیر کوئی بات نہیں ... لیکن ہم اپنا وقت پورا کر کے یہاں سے جائیں گے ... عام طور پر وہ رات گیارہ بجے آتا ہے واردارت کے لیے۔" شوکی نے کہا۔

" خیر کوئی بات نہیں۔"

پھر گیارہ بجے انہوں نے واپسی کی ٹھانی ... اور وہ کر بھی کیا سکتے تھے... اس وقت اس مقام پر تو جا نہیں سکتے تھے جہاں اس کے آنے کا امکان تھا ... اس لیے کہ انہیں تو پہلے سے اصل جگہ پر تیاری کرنی تھی اور یہ کام اب دوسرے دن ہی ہو سکتا تھا ...

انہوں نے آئی جی صاحب کو اپنے پروگرام کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے بھی کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ... ایسا کر لیں ... کل میں بتاؤں گا کہ مڈاس نئی جگہ پہنچا تھا یا نہیں۔

"اور ہم اس دوران اپنے ساتھیوں کی دماغی حالت کا اندازہ کرنے کی بدستور کوشش کر کے رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے ..." انہوں نے کہا اور فون بند کر دیا۔

وہ گھر آ گئے ... ظاہر ہے ان کا قیام انسپکٹر جمشید کے گھر میں تھا ... طے یہ ہوا کہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان بھی ان کے ساتھ رہیں گے ... ان حالات میں وہ اپنے گھر میں جا کر کیا کرتے ... بیگم جمشید نے ان کے آنے سے پہلے ہی کھانے کے لیے بہت کچھ تیار کر لیا تھا ... سب لوگ لائبریری میں آ بیٹھے ... جب وہ سب جمع ہوتے تھے تو ان کے بیٹھنے کی جگہیں لائبریری میں ہوتی تھیں کیونکہ یہاں نیچے قالین پر بیٹھنے کی آسانی تھی اور وہ سب آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے تھے ... انہیں اس طرح بیٹھنا کرسیوں یا صوفوں پر بیٹھنے کی نسبت زیادہ پسند تھا ...

آج وہ بہت اداس تھے ... اداسی تھی انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا

وغیرہ کے سلسلے میں ...

ان کی دماغی حالت ان سب کے لیے پریشان کن تھی...

"آخر یہ لوگ کس طرح ٹھیک ہوں گے۔" شوکی ان سب کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا۔

"کون لوگ ۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر پوچھا ۔

"آپ لوگ ۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"ہمیں کیا ہوا... بالکل ٹھیک تو ہیں ۔"

"اگر آپ بالکل ٹھیک ہیں تو بتائیں ... آپ مڈاس اور برازیہ کے بارے میں جانتے ہیں ۔"

"یہ کون لوگ ہیں ... پہلی بار نام سنا ہے ۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"بس آپ رہنے دیں ... آپ ٹھیک نہیں ہیں ۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"شوکی !" پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

"کک ... کیا ہوا انکل۔" شوکی گھبرا گیا۔

"منہ تو نہ بناؤ ... اس میں ان بے چاروں کا کیا قصور ... اگر تم بھی مڈاس کے ہتھے چڑھ گئے ہوتے تو تم بھی اس وقت اس حال میں ہوتے۔"

"مم ... معافی چاہتا ہوں انکل۔" اس نے گھبرا کر کہا اور باقی لوگ مسکرانے لگے۔

"شوکی تم بتاؤ نا ... یہ مڈاس کون ہے ... شازیہ طور یا برازیہ کون ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پوچھا۔

”آپ کو بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ... جب تک کہ۔“

”جب تک کہ کیا۔“

”نہیں شوکی ... جب تک کہ بعد فی الحال کوئی بات نہ کرو ... ورنہ ان کے ذہن اور الجھ جائیں گے۔“

”جی اچھا۔“

اور انسپکٹر کامران مرزا تو جیسے بات پوچھ کر بالکل ہی بھول گئے تھے کہ انہوں نے کوئی بات پوچھی ہے ... ہونقوں کی طرح سب کے چہروں کی طرف دیکھ رہے تھے ... ایسے میں کھانے کی بے شمار چیزیں فرحت اور فرزانہ نے ان کے سامنے رکھیں... کم ازکم یہ دونوں اس قسم کے کام کرنے میں ذرا سستی نہیں دکھا رہی تھیں ... یہ اور بات ہے کہ مُڈاس اور برازیہ کے سلسلے میں انہیں کچھ معلوم نہیں تھا ... کھانے کے دوران بھی انہوں نے مُڈاس اور برازیہ کا ذکر جاری رکھا ... لیکن وہ سب انجانوں کی طرح سنتے رہے ... ہاں یہ ضرور پوچھتے رہے ... یہ لوگ کون ہیں، کیا ہیں۔“

آخر اس شام آئی جی صاحب کا فون انہیں موصول ہوا۔

وہ کہہ رہے تھے: ”کل مُڈاس اور برازیہ وہاں نہیں پہنچے تھے ... اس طرح وہ فائلیں محفوظ ہیں ... آج کے بارے میں ہمارے پاس اطلاع ہے ... ایک دفتر کے آس پاس مشکوک لوگ دیکھے گئے ہیں ... گویا اس عمارت کا جائزہ لیا جا رہا ہے ... ہے بھی سرکاری دفتر ... اور اس میں بہت اہم فائلیں ہیں ... اور اندرونی بات یہ ہے کہ وہ ایک بہت اہم دفتر ہے۔“

"کیا مطلب۔" مارے حیرت کے شوکی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں شوکی ... اب تک ان لوگوں نے اس دفتر کا رخ نہیں کیا ... آس پاس نگرانی کرنے والوں کا خیال ہے کہ آج اس دفتر کی باری ہے۔"

"ٹھیک ہے انکل ... آپ دفتر کا نام اور پتا لکھوا دیں ... اور اپنی فورس کو چوکس کر دیں ... فورس باہر رہے گی ... اندر صرف ہم جائیں گے۔"

"اور انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران کے بچے؟" انہوں نے پوچھا۔

"وہ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے ... ان کا ساتھ اس لیے بھی ضروری ہے کہ انہیں اپنی اصلی حالت پر لانے کے لیے انہیں ساتھ رکھنا ہو گا ... کیونکہ اگر ہمارا آمنا سامنا ٹڈاس سے ہو گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے ... شوکی۔"

"ہم رات کے ٹھیک نو بجے اس دفتر میں پہنچ جائیں گے ... صرف اتنا بتا دیں... عمارت کتنے منزلہ ہے۔"

"صرف تین منزلہ ... رقبے کے لحاظ سے دفتر بڑا نہیں ہے لیکن خفیہ فائلوں کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔"

"ٹھیک ہے انکل ... اللہ کرے وہ آ جائے ... اب تو ہم اس سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے بہت بے چین ہیں۔"

"اور میں حیران ہوں شوکی ... انسپکٹر جمشید پارٹی اور انسپکٹر کامران مرزا پارٹی ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں ... تم ان کا مقابلہ کس طرح کر لو گے۔"

"بات یہ ہے انکل کہ دونوں پارٹیاں بے خبری میں مار کھا گئیں۔"

"کون مار کھا گئیں۔" فاروق کی آواز ابھری۔

"یہ کون بولا۔" آئی جی صاحب چونکے۔

"بے چارہ فاروق ... پوچھ رہا ہے ... کون مار کھا گئیں۔"

"اوہ!" آئی جی صاحب ہنسنے لگے ... پھر بولے۔

"ہاں ... تم کیا کہہ رہے تھے شوکی۔"

"سر! دونوں پارٹیاں بے خبری میں مار کھا گئیں ... انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ کتنے بڑے ہپناٹسٹ سے مقابلہ ہے ... ان کا خیال تو یہ تھا کہ اگر ہپناٹزم جانتے ہیں تو کیا ہوا ... ہم بھی جانتے ہیں ... کر لیں گے مقابلہ۔"

"ہاں شوکی ... یہی بات ہے ... خیر دیکھا جائے گا۔"

"آپ پتا لکھوا دیں انکل ... ہم وقت سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے اور آپ کی فورس باہر موجود رہنی چاہیے۔"

"فکر نہ کرو شوکی۔"

اور رات کے دس بجے وہ اٹھ کھڑے ہوئے ... خان رحمان کی گاڑی میں تیز رفتاری سے سفر کرتے وہ آخر اس عمارت تک پہنچ گئے ...

ابھی خان رحمان اپنے ساتھیوں کو ادھر ادھر مناسب جگہوں پر مقرر کر کے اچھی طرح فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک لفٹ کا دروازہ کھلا ... اور ایک مرد اور ایک عورت آتے نظر آئے۔

☆☆☆☆☆

شش ... شوکی

دونوں بے دھڑک آگے آگئے اور اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے جس میں دفتر کی تمام فائلیں موجود تھیں ... گویا تمام معلومات وہ پہلے ہی لے چکے تھے ... تبھی سیدھے اس کمرے تک پہنچ گئے تھے۔

"برازیہ ... میدان صاف ہے۔"

"میدان صاف نہ ہوتا ... تو بھی ہم اپنا کام کر گزرتے سر؟"

عورت کی آواز ابھری۔

"تم مجھے سر نہ کہا کرو برازیہ ... صرف مسٹر مڈاس کہہ لیا کرو ... جب تم سر کہتی ہو تو عجیب سا لگتا ہے۔"

"لیکن کیوں مسٹر مڈاس۔"

"پتا نہیں کیوں ... خیر اب بتاؤ ... آج تو حیرت ہے ... میدان بالکل ہی صاف ہے ... حالانکہ میرا خیال تھا ... آئی جی کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا پروگرام کہاں کا ہے۔"

"خیر مسٹر مڈاس! یہ تو نہیں ہو سکتا ... اسے معلوم تو ہو گا ... لیکن وہ

جانتا ہے ... پہلے انتظامات کر کے انہوں نے کون سی کامیابی حاصل کرلی ہمارے مقابلے میں۔"

"ہاں ... جہاں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا بے بس ہوں ... وہاں شوکی کی دال گلے گی۔"

جونہی مڈاس کے منہ سے انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران کے نام نکلے ... ان کے جسموں کو ایک جھٹکا سا لگا ...

اس جھٹکے سے شوکی کو خوشی محسوس ہوئی... کیونکہ یہ ان کے حواس بیدار ہونے کی علامت تھی ... یا کم ازکم ان کے جسموں میں کوئی ہلچل ضرور ہوئی تھی ... وہ اپنی اپنی جگہ چھپے ہوئے تھے ... انہوں نے یہ بات پہلے ہی طے کر لی تھی کہ انہیں کس موقع پر کیا کرنا ہے یا کس وقت کیا کام کرنا ہے ... اس لیے دبکے رہے ... کم ازکم شوکی کو یہ اطمینان ضرور ہو گیا تھا کہ ابھی تک مڈاس کو ان کی وہاں موجودگی کا احساس نہیں ہو رہا تھا ... اور اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ صرف کسی کے سامنے آنے پر ہی ہپناٹزم سے فائدہ اٹھاتا تھا... ہپناٹزم کا علم اسے آس پاس چھپے دشمن کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا تھا۔

"برازیہ ..." مڈاس کی آواز ابھری۔

"یس مسٹر مڈاس ..." برازیہ کی آواز میں شوخی تھی۔

"اس شہر میں اب ہمارے پاس کتنے ٹھکانے ہیں برازیہ ... جن کے مالکان کو ہم نے اس طرح غائب کر دیا ہے ... جیسے ہوا میں اڑا دیا ہو ...

ساتھ میں ان کی بے تحاشہ دولت بھی اب ہماری ہے ... اور اب تک شہر کے کتنے دفاتر کی فائلیں ہم اس ملک کے دشمنوں کو فروخت کر چکے ہیں اور اس سے ہم نے کتنی دولت جمع کر لی ہو گی بھلا ... بھلا۔"

" مسٹر مڈاس ... جمع کی ہوئی دولت اور حاصل کی ہوئی فائلیں تو خیر بے حساب ہیں ... اصل مقصد تو ہے اس ملک کو نقصان پہنچانا ... ہم اس ملک کے دشمن ہیں اور بس ... دشمنی میں جتنے بھی آگے نکل جائیں کم ہیں ... کیا خیال ہے آپ کا۔"

" تم نے ٹھیک کہا برازیہ ... ابھی ہم اس ملک کو اور نقصان پہنچائیں گے ... یہاں کے اس ملک کے جو چھ سات سب سے بڑے دولت مند ہیں ، ان کے پاس اربوں کی دولت ہے ... ابھی ہم نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالا ... فائلوں والے کام سے فارغ ہو لیں ... پھر ان کی باری آئے گی ... بات دولت کی ہوتی تو ان فائلوں کے بدلے ہمیں اتنی دولت مل جاتی کہ سنبھالنا مشکل ہو جاتا ... اب آؤ اس دفتر کی فائلیں بھی صاف کر چلیں۔" مڈاس کہتا چلا گیا ۔

"لیکن !" ایک آواز ابھری ۔

" یہ تمہاری آواز کو کیا ہو برازیہ ۔"

" یہ ... یہ لیکن ... میں نے نہیں کہا۔"

" تب پھر ؟"

" اس کا مطلب ہے ... کوئی یہاں چھپا ہوا ہے۔"

''ہاں چھپا ہوا ہے ... تو ڈھونڈ لو نا اسے۔'' آواز پھر آئی۔

''کون ہو تم ...''

''ہم کیوں سامنے آ کر بات کریں ... کیا اس لیے کہ تم نظریں ملاتے ہی ہمیں بیکار کر دو ... میاں وہ دن گئے جب پسینہ گلاب تھا اور خلیل خان فاختہ اڑایا کرتے تھے ... اب تو یہاں اڑیں گے تمہارے ہوش ... کیونکہ فاختہ کہاں سے لائیں گے۔''

''برازیہ ... تم نے محسوس کیا ... آواز کس طرف سے آتی ہے۔''

''ہاں مسٹر مُداس ... اس الماری سے۔''

''کھول دو اس الماری کو۔''

''اور مسٹر مُداس ! اگر اندر سے کوئی گولی آ گئی جواب میں۔''

''ٹھیک ہے ... میں بھی دائیں پوزیشن لے لیتا ہوں ... تم الماری کے پٹے کے ساتھ ہی دیوار سے لگ جانا۔''

''او کے مسٹر مُداس۔''

مُداس نے ایک طرف ہو کر پوزیشن لے لی ... اس کے پستول کا رخ الماری کی طرف ہو گیا ... پھر برازیہ ایک طرف کو ہو کر الماری کی طرف بڑھی تا کہ اس پر سامنے سے فائر نہ ہو سکے۔

پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔

''ارے ! یہ کیا ... الماری میں تو کوئی نہیں ہے ... البتہ یہ ننھا سا اسپیکر ضرور چپکا ہوا ہے۔''

"اوہ ... اس کا مطلب ہے ... بولنے والا یہیں کہیں موجود ہے۔"

"ہاں موجود ہے تو ڈھونڈ لو نا اسے۔"

اب دوسری طرف سے شوکی کی آواز ابھری ...

دونوں فوراً اس طرف مڑے۔

"برازیہ ... وہ اس پردے کے پیچھے چھپا ہے۔"

"کوئی پروا نہیں۔" اس نے ایک دم پردہ ہٹا دیا ... لیکن وہاں بھی کوئی نہیں تھا ... البتہ ایک ننھا سا اسپیکر وہاں بھی چپکا ہوا تھا۔

"کون ہو تم ... الو کی دم۔"

"خود ہی بتا رہے ہو کہ میں الو کی دم ہوں اور خود ہی پوچھ رہے ہو کہ کون ہوں تم ... ہے کوئی تک۔" آواز نے جھلا کر کہا۔

"ہائیں ... یہ آواز تو میز کی دراز میں سے آ رہی ہے۔" برازیہ نے چلا کر کہا۔

"ختم کرو برازیہ ... اس دراز میں بھی اسپیکر ہوگا۔" مڈاس نے جھلا کر کہا۔

"ہاں برازیہ ... ختم کرو۔" آواز آئی۔

"تم سامنے آ جاؤ ... کچا چبا جائیں گے۔"

ایسے میں ایک فائر ہوا ... مڈاس نے آواز کی سمت فائر جھونک دیا ... لیکن کچھ بھی نہ ہوا ... جہاں گولی لگی ... وہاں بھی ایک پردہ تھا ... بس اس پردے میں سوراخ ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں ... اس پردے کی قیمت تو ہم تم سے وصول کر ہی لیں گے... لیکن تمہیں کیا فرق پڑ جائے گا ... تم نے تو نہ جانے کتنے اربوں کی دولت جمع کر رکھی ہے ... اور پھر تم نے تو خود ہی کہا ہے ... یہ کام تم صرف دولت حاصل کرنے کے لیے نہیں کر رہے ... اصل میں تو تم ہمارے ملک کے دشمن ہو ... اصل مقصد دولت حاصل کرنا نہیں ... لیکن جناب ... ہمیں تو اپنے ملک کے لیے دولت کی ضرورت ہے ... لہٰذا اب تم دونوں سے وہ دولت نکلوائیں گے ... ظاہر ہے تم نے ان آٹھ دس ٹھکانوں میں ہی وہ دولت جمع کر رکھی ہو گی ... اور بحری جہاز وغیرہ کے ذریعے یہاں سے لے جانے کا پروگرام ہو گا... کیوں ٹھیک ہے نا ... اور بحری جہاز کے ذریعہ دولت کی پیٹیاں لے جانا تمہارے لیے کیا مشکل ہے ... ہپناٹزم کے ذریعے ... یہ کام بہت آسان ہے ... لیکن آج تمہارے ہپناٹزم کا امتحان ہے ... بتاؤ ... میں کون ہوں اور کہاں ہوں۔"

مڈاس نے حیران ہو کر یہ الفاظ سنے ... پھر اس نے کہا۔

"تت ... تم انسپکٹر جمشید کے بیٹے محمود ہو ... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟" آواز آئی ۔

"تم محمود کیسے ہو سکتے ہو ... ان سب کو تو میں نے بالکل مفلوج کر رکھا ہے۔"

"یہی تو ہمارا کمال ہے مسٹر مڈاس ... تم اس ملک میں آ تو گئے ہو... بچ کر جا نہیں سکو گے۔"

"سامنے آ کر بات کرو۔"

"اپنی آنکھیں نکال کر میری ہتھیلی پر رکھ دو ... سامنے آ کر بات کر لیتے ہیں۔"

"یہ تم نے کیا کہا۔"

"میں نے وہی کہا ... جو کہنا چاہیے تھا۔"

"تم احمق ہو ... اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہو ... سامنے آ کر بات کرو۔"

"سامنے آ کر بھی بات کریں گے ... فی الحال دور دور سے بات اچھی لگ رہی ہے ... مزہ آ رہا ہے انکل ... ایک وار آپ بھی کریں تا کہ اندازہ ہو جائے یہ کتنے پانی میں ہیں اور ہم کتنے میں۔" اس نے ہانک لگائی۔

"او کے۔" خان رحمان کی آواز ابھری۔

اور پھر ایک فائر کی آواز گونجی ... گولی مڈاس کے کندھے پر لگی ... لیکن وہ اس گولی سے ہلاک نہیں ہوا۔

"یہ کیا مذاق ہے ... " مڈاس نے منہ بنایا۔

"آپ نے سنا انکل ... یہ اسے مذاق کہہ رہا ہے۔"

"شش ... شوکی۔" خان رحمان ہکلائے۔

"کیا مطلب ؟" مڈاس زور سے اچھلا۔

☆☆☆☆☆

پھندا

اسے اس طرح اچھلتے دیکھ کر انہیں بہت خوشی ہوئی ۔

'' بہت خوب! مزہ آگیا ۔'' شوکی نے چلا کر کہا۔

'' تت ... تو تم شوکی ہو ...شوکی برادرز کے بڑے بھائی ۔'' مڈاس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

'' ہاں میں شوکی ہوں ... تو پھر تمہیں اس سے کیا ؟ '' شوکی نے کاٹ کھانے والے انداز میں کہا۔

'' اچھی بات ہے ...اب تم میرے مقابلے میں آ ہی گئے ہو تو سامنے آ کر بات کرو ... عورتوں کی طرح چھپے ہوئے کیوں ہو ۔''

'' تم بھی تو مردوں کی طرح مقابلہ نہیں کرتے ... بس ہپناٹزم سے کام نکال لیتے ہو ... تم اپنے ہپناٹزم کو ایک طرف رکھ دو ... میں سامنے آ کر تم سے دو دو ہاتھ کر لیتا ہوں ۔''

'' کیا واقعی ۔'' مارے حیرت کے مڈاس کے منہ سے نکلا۔

'' ہاں واقعی ۔''

'' ٹھیک ہے ... میں تم پر ہپناٹزم نہیں آزماؤں گا ... آؤ مجھ سے دو دو ہاتھ کر لو ... آ جاؤ سامنے ... اس نے گویا شوکی کو للکارا۔

'' دیکھ لو مسٹر مڈاس ۔'' شوکی ہنسا۔

'' کیا دیکھ لوں ۔''

'' دھوکا نہ کرنا ... یہ نہ ہو کہ میں سامنے آ جاؤں ... اور تم ہپناٹزم کا تیر آزما لو۔''

'' ارے نہیں ... تم جیسے کمزور بچے پر کیا ہپناٹزم آزمانا ... تم تو چٹکی کی مار بھی نہیں ۔''

'' پکی بات ۔''

'' سو فیصد پکی ۔''

'' مس برازیہ ! آپ گواہ رہیے گا ۔'' شوکی نے شوخ آواز میں کہا۔

'' ہاں میں گواہ ہوں، مسٹر مڈاس تم پر ہپناٹزم نہیں آزمائیں گے ... لیکن ابھی ابھی تم نے اپنے کسی ساتھی کو پکارا تھا اور اس نے مسٹر مڈاس پر فائر بھی کیا تھا... لیکن وہ مسٹر مڈاس ہی کیا جو دوسروں کی گولی سے مر جائے ۔''

'' خوب خوب ... بہت خوب !'' شوکی بولا۔

پھر اس نے خان رحمان سے کہا۔

'' انکل ... آپ بھی سامنے آ جائیں ۔''

'' دد ... دیکھ لو شوکی ... یار مروا نہ دینا ... میں ہپناٹزم کی ایک ہلکی سی

چپت بھی برداشت نہیں کرسکوں گا۔"

" آپ فکر نہ کریں انکل ۔"

" اچھا تم کہتے ہو تو نہیں کرتا ورنہ مارے فکر کے میرا برا حال ہے ... اتنا برا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

" انکل آپ کے ان الفاظ سے تو مسٹر ٹڈاس شیر ہو جائیں گے ۔"

" اوہ اچھا ... خیر اگر یہ خطرہ ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ... آپ کو جتنا فکر کرنا ہے کرلیں ۔"

" کیا کہہ رہے ہو شوکی ... مسٹر ٹڈاس کیا خیال کریں گے ... یہی خیال کریں گے کہ کن پاگلوں سے واسطہ پڑ گیا ہے ۔" پروفیسر داؤد جھلّا اٹھے ۔

" جج ... جی اچھا ... اب میں ایسی کوئی بات نہیں کروں گا ... لیکن انکل کو سامنے تو آنا ہی ہو گا اور آپ کو بھی ... یہ لیجیے میں تو مسٹر ٹڈاس کے سامنے چلا۔"

" خبردار شوکی ... یہ خطرہ نہ مول لو ... یہ شخص دنیا کا سب سے بڑا ہپناٹسٹ ہے۔" پروفیسر داؤد چلائے۔

" مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کیونکہ ۔" شوکی کہتے کہتے رک گیا ... اس کا لہجہ عجیب سا ہو گیا۔

" کس بات کی شوکی ۔"

" اس بات کی کہ مسٹر ٹڈاس میرا کیا حال کرتے ہیں ... بس میں تو یہ چاہتا ہوں ... کہ ہمارے ساتھی اپنے حواسوں میں آ جائیں ... دماغی طور پر

اپنی اصل حالت پر آ جائیں اور بس۔"

" تم ان کی بات کر رہے ہو ... تمہاری خود اپنی وہی حالت ہونے والی ہے... جونہی میری نظر تمہاری نظر سے ملے گی ... تم بیکار ہو جاؤ گے اور میرے غلام۔"

" مجھے اس کی بھی کوئی پروا نہیں ... بس میں چاہتا ہوں ... " شوکی نے جذباتی انداز میں کہا۔

" ہاں ہاں ہم جان لیا ... تم بس سامنے آ جاؤ ... نہ جانے کہاں چھپے ہو ... آواز تو چاروں طرف سے آ رہی ہے ... ایک سمت سے آ رہی ہوتی تو میں جان لیتا ...بس اس چیز نے مجھے چکرا دیا ہے۔" ٹڈاس نے جھلاّئے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ابھی تو مسٹر ٹڈاس اور مس براز یہ آپ دونوں کو اور چکر آئیں گے ... بس ایک مسئلہ ہے۔"

" اور وہ کیا مسٹر شوکی ۔" ٹڈاس کی آواز ابھری ۔

"مسئلہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم جسمانی طور پر تم سے نہیں لڑ سکتے ... لیکن اس کا بھی ہم حل ڈھونڈ لائے ہیں ... اور سچ یہی ہے کہ ہمارے پروفیسر صاحب بہت ہی خوب انسان ہیں ... ان کی ہم جتنی بھی قدر کریں وہ کم ہے ۔"

" کہاں کی لے بیٹھے مسٹر شوکی ... تم تو سامنے آ رہے تھے ... ہم دونوں بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں ۔"

''جی ہاں ! میں اور میرے ساتھی آپ کے سامنے آ رہے ہیں ... لیکن ہماری ایک شرط ہے ۔''

''اور وہ کیا ۔''

''آپ ہم سے ہاتھوں پیروں کی جنگ نہیں لڑیں گے ۔''

''وہ تو میں نے انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا سے نہیں لڑی تھی ... ان کے بچوں سے نہیں لڑی تھی ... مجھے کیا ضرورت ہے ہاتھوں پیروں کی جنگ لڑنے کی ... لیکن یہ بات نہیں کہ میں ہاتھوں پیروں کی جنگ کا ماہر نہیں ہوں ... اس میں بھی تم لوگ مجھے یکتا پاؤ گے ... یہ اور بات ہے کہ تم جیسے کمزور لوگوں کے مقابلے میں مجھے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔''

''تو یہ طے ہو گیا کہ تم مجھ سے ہاتھوں اور پیروں سے نہیں لڑو گے۔''

''بالکل ۔'' دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''آپ نے سن لیا انکل ... میرا مطلب ہے پروفیسر انکل ... یہ ہمیں ہر طرح لڑنے کی اجازت دے رہے ہیں اور خود سے ہاتھوں پیروں سے نہیں لڑیں گے ... صرف اپنی ہپناٹزم کی طاقت ہم پر آزمائیں گے ... لہٰذا سب لوگ ان کے سامنے آ جائیں ۔''شوکی نے اس بار بلند آواز میں کہا۔

''ہاں شوکی ... دیکھ لو ... کہ کہیں ہم سب ان جیسے ہی نہ ہو جائیں ... بے چارے کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں رہے ۔''

''جی ہاں دیکھ رہا ہوں ... دیکھے بغیر تو میں بات کر ہی نہیں سکتا ... اگر آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں تو نہ آئیں آگے ... میں خود ان سے نبٹ لوں گا۔''

"کیا کہا شوکی ... تم اکیلے ان سے نبٹ لو گے۔"

"اکیلے کیوں ... میرے تین بھائی میرے ساتھ ہیں۔"

"بالکل بھائی جان ... ہم آپ کے ساتھ ہیں ... آپ جو حکم بھی دیں گے... ہم بجا لائیں گے۔" تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

"دیکھا آپ نے ... سنا آپ نے۔"

"ہاں شوکی دیکھا بھی اور سنا بھی ... اور ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں ... بولو کیا کرنا ہے ... سامنے آنا ہے تو ہم ابھی آ جاتے ہیں۔"

"ہاں بس آ جائیں۔"

پھر اچانک وہ چاروں، خان رحمان اور پروفیسر داؤد سامنے آ گئے۔

اس کے ساتھ ہی مڈاس اور برازیہ چلّا اٹھے۔

"ارے یہ کیا۔"

مڈاس اور برازیہ ... دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو چھپا چکے تھے ... اور وہ ان لوگوں کی طرف دیکھنے کے قابل نہیں تھے ... ان سب کی آنکھوں کے چاروں طرف سے خیرہ کر دینے والے روشنی کے ہالے پھوٹ رہے تھے ... اور وہ اس قدر تیز تھے کہ کوئی بھی ایک پل کے لیے بھی ان کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا ...

ادھر پروفیسر داؤد تیار تھے ... ان کے ہاتھ میں ایک شاور تھا ... اس میں کوئی محلول تھا ... اور یہ شاور بہت طاقتور تھا ... بہت دور تک پانی کی دھار مارتا تھا ...

انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ... شاور کا بٹن دبایا ... اس میں سے تیز ترین محلول نکلا اور مڈاس اور برازیہ کی آنکھوں میں چلا گیا ... اس کے ساتھ ہی وہ اس قدر زور سے چلائے کہ پوری عمارت لرز گئی ...

اور بات اسی پر ختم نہیں ہوگئی تھی ... اب تو وہ مسلسل چیخے جا رہے تھے اور ان کی چیخیں رکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں ...

اور یہی وہ ترکیب تھی...

جو شوکی نے پروفیسر داؤد کے ذریعے قابلِ عمل بتائی تھی۔

"مڈاس انکل ... کیا حال ہے۔"

"خدا کے لیے اس محلول کے اثر کو ختم کرا دو ... تم جو کہو گے ہم کریں گے۔"

"ارے ... ایسے مزہ نہیں آئے گا۔" شوکی ہنسا۔

"کیا کہا ... ایسے مزا نہیں آئے گا ... تمہیں مزے کی پڑی ہے اور ہماری جان پر بنی ہے۔" برازیہ چیخ اٹھی۔

"صبر ... صبر ... آنٹی صبر ... کیونکہ ہم نے بھی بہت صبر کیا ہے ... مسٹر مڈاس! آپ فوراً انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں پر سے ہپناٹزم کا اثر ختم کر دیں... انہیں ٹرانس میں لا کر ختم کریں ... یہ پہلے کی مانند اپنے حواس میں آ جائیں ... ہم ایک طرف ہو رہے ہیں ... تمہاری آنکھوں کی تکلیف اس وقت تک ختم نہیں ہو گی ... بے شک ہم اس محلول کا توڑ تمہاری آنکھوں میں نہیں ڈالیں گے ورنہ تم دنیا بھر کے آنکھوں کے

ڈاکٹروں کے پاس چلے جانا ... اپنی آنکھوں کا علاج نہیں کرا سکتے ... جلدی کرو۔"

"ٹھیک ہے ...ان لوگوں کو میری آنکھوں کے سامنے لے آئیں ۔"

ان سب نے پکڑ پکڑ کر اپنے ساتھیوں کو مُڈاس کے سامنے کر دیا... اس نے بڑی مشکل سے اپنی آنکھیں اس ان کی آنکھوں میں ڈالیں اور اپنے خاص جملے کہے ... اس کے ایسا کرتے ہی وہ سب سو گئے ...اب اس حالت میں اس نے انہیں ہدایات دیں اور صرف دو منٹ بعد ہوش میں آنے کی ہدایت دی۔

پھر وہ خاموش ہو گیا...

دو منٹ بعد ان سب نے آنکھیں کھول دیں۔

ان کے منہ سے نکلا۔" اف مالک ! ہم کہاں ہیں ... اور یہ سب لوگ کون ہیں... ہم تو شاید ۔" انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گیا۔

" ہاں انسپکٹر جمشید ... تم فکر نہ کرو ... ایک دو منٹ بعد تم معمول پر آ جاؤ گے۔"

" اوہ ... اوہ ... ہمیں یاد آ رہا ہے۔ ارے یہ تو وہی ہے، کرمانی صاحب کا مہمان ... اور وہ تو برازیہ ہے ۔"

" جی ہاں ... یہ وہی دونوں ہیں ... آپ حضرات کو فی الحال آرام کی ضرورت ہے ... لہٰذا آپ گاڑی میں گھر چلیں ... ہم ان دونوں کا انتظام کر کے آتے ہیں ۔"

”نہیں ... ہم نہیں جائیں گے ... یہ لوگ بہت خطرناک ہیں ... پہلے ہمیں تفصیل سنائیں ... پھر ہم طے کریں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔“

”تب پھر پہلے ان دونوں کو بندھوا تو لینا چاہیے ... اور اس دوران پروفیسر صاحب وقتاً فوقتاً ان کی آنکھوں میں اس محلول کے ایک ایک بوچھاڑ اور مارتے رہیں گے۔“

”نہیں ... نہیں۔“ وہ پوری قوت سے چلّائے۔

”کیوں نہیں ...ہمیں بھی تو تم لوگوں کی آنکھوں سے سب کو بچانا ہے ... ان آنکھوں کے ٹھیک ہونے کی دیر ہے ... تم پھر اپنی حرکات پر اتر آؤ گے... مطلب یہ کہ ہمیں تمہارا مستقل علاج کرنا ہے ... اور اس کا مستقل علاج یہی ہے کہ تمہیں فوری طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ... ورنہ تم کس قدر خطرناک ہو ...یہ ہم جانتے ہیں ... اور چونکہ تم ملک اور قوم کے بد ترین دشمن ہو... اس لیے ہم تم دونوں کو ابھی اور اسی وقت سزا سنا دیتے ہیں ... تمہارے لیے یہی عدالت ہے ... کیوں انکل ... آپ ان دونوں کو سزا سنائیں گے ... اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ظاہر ہے ... پھر یہ وہ سب کریں گے جو قوم کسی صورت برداشت نہیں کر سکے گی۔“

”ٹھیک ہے ... وقت اور حالات کا تقاضہ یہی ہے کہ ان دونوں کو فوری طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ... سانپوں کو زندہ چھوڑنا اور مہلت دینا ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔“

”لیکن انہیں ختم کیسے کیا جائے ... گولی تو ان پر اثر نہیں کرتی ہے۔“

"جب گولی نہ اثر کرے تو ریشم کی ڈوری کارگر ثابت ہوتی ہے۔"
خان رحمان نے مسکرا کر کہا۔

"نن نہیں ... نہیں۔" دونوں فوراً چلائے ...

ساتھ ہی پروفیسر داؤد نے ان کی آنکھوں میں ایک خوراک اور انڈیل دی ... ایک بار پھر ان کی چیخوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔

دوسری طرف آئی جی صاحب کا عملہ انہیں جکڑ رہا تھا ... جب انہیں اچھی طرح جکڑا جا چکا تھا تو آئی جی صاحب نے حکم دیا۔

"ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔"

اور ان کی گردن میں ریشم کے پھندے ڈال کر انہیں کس دیا گیا ... جلد ہی ان کی آنکھیں باہر کو آنے لگیں ...

اس وقت خان رحمان نے جذباتی آواز میں کہا۔

"یہ ہے انجام ہمارے ملک اور قوم کے دشمن کا ... اور جو بھی اپنے ملک سے ایسے بد ارادے لے کر آئے گا، ہم اس کا یہی حشر کریں گے۔"

"بالکل کریں گے۔"

پھندے کسے جا رہے تھے کہ اچانک انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں ... ٹھہر جائیں۔"

☆☆☆☆☆

بڑا خطرہ

انہوں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا ... سب کے چہروں پر حیرت اور خوشی تھی ... حیرت اس بات کی تھی کہ انسپکٹر جمشید کو خیال آ گیا اور خوشی اس بات کی تھی وہ دماغی طور پر مکمل درست حالت پر آ گئے۔

''کیا مطلب جمشید؟'' آئی جی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتارنے سے باتیں راز رہ جائیں گی... ان لوگوں نے وہ فائلیں کہاں کہاں رکھی ہیں ... ان کے ٹھکانے کہاں کہاں ہیں ... وہ ٹھکانے ان دونوں نے کن کن لوگوں کو ہلاک کر کے حاصل کیے ہیں ... پھر ساری دولت انہوں نے کہاں جمع کر رکھی ہے ... کچھ فائلیں اگر فروخت کی ہیں تو کن کن ملکوں کو فروخت کی ہیں ... یہ تمام باتیں جاننے کے لیے ہمیں دانتوں پسینہ آ جائے گا ... لیکن اگر ہم ان دونوں کو زندہ رکھتے ہیں اور صرف ان کی آنکھوں میں پروفیسر کا محلول ڈالتے رہتے ہیں تو یہ ہماری تمام باتوں کے جوابات دیتے رہیں گے ... اور پھر قانون کو ہاتھ میں لینا ہمارا کام نہیں ... یہ عدالتوں کا کام ہے ... اگر آج ہم نے ایسا ک

تو کل عام لوگ بھی دوسروں کو اسی طرح بغیر مقدمہ چلائے مارنا شروع کر دیں گے ... اور پھر یہ سلسلہ کہیں نہیں رکے گا ... لوگ اپنی ذاتی دشمنیاں اس طرح نکالنا شروع کر دیں گے کہ کسی کو بھی ملک دشمن سمجھ لیا اور کسی کو بھی کافر سمجھ لیا اور پھر اسے مار دیا ... یہ غلط ہو گا ... اس سے بہت سے بیگناہ بھی مارے جائیں گے ... ہم ان کو قانون کے سامنے کھڑا کر کے عدالتوں سے سزا دلوائیں گے ... ہم قانون کے محافظ ہیں قانون شکن نہیں ... ہم کسی بھی حال میں قانون شکنی نہیں کریں گے ... ورنہ ہم میں اور ان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا ...''

''لیکن جمشید ... یہ کس قدر خطرناک ہیں ۔''

''اس محلول نے ان کی ساری خطرناکی ہوا کر دی ہے ...ان کے کس بل نکال دیے ہیں ۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے

''میرا خیال ہے ... جمشید کی تجویز بہت اچھی ہے ۔''

''ٹھیک ہے ۔'' آئی جی صاحب نے کہا اور پھندے ڈھیلے ہوتے چلے گئے ... تب کہیں جا کر مڈاس اور برازیہ کی جان میں جان آئی ... اور انہوں نے سکون کا سانس لیا ... لیکن یہ سکون کا سانس صرف اس لحاظ سے تھا کہ ان کی جان بچ گئی تھی ... آنکھوں میں ڈالے جانے والے محلول کی تکلیف ان کے چہروں پر بدستور باقی تھی ... ایسے میں مڈاس کی آواز ابھری ...

'' آپ لوگ کم از کم ہماری ایک حیرت دور کر دیں ... ہم اپنی زندگی میں اس قدر حیران کبھی نہیں ہوں گے جتنے آج ... آج وہ کیا ترکیب تھی

کہ شوکی برادرز کو اس وقت ٹرانس میں نہیں لیا جا سکا۔

''اس کا جواب بہت آسان ہے مسٹر مُڈاس ... ترکیب شوکی کی ہی تھی ... اس نے مجھ سے تجربہ گاہ میں آنکھوں کے ایسے لینز بنوائے تھے کہ دیکھنے والے ہماری آنکھوں میں دیکھ ہی نہ سکے ... اور ایسا کئی گھنٹوں کے تجربات کے بعد کیا جا سکا ... اگر ہم اس تجربے میں کامیاب نہ ہوتے تو پھر باریک شیشوں والی عینک سے یہ کام لیتے ... اور اس میں تو بہرحال کوئی کاریگری کی ضرورت نہیں تھی ... مکمل باریک شیشوں میں صرف بالکل نیچے کی طرف نظر آنے کے لیے باریک ترین ایک لکیر سی رکھ دی جاتی ہے ... اس طرح تم یعنی مُڈاس ہماری آنکھوں میں نہ دیکھ سکے ... اور ہم جانتے ہیں ... ہپناٹزم کے ماہر لوگ اصل کام آنکھوں کی طاقت سے لیتے ہیں۔''

''اوہ ... اوہ۔'' مُڈاس اور برازیہ کے منہ سے نکلا۔

''پھر بھی میں کہتا ہوں ... یہ دونوں حد درجے خطرناک ہیں ... ہم کب تک یہ محلول ان کی آنکھوں میں ٹپکاتے رہیں گے۔''

''یہ خطرناک ضرور ہیں ... لیکن ان سے جو معلومات حاصل کرنی ہیں وہ بھی کم اہم نہیں ہیں ... بلکہ بے تحاشہ دولت انہوں نے نہ جانے کہاں کہاں جمع کر رکھی ہے ... پھر کتنے لوگوں کو قتل کر کے ان کے گھروں میں دفن کیا ہے ... ہمارے دفاتر کے کتنے لوگوں کو انہوں نے غداری پر آمادہ کیا ہے ... یہ سب معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی ہم ان کے بارے میں سوچیں گے کہ ان کا کیا کرنا ہے۔''

ہمیں یہ سب کام کرنے ہی ہوں گے۔"

"تم نے ٹھیک کہا جمشید ... ہمیں یہ سب کام کرنے ہی ہوں گے۔"

ایسے میں آئی جی صاحب کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی ...

انہوں نے چونک کر دیکھا ... اور پھر حیران ہو کر بولے۔

"کوئی غیر ملکی کال ہے ... کیا خیال ہے سن لی جائے۔"

"جی ہاں سن لیں ... کوئی حرج نہیں ... " انسپکٹر جمشید نے کہا ...

اب وہ بالکل درست نظر آ رہے تھے۔

آئی جی صاحب نے بٹن دبا دیا اور دوسری طرف کی بات سننے لگے ... ان کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت نظر آنے لگی ... پھر انہوں نے اسپیکر والا بٹن دبایا ... اب سب لوگ بات سننے لگے ... کوئی کہہ رہا تھا۔

"ان دونوں کو چھوڑ دیں اور ہم سے جتنی دولت چاہیں لے لیں۔"

"آپ کون ہیں۔"

"آپ کو یہ جاننے کی ضرورت نہیں ... ہم نے پہلے ملک کے صدر کو فون کیا تھا ... انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ابھی ان کے پاس معلومات نہیں ہیں... جب تک تمام معلومات حاصل نہ ہو جائیں ... میں کچھ نہیں کر سکتا ... ہاں آپ کو زیادہ جلدی ہے تو آئی جی صاحب سے بات کر لیں ... وہ ضرورت سمجھیں گے تو اس سلسلے میں مجھ سے بات کر لیں گے، ورنہ خود فیصلہ سنا دیں گے... اس بنیاد پر ہم نے آپ سے رابطہ کیا ہے۔"

"پہلی بات یہ ہے کہ مسٹر ڈاس اور برازیہ نے ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ... صرف مالی ہی نہیں جاسوسی ہی نہیں جانی نقصان

بھی بہت پہنچایا ہے ... گویا ان دونوں نے ہمارے ملک اور قوم کی دشمنی کی انتہا کر دی ہے ... یہ اتنی انتہاؤں پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کی معافی کا کوئی امکان نہیں... پھر بھی میں اگر ان کی جان چھوڑنے سے ملک اور قوم کو کوئی ایسا فائدہ پہنچتا ہے جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے ... لیکن ظاہر ہے کہ یہ غور ہم نہیں ... اعلیٰ سطح کے لوگ کر سکتے ہیں بلکہ صدر ، وزیر ، میں اور انسپکٹر جمشید ، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز بھی۔" انہوں نے پر زور لہجے میں کہا۔

"یہ آپ نے کیا کہا ... شوکی برادرز بھی۔"

"ہاں شوکی برادرز بھی ... بھئی اس لیے کہ اس کیس کے ہیرو یہی ہیں ... انہی کے ذریعے ہم نے مڈاس اور برازیہ پر قابو پایا ہے ورنہ یہ ہمارے قابو میں نہیں آ رہے تھے۔"

"اچھی بات ہے ... ہمارے پیشکش برقرار ہے ... آپ لوگ سوچ لیں مشورہ کر لیں ... چند دن بعد ہم پھر رابطہ کریں گے ... اور آپ کا فیصلہ معلوم کریں گے ۔"

"ایک بات تو میں ابھی بتائے دیتا ہوں۔" آئی جی صاحب مسکرائے۔

"اور وہ کیا ؟"

"کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے ملک کے صدر یہ ضرور پوچھیں گے ... آپ لوگ ان دونوں کی کیا قیمت دیتے ہیں ... ہو سکتا ہے وہ آپ کی بات سن کر کوئی مطالبہ آپ سے کریں ... اس کا جواب آپ کے ذمے ہو گا ...

یہ پہلے سوچ لیں ۔"

"ایسی باتیں سوچنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ... رقم آپ لوگ بتائیں گے ... ہم تو صرف ادا کریں گے۔"

" تو یہ مسٹر مڈاس اور برازیہ آپ کے نزدیک اتنے اہم ہیں ۔"

" یہ ... یہ تو خزانے کی چابیاں ہیں ۔"

" خزانے کی چابیاں !" مارے حیرت کے فاروق کے منہ سے نکلا۔

" ہاں کیوں ... کیا یہ دونوں خزانے کی چابیاں نہیں ہو سکتے ... یہ تو خزانہ حاصل کرنے کی ایسی چابیاں ہیں کہ ان جیسی چابیاں کوئی ہو ہی نہیں سکتیں ۔" آواز آئی ۔

"اوہ ... اوہ ... تب پھر ان خزانوں کی چابیوں کو ہم اپنے قبضے میں کیوں نہ رکھیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے ۔"

" کیا مطلب ... یہاں اصل مسئلہ کہاں سے آ ٹپکا ۔"

"یوں تو ... ٹپکنے کو کہیں سے بھی ... کوئی چیز ٹپک سکتی ہے۔" آفتاب نے کہا

" ہے کوئی تک اس بات کی ... کوئی تک نہیں ۔" محمود نے فوراً کہا۔

" شکریہ محمود ۔"

" لو بھئی ... ادھر بات ہو رہی فون پر ... وہ بھی بہت سنجیدہ ... یہ ان باتوں میں ہی اپنی باتوں کی ٹانگیں اڑا بیٹھے ۔" فرزانہ نے چلّا کر کہا۔

''اوہ معاف کرنا فرزانہ ... ہمیں خیال نہیں رہا ... تمہارا شکریہ ... تم نے خیال تو دلایا ... ہاں انکل آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔''

'' توبہ ہے تم سب سے۔'' آئی صاحب نے جھلّا کر کہا ... اور ایک بار پھر فون پر بات کرنے والے سے مخاطب ہوئے ۔

'' ہاں تو مسٹر نامعلوم ... ہم اپنے صدر صاحب سے اس سلسلے میں بات کرتے ہیں ... اس وقت تک ذرا ہم آپ کے ان دو خزانوں سے بلکہ خزانوں کی چابیوں سے اپنے راز اگلوا لیں ۔''

'' ٹھیک ہے ... کوئی اعتراض نہیں ... لیکن آپ لوگ بھول گئے ۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ہنسا۔

'' اور ہم کیا بھول گئے ہیں ۔''

'' وہ اصل مسئلہ ... یعنی آپ لوگ مسٹر مڈاس اور برازیہ سے کیوں کام نہیں لے سکتے اور کام لے کر کیوں خزانہ حاصل نہیں کر سکتے ۔''

'' اوہ ہاں واقعی ... ہم یہ بات بھول گئے ... ہاں تو آپ بتا دیں اس کی وجہ ... ہم سن رہے ہیں ۔''

'' اس کی وجہ یہ ہے کہ مسٹر مڈاس اور برازیہ کے ذہن خودکشی اور کے ہپناٹزم کے ٹرانس میں ہیں ... یہ صرف آپ کے ملک کے خلاف کام کر سکتے ہیں ... آپ کے ملک سے دشمنی ان کی گھٹی میں پڑی ہے ... اگر آپ ان سے کسی اور ملک کے خلاف کام لینے کی کوشش کریں گے تو ان کے دماغ پھٹ جائیں گے ... اور یہ مر جائیں گے ... ۔''

"اوہ اچھا ... ٹھیک ہے ہم سمجھ گئے ... اگر آپس میں معاملہ طے ہو گیا تو ہم انہیں آپ کو بھجوا دیں گے... یہ چابیاں آپ ہی کو مبارک ہوں۔"
فاروق نے برا سامنہ بنایا۔

اور دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔

"میرا خیال ہے ... یہ باتیں ابھی صدر صاحب کو بتا دی جائیں اور ہم مڈاس اور برازیہ کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیں ... کیا خبر ان دونوں کو واپس دینے کا ہی فیصلہ ہو جائے ... " انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"ٹھیک ہے۔"

اور پھر وہ ان دونوں سے تمام معلومات اگلوانے لگے۔ وقتاً فوقتاً ان کی آنکھوں میں پروفیسر صاحب کے محلول کی پھوار بھی ڈال دی جاتی۔

... وہ چیختے اور چلّاتے ضرور ... لیکن ان کی وہاں کون سنتا ...

آخر ان کا خطرہ تو بدستور موجود تھا اور بھلا یہ خطرہ کیوں مول لیا جاتا۔

چند دن میں وہ تمام معلومات حاصل کر چکے تھے اور ان جگہوں پر قبضہ کر چکے تھے اور وہاں موجود دولت سرکاری خزانوں میں جمع کرا چکے تھے۔ ان سے حاصل کردہ دولت سے سرکاری خزانے کی حالت بہت بہتر ہو گئی۔

ادھر صدر صاحب اپنے مشیروں سے بات کر چکے تھے اور انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ان دونوں کے بدلے ملک کے لیے اور زیادہ دولت حاصل کی جائے تاکہ ملک کی مالی حالت اور بہتر ہو جائے ...

باقی رہا مڈاس اور برازیہ سے آئندہ کے خطرے کا مسئلہ ...

تو ان دونوں پر تو پھر قابو پایا جا سکتا تھا ... اتنی دولت حاصل کرنے کے بجائے ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا انہیں کوئی فائدہ نہیں تھا ... دوسری صورت میں ملک کو بے تحاشہ دولت ملتی ... ہاں اس صورت میں ان کا خطرہ ضرور سر پر رہتا ... لیکن وہ اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے ... اور آخر ایسا ہی کیا گیا ... ایک بڑی دولت کے بدلے میں ان دونوں کو آزاد کر دیا گیا .. آنکھوں میں محلول رہائی کے وقت بھی ڈال دیا گیا تھا اور ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر ایک دور دراز جزیرے پر پہنچا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے ان کی قیمت ادا کی تھی... انہیں اس جزیرے کا بتا دیا گیا ... اس طرح مڈاس اور برازیہ کا مسئلہ ختم ہوا ... اب انہیں گھروں کی جانے کی سوجھی ...

سب لوگ جیسے ہی وہاں پہنچے تو خوشی دیدنی تھی۔ کیونکہ دونوں پارٹیاں ایک بار پھر سے اصل حالت میں آ چکی تھیں ...

اور اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہوسکتی تھی ۔

ادھر بیگمات نے مل کر ایسے کھانے تیار کیے تھے کہ اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ کر رکھ دیے تھے ... ابھی وہ کھانوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ انسپکٹر جمشید کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی ...

گھنٹی کی آواز سنتے ہی فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

" ابا جان ... یہ فون نہ سنیے گا۔"

" تو بھئی فون کرنے والے کو یہ تو کہا ہی جا سکتا ہے کہ آدھ گھنٹے بعد

فون کریں ... ہم اس کی کوئی بات نہیں سنیں گے اور صرف یہ الفاظ یہ کہہ کر فون بند کر دیں گے ۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' چلیے یہ ٹھیک رہے گا ۔'' سب نے ایک ساتھ کہا۔

انہوں بٹن آن کرتے ہی یہ الفاظ کہہ دیے ۔

'' ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں ... آپ آدھ گھنٹے بعد فون کر لیں ۔''

اور یہ کہتے ہی انہوں نے فون بند کر دیا ... باورچی خانے میں موجود خواتین نے یہ دیکھ کر ایک ساتھ کہا۔

'' یا اللہ تیرا شکر ہے ... ورنہ ہم تو ڈر گئی تھیں کہ کہیں کھانا درمیان میں نہ رہ جائے ۔''

''نہیں بیگم صاحبان ... اتنی مدت بعد تو ایک ساتھ کھانا کھانا نصیب ہوا ہے... اب تو ہم پہلے کھانا ہی کھائیں گے ۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

انہوں نے یہ کہا ہی تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی ۔

'' لیجیے ! پھر فون آ گیا ... '' بیگم جمشید نے جھلا کر کہا۔

'' فکر نہ کرو بیگم ... یہ فون ہمارا کچھ نہیں بگاڑے گا ... ہم پہلے کھانا کھائیں گے ... پھر کسی سے بات کریں گے۔''

'' یا اللہ تیرا شکر ہے ... '' انہوں نے ایک بار پھر نعرہ لگایا۔

آخر وہ سب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے ... کھانے کے بعد سبز چائے کا بھی دور چلا ... آج سبز چائے کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا ... چائے پی کر وہ گاؤ تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ...

ابھی باتوں کا بازار گرم ہوا ہی تھا کہ فون پھر آ گیا۔

"لو بھئی ... اب ذرا پہلے فون سن لیں۔"

"بالکل ... اب آپ شوق سے فون سن سکتے ہیں ۔"

انہوں نے دیکھا ... فون انہی مُڈاس کا تھا ... وہ کہہ رہا تھا ۔

"ہم بہت جلد تم لوگوں کے ملک میں پھر آئیں گے ... اور اس بار مکمل تیاریوں کے ساتھ آئیں گے۔"

یہ کہتے ہی ان کے بجائے شوکی پکار اٹھا ۔

"اور ہم تم لوگوں کے لیے نئے محلول تیار رکھیں گے ۔"

اس پر ان سب نے قہقہہ لگایا ...

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

Inspector Jamshaid Team
Inspector Kamran Mirza Team
and Shoki Brothers Series

Midas Aur Birazia

مڈاس اور برازیہ

عورت تھی یا چھلاوہ... جو انسپکٹر جمشید کے سر پر سے اڑتی چلی گئی۔

اور اگر چھلاوہ ہی تھی تو اکیلی نہیں تھی... اپنے ساتھ شیطان کو بھی لائی تھی۔

باغ کے ایک سنسان گوشے میں ایک ڈھانچہ ان کے سامنے آ گیا۔

پراسرار قوت جس نے محمود فاروق فرزانہ کے دماغوں پر قبضہ کر لیا۔

اکرام کھڑے کھڑے سو گیا... مڈاس سامنے سے نکل گیا۔

انسپکٹر کامران مرزا کو بلانا ہو گا... حالات قابو سے باہر ہو گئے ہیں۔

انسپکٹر کامران مرزا ٹیم ان کی مدد کے لیے میدان میں۔

لیکن حالات بگڑتے چلے گئے اور...

شوکی برادرز کو ان دونوں ٹیموں کی مدد کے لیے سامنے آنا پڑا۔

انسپکٹر جمشید پارٹی، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کا مشترکہ کارنامہ۔

Title Design - Asha Farooq

ISBN 978-969-601-186-6
9 789696 011866

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

اٹلانٹس پبلیکیشنز